New Era Magazine

Heart Breaker

NEW ERA MAGAZINE

از قلم رمشا حسین

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

Heart Breaker

ازرمشاحسین

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپناناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کرکے مندرجہ ذیل ذرائع کااستعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریرایک ہفتے کے اندراندرویب پرپوسٹ کردی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپردیئے گئے رابطے کے ذرائع کااستعمال کرسکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرامیگزین

☆☆☆☆☆

آج پھر اس کے کمرے کی حالت کسی زلزلے کہ آنے کا پتا بتا رہی تھی وہ اپنے آپ میں نہ تھا کمرے کا حشر نشر کر ڈالا تھا جو چیز ہاتھ آ رہی تھی پھر زمین کو سلامی پیش کر رہی تھی ایک چیز ایسی نہ تھی جو اس نے سلامت چھوڑی ہو پر یہ اس کا غصہ تھا جنونیت تھی دکھ تھا پچھتاوہ تھا کچھ بھی تھا پر ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا ابھی وہ بس پوری دنیا میں آگ لانا چاہتا تھا وہ آخر تھک ہار کر زمین پہ بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پہ فولڈ کر لیے بکھیرے بال سرخ آنکھیں جس میں سب کچھ ختم کرنے کی چاہ تھی یا اس دشمن جاں کو ڈھونڈنے کا عزم اور جنون تھا۔

تم جہاں بھی ہو میں تلاش کر ہی لوں گا مجھے اپنے جال میں پھنسا کر دیوانہ بنا کر ایسے بھاگ جاؤ گی تو یہ تمہاری بھول ہے پہلے کچھ نہیں پر اب سب کچھ ہاں و تم میری ایسے میں تمہیں دور نہیں جانے دے سکتا خود سے اگر تم بھول گئی ہو مجھے تو اس بار ایسا یاد کرواؤ گا کہ خود کو بھول جاؤ گی پر مجھے بھولنے کا تصور بھی نہ کر سکو گی۔ وہ وحشت بھرے لہجے میں اس کے تصور سے مخاطب تھا۔

میرے خیال سے اب ہم

تمہارے خیال میں بھی نہیں رہے۔

زمان یار آج کلب میں کچھ ادھورا ادھورا سا لگ رہا ہے۔ حسن اپنے ساتھ بیٹھے دوستوں کے ساتھ تھا پھر اچانک اس نے سوفٹ ڈرنک پیتے زمان علی شاہ کو شرارت بھری نظروں سے دیکھ کر مخاطب کیا

سیدھا سیدھا بول ناں کہ جینی کو یاد کر رہا ہے۔اس کی بات پہ زمان نے تو نہیں پر دوسرے دوست عمار نے اس کو جواب دیا۔ یہ منظر آمریکا کے کلب کا تھا جہاں وہ کہنے کو تو وہ اپنی پڑھائی ی پوری کرنے آئے تھے پر زیادہ تر ایسی جگہوں پہ پائے جاتے اور کبھی کبھی زمان بھی ان کے ساتھ آجاتا جینی جس کا پورہ نام جینا تھا جو آمریکا میں ہی پلی بڑھی تھی پر تھی وہ مسلم اور اس کی ملاقات زمان سے ہوئی ی یونیورسٹی میں تو تب سے اس کو زمان سے محبت تھی پر زمان کو اس میں ذرہ دلچسپی نہ تھی اس کے لیے ایسی لڑکیاں بس ہر کے ساتھ رہنا پسند کرتی ہے جینا سب سے مختلف تھی۔ پر زمان کو باقیوں جیسی لگتی تھی اس لیے چار سال سے وہ اس کو نظر انداز کرتا آرہا تھا پر نہ اس کو جینا کی محبت پہ ایمان آیا اور جینا نے اس کی نظر اندازی پہ محبت کرنا چھوڑی زمان کا کہنا تھا ایک سال بعد تو اس نے ویسے ہی اپنے گھر پاکستان جانا تھا پھر جینا نے اس کی ویسے ہی جان چھوڑ دینی ہے اگر نہ بھی تو اس نے خود تو چھڑوا ہی لینی تھی۔

اس کا نام لینا ضروری تھا۔ زمان ناگوار لہجے میں بولا

ظاہر ہے اتنی خوبصورت لڑکی کا نام لینا کون ضروری نہیں سمجھے گا۔ حسن نے بے باکی سے اس کو آنکھ مار کہا جس پہ باقی سب ہنس دی ئی ے۔

ہائے گائی یز۔ وہ ابھی بیٹھے ہی تھے جب ایک خوبصورت آواز نے اپنی طرف متوجہ کیا جو.....

جو جینا کی تھی اور وہ ان کے ساتھ آ کر بیٹھ گ ئی کرلی بال اور چہرے پہ خوبصورت طریقے سے میک اپ کیے وہ بہت حسین لگ رہی تھی بلیک ٹاپ اور وائی ٹ جینز پہنے وہ زمان کو اپنی آنکھوں میں جگنوں لیے دیکھ رہی تھی جو آج بھی اس کے علاوہ ہر کسی کو دیکھ رہا تھا۔

ارے واہ جینی تمہاری اُردو تو بہت اچھی ہو گ ئی ہے۔ حسن جو زمان کا کزن بھی تھا اس کو دیکھ کر بولا

شکریہ میری مما بولتی ہے۔ جینا نے خوش ہوتے ہوئے کہا

جی وہ تو بولیں گی نہ اس کو خود کو کونسا آتی ہے۔ عمار نے کہتے ہی قہقہہ لگایا۔

کسی پہ ایسے ہنستے نہیں۔ جینی نے گھور کر کہا

تم یہاں کیوں آئی ی ہو ایک جگہ سکون نہیں۔ زمان اس کو دیکھ کر سخت لہجے میں بولا

سکون کیسے ہو گا تم جو یہاں تھے اور میرا سکون تو تم ہو نہ۔ جینا اس کا سخت لہجہ نظر انداز

کرتی مسکرا کر بولی

اوہ اوہ۔ سب نے ہوٹنگ کی۔

اپنی حد میں رہا کرو۔ زمان اس کی بے باکی پہ ضبط سے بولا

میری تو کوئی ی حد نہیں اگر تم اپنی دو تو۔ جینا اتنا کہتی خاموش ہو گئی۔

نانسنس۔ زمان بڑبڑا تو اٹھ گیا۔ تو وہ بھی اس کے پیچھے آگئی

مانا کہ تمہیں غصہ سوٹ کرتا ہے اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ تم مجھ پہ ہمیشہ غصے سے ہی بات کرتے رہو۔ جینا اس کے قدم قدم سے قدم ملاتی ناراضگی سے بولی

تم مجھے کبھی سکون کا سانس لینے دو گی بھی کہ نہیں تنگ ہوں میں تمہاری ایسی چیپ حرکتوں سے۔ زمان اس کے سامنے کھڑا ہوتا بولا۔

وائے یو بیزار می۔ جینا اس کی بات پہ مسکراہٹ ضبط کرتی اردو انگلش میں بولی۔

تم جیسی ڈھیٹ لڑکی میں نے آج تک نہیں دیکھی۔ زمان نفی میں سر ہلاتا باہر کی طرف بڑھا۔

اینڈ آئے میک شیور کہ کبھی دیکھو گے بھی نہیں بکوز آئے ایم ون اینڈ او نلی۔ جینا اب اس کی طرف منہ کرتی پیچھے پیچھے قدم بڑھانے لگی۔

اور میری بھی دعا ہے کہ تمہاری جیسی اور کبھی کوئی ی دیکھنے کو ملے بھی نہیں۔ زمان

نفرت سے بولا

ہائے اتنا پیار کے میرے علاوہ کسی اور کو دیکھنا بھی پسند نہیں کرو گے۔ جینا اس کی بات کا اپنا مطلب لیے دل پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

نجانے وہ کونسا منحوس وقت تھا جب میرے دماغ میں آمریکا آنے کا خیال آیا۔ زمان بنا اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

منحوس مطلب؟ جینا نے نا سمجھی سے پوچھا

اتنی اردو سیکھ لی تھی تو یہ لفظ بھی سیکھ لیا ہوتا۔ زمان طنزیہ بولا

ہاآآآ۔ وہ کچھ بولنے والی ہی تھی جب پیچھے قدم بڑھاتے بڑھاتے اس کا ہیل والا پاؤ مڑا اس سے پہلے وہ گرتی زمان نے جلدی سے اس کا ہاتھ تھام کر گرنے سے بچایا جس سے اب وہ اس کی بانہوں میں تھی ایک ہاتھ زمان کا اس کی کمر اور دوسرا اس کا ہاتھ پکڑنے میں تھا جب کی جینا کا ایک ہاتھ اس کے ہاتھ میں تھا اور دوسرا ہاتھ سے اس نے زمان کے کندھے پہ رکھ دیا تھا وہ دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے رہ گئے تھے جینا کی حالت غیر ہوتی گئی تھی اس نے کب سوچا تھا کہ وہ کبھی زمان کو اتنے پاس دیکھ سکے گی زمان تو اس کے ساتھ کھڑا ہونا پسند نہیں کرتا تھا پر آج اس کا چہرہ اور وہ خود بس چند انچ کے دوری پہ ہی تھا بس جینا بنا آنکھیں جھپکائے اس کو دیکھ رہی تھی جب کی زمان

کی نظریں اس کے چہرے کہ نقش پہ الجھ سی گ ئی تھی اس کی نظر کبھی آنکھوں پڑتی تو کبھی ہونٹوں پہ اس کو جینا کی پتلی ناک بہت پسند آئی ی تھی پر وہ جلدی لاحول پڑھتے بے دردی سے جینا کو خود سے دور کیا اس کے ایسے کرنے پہ جینا ہوش میں آئی ی تھی۔ زمان اس کو گھوری سے نوازتا آگے بڑھ گیا جب کی جینا ابھی تک خود کو گزرے لمحوں کے زیر اثر محسوس کر رہی تھی۔

"تیرے دیدار کے لمحے بہت قیمتی تھے"

"ہم اگر پلکیں جھپکاتے تو خسارہ کرتے"

یو ویسٹ یوئی رٹائم۔ میگی نے بیڈ پہ لیٹی جینا سے کہا

شکریہ بتانے کا۔ جینا نے بال انگلی میں پھنسا کر کہا

وہ ایک پاکستانی مرد ہے تمہارا اور اس کا کوئی ی میل نہیں وائے یو ڈونٹ انڈر سٹینڈ۔ میگی اس کے پاس آکر بولی۔

آئے لو ہم اینڈ آئے نیور الائی یو ود ائی وٹ علی۔ جینا نے بے بسی سے کہا

پہلی بات وہ زمان علی شاہ ہے دوسری بات وہ کبھی تم سے محبت نہیں کرے گا تیسری

بات کہ وہ بنا بتائے پاکستان بھی فلائے کر دے گا۔اور تمہیں پتا بھی نہیں چلے گا چوتھی اور آخری بات کہ ہر پیار کرنے والا انسان یہی کہتا ہے کہ وہ جس سے پیار کرتا ہے اس کے بنا نہیں رہ سکتا پر حقیقت اس کے بر عکس ہوتی نہ کوئی ی کسی کے لیے جیتا ہے اور نہ مرتا ہے۔ میگی نے اس کے چہرے کو دیکھ کر کہا

آئے نو بٹ مائے ہارٹ سے کہ وہ ایک دن مجھ سے محبت ضرور کرے گا۔ جینا نے امید سے کہا

ہر پیار کرنے والا ہی کہتا ہے کہ جس سے وہ پیار کرتا ہے اگر وہ ابھی انکار کر رہا ہے تو بعد میں اقرار ضرور کریگا۔ میگی نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا

وائے یو ٹونٹ می؟ جینا نے چڑ کر کہا۔

اٹس ناٹ ٹونٹ۔ میگی نے ٹی وی آن کرتے کہا

علی کے ساتھ میں پاکستان بھی جاؤں گی اگر وہ مجھے چھوڑ کر گیا تو۔ جینا نے ضدی لہجے میں کہا

میری جان وہ تمہیں ملا ہی کب جو تم اس کے چھوڑنے کی بات کر رہی ہو۔ میگی نے اس کا مزاق اُرایا۔ جواب میں جینا نے بیڈ پہ رکھا کشن اس کے سر پہ دے مارا اور وہاں سے نکل گ ئی۔

اف جینی۔ میگی اپنے بال خراب ہونے پہ کلس کر رہ گئی۔

زمان پاکستان سے کال آئی ی تھی اباجان کا حکم تھا کہ ہم اس سال ہی ان کے پاس واپس آجائے۔ حسن سینٹر صوفے پہ بیٹھ کر زمان سے کہا

وجہ؟ زمان نے پوچھا

وہ تمہارے باپ ہیں جو وجہ نہیں بس حکم سناتے ہیں۔ حسن نے کندھا اچکا کر کہا

تو تم کہہ دیتے ابھی کچھ اور وقت رہتا ہے ہماری پڑھائی ی کا۔ زمان نے گھور کر کہا

ہاں جیسے ان کو میری بات سننی تھی نہ۔ حسن منہ بگاڑتے بولا

خیر میں ان سے بات کر کے دیکھوں گا۔ زمان کچھ سوچ کر بولا

بات نہ ہی کرو تو اچھا ہے میں نے تو ان کو ہاں کر دی تھی بس ایک ہفتہ.....

ایک ہفتے بعد سمسٹر ختم ہو گے تو ہم چلے جائے مجھے بھی گھر کی یاد آرہی۔ حسن نے پاپ کورن منہ میں ڈالتے اس کو اپنا کارنامہ بتایا۔

بہت ہی کوئی ی جلد باز ہو۔ زمان نے اس کے کندے پہ دھموکا جڑ کر بولا۔

جلد بازی کی کیا بات۔ حسن بنا اثر لیے بولا۔

شاہ جی آپ کی بات ہوئی ی تھی زمان سے؟ قدسیہ بیگم نے امان علی شاہ زمان علی شاہ کے والد سے پوچھا

اس سے نہیں حسن سے بات ہوئی ی تھی اور میں نے اس کو کہہ دیا کہ اب واپس آجاؤ بہت کھالی آمریکا کی ھوا۔امان شاہ نے سگار منہ میں ڈالے بارعب لہجے میں کہا۔

کیا کہا اس نے پھر؟ قدسیہ نے دوبارہ اپنے شوہر سے پوچھا

کہنا کیا تھا سوائے میری بات ماننے کے وہ دونوں واپس آجائے گے خبر کردو پوری حویلی میں آخر کو اتنے سال بعد وہ واپس آئے گے۔امان شاہ نے سخت لہجے میں کہا۔

میں خبر کروں گی۔انہوں نے جواب دیا

ہمم اور بھابھی مریم کو کہنا کے حسن کو ہماری گل سے شادی کا بتادے ایسا نہ ہو کہ کسی گوری کو وہاں سے لے آئے۔امان شاہ قدسیہ بیگم کو دیکھ کر کہا

حسن تو شاہ خاندان کا خون ہے اس کو پتا ہے ہمارے اصولوں کا آپ فکر نہ کریں۔قدسیہ بیگم نے یقین کے ساتھ کہا

اس کی فکر ہمیں بلکل بھی نہیں ہمیں پتا ہے وہ کبھی کچھ غلط نہیں کریگا پر زمان پر ہمیں اعتبار نہیں وہ تو بچپن سے ہی خود سر ہے۔امان شاہ نے سگار کا لمبا کش چھوڑ کر کہا جس پہ اب قدسیہ بیگم کچھ نہ بولی۔

علی۔ جینا اس کے ڈپارٹمنٹ میں آ کر بولی

میرا ابھی تم سے بحث کرنے کا کوئی موڈ نہیں۔ زمان اپنا منہ دوسری طرف کر کے کہا

اپنی حرکتیں ٹھیک کرو علی تم نہیں جانتے میں ہرٹ ہوتی ہوں۔ جینا اس کو کندھوں سے پکڑے اپنی طرف کرتے کہا

ڈونٹ ٹچ می مس جینا عرفان۔ زمان اس کا ہاتھ جھٹکتا غصے میں بولا

واٹ یو بیہو می لائی ک اسٹرینجر؟ جینا اس کے ایسے بات کرنے پہ ناراضگی سے بولی پر اس کی ناراضگی کی پرواہ تھی کس کو زمان کو تو بلکل نہ تھی۔

کیوں کی مجھے تم میں دلچسپی نہیں۔ زمان اپنا غصہ کنٹرول کرتا بولا

یہ میں کئی دفعہ سن چکی ہوں کچھ نیا بولوں۔ جینا بیزار سی شکل بناتے بولی

سن تو بہت دفعہ چکی ہو پر اثر بلکل نہیں ہوا۔ زمان گھور کو بولا

تو تم میری محبت کو قبول کر لوں۔ جینا نے آرام سے حل بتایا۔

دیکھو جینا تم بہت اچھی لڑکی ہو اور مجھے تمہاری محبت کی قدر ہے پر تم بھی میری بات کو سمجھو جو تم مجھ سے چاہتی ہو وہ میرے لیے ممکن نہیں تم اپنے جیسے کسی کو ڈھونڈو جو تمہیں چاہے اور قدر کرے۔ زمان نے اب کی کچھ نرمی سے اس کو سمجھانا چاہا۔

کتنے پیارے لگتے ہو اتنے آرام سے بات کرتے ہوئے۔ جینا اس کی باتو پہ دھیان دی ئی ے بنا اس کے چہرے پہ ہاتھ رکھ کر محبت سے کہا۔

تمہاری مثال کتے کی دم کی طرح ہے۔ زمان کہتا اپنا چہرہ اس ہاتھوں سے آزاد کرتا کلاس سے ؟.....

اس ہاتھوں سے آزاد کرتا کلاس سے باہر جانے لگا۔

پلیز اس کی ٹرانسلیٹ انگلش میں بتاؤ۔ جینا اس کے پیچھے بھاگتے ہوئے کہا۔

میرا وقت اتنا بھی فضول نہیں۔ زمان تیز تیز قدم اٹھاتا بولا

کتنے سنگدل ہو تم۔ جینا نے رونی شکل بنا کر کہا

بتانے کا شکریہ۔ زمان بنا اس کی طرف دیکھے کہا

اتنی پیاری خوبصورت اور امیر لڑکی تمہیں چار سال سے پیار کر رہی ہے اور تم اتنی آسانی سے اس کو کیسے چھوڑ سکتے ہو؟ جینا نے اس کو اپنی طرف متوجہ کرنا چاہا

اس پیاری خوبصورت اور امیر لڑکی کو چاہیے کہ اپنی عزت کو عزیز کرے اور ایسے انسان کے پیچھے خود کو خوار نہ کرے جس کو اس کے ہونے اور نہ ہونے کا فرق نہ پڑے۔ زمان اس کے دل پہ اپنا پاؤں رکھ کر چلا گیا۔ جب کی جینا اداسی کی مورت بنی وہی کھڑی رہ گ ئی۔

مجھے الفت تجھی سے ھے ورنہ""""

لوگ تجھ سے بھی خوبصورت ہیں۔

جینی تم یہاں ہو تمہارے ڈیڈ کب سے تمہیں باہر بولا رہے ہیں۔روما اس کی ماں اس کمرے میں آکر بولی

سوری مما مجھے معلوم نہیں تھا۔جینا سستی سے اٹھ کر ان سے بولی۔

تم اتنی ڈل کیوں لگ رہی ہو طبیعت ٹھیک ہے۔روما بیگم نے فکر مندی سے اس کے ماتھے پہ ہاتھ رکھ کر بولی

یس مما میں ٹھیک ہوں۔جینا ان کا ہاتھ پکڑ کر بولی

لگ تو نہیں رہی۔انہوں نے جانچتی نظروں سے اس کو دیکھ کر کہا

آپ آج کلب نہیں گئی؟جینا نے بات بدل کر کہا

بس ایسے ہی آج تمہارے فادر سے ٹائم اسپینڈ کرنے کا دل تھا۔انہوں نے وجہ بتائی۔

گڈ۔جینا نے سر ہلایا

ہاں اب تم اپنا حلیہ ٹھیک کر کے باہر آؤ۔روما بیگم نے اس کو بغیر آستینوں کی شرٹ

پہنے دیکھ کر کہا اور کمرے سے نکل گئی۔اور جینا ان کے جانے بعد موبائل ہاتھ میں لے کر اردو شاعری سرچ کرنے لگی اور ان میں سے ایک لکھ کر زمان کو واٹس ایپ پر سینڈ کر دی پھر واشروم چلی گئی تاکہ فریش ہو سکے۔

کبھی یوں بھی ہو سر بزم میں
وہ مجھے کہے کہ غزل سنا
میں غزل غزل میں اس سے کہوں
میرا کوئی نہیں ہے تیرے سِوا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

زمان ایل ڈی پہ کوئی فلم دیکھ رہا تھا جب اس کے موبائل پہ مسیج کی بپ کی آواز آئی اس نے موبائل اٹھا کے دیکھا تو نمبر سیو نہیں تھا پر شعر پڑھ کر وہ سمجھ گیا تھا کس کا نمبر ہو گا جینا خیال آتے ہی اس کے پورے وجود میں ناگواری کی لہر دوڑ گئی اس نے نمبر بلاک کر دیا مسیج بھی ڈیلیٹ کرنا ولا تھا پر کچھ سوچ ڈیلیٹ نہیں کیا۔

کیا ہو رہا ہے؟ حسن اس کے پاس آ کر بولا

کچھ نہیں بس فلم دیکھ رہا تھا۔زمان نے جواب دیا

کچھ پریشان لگ رہے ہو۔ حسن نے اس کے چہرے کو دیکھ کر پوچھا

پریشان نہیں ہوں بس تمہیں یہ بتانا تھا کہ میں نے اپنی ساری پیکینگ کر لی ہے تم بھی کر لینا کچھ رہ نہ جائے۔ زمان نے جواب دیا

ابھی تو دو تین رہتے ہیں اتنی جلدی سامان پیک کر لیا۔ حسن ہنس کر بولا۔

ہاں میرا سامان زیادہ اور ضر.....

دنیا سے نکل کر حقیقت کی دنیا میں آؤ۔ زمان اس کی آنکھوں میں محبت کے جلتے دیپ سے نگاہیں پھیر کر بولا۔

چار سال کم عرصہ نہیں کسی کے صبر آزمانے کے لیے۔ جینا اس سنگدل بنے زمان کو دیکھ کر کہا۔

محبت تمہیں مجھ سے ہو گی پر مجھے نہیں اس لیے بار بار میرے سامنے مت آیا کرو۔ زمان کوفت بھرے لہجے میں کہا۔

تم مجھے بہت ہرٹ کرتے ہو۔ جینا نے اپنے آنسو پیتے ہوئے شکوہ کیا۔

تمہیں چاہیے کے اپنا راستہ بدل لو۔ زمان بنا دیکھے بولا

کیا محبت سے دامن چھوڑوانہ اتنا آسان ہے؟ جینا نے تلخہ لہجے میں کہا

محبت نہیں انا ہے تمہاری مجھے پانے کی۔ زمان اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولا۔

اگر میری محبت پہ یقین نہیں تو نہ کرو پر اس کو میری انا کا نام مت دو محبت یہ ایک خوبصورت احساس ہے جو پتھر دلوں پہ نہیں اُترتی۔ جینا نے زمان کو دیکھ کر بولا۔

اگر میرے دل کا پتا ہے تو پھر کیوں چلی آتی ہو میرے پاس۔ زمان طنزیہ بولا

اگر میرے ہاتھ میں ہوتا تو نہیں آتی پر یہ دل جو ہے نہ انسان کو بہت خوار کرواتا ہے۔ جینا نے اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

مجھے جانا ہے ویسے بھی تمہارے چکر میں مجھے پہلے ہی دیر ہو گئی ہے۔ زمان آگے بڑھ کر بولا۔

میں انتظار میں ہوں ہمیشہ جب چاہو چلے آنا۔ جینا نے وہی رک کر پیچھے سے ہانک لگائی جب کی زمان نظر انداز کرتا چلا گیا جینا مایوسی سے اس کو جاتا دیکھنے لگی۔

منزل بھی نصب والوں کو ملتی ہے

ہر شخص مقدر کا سکندر نہیں ہوتا!

تم سب سے مل لی ئے اچھا کیا۔ حسن نے اپنے ساتھ بیٹھے زمان کو کہا جو سوچوں میں گم تھا۔

ہاں ویسے بھی دوبارہ تو اب یہاں آنا نہیں تو سوچا مل لیا جائے۔زمان نے سنجیدگی سے بولا

عمار بتا رہا تھا کہ شارلی اور جینی کی لڑائی ہوئی تھی۔ حسن نے تجسس سے پوچھا

اگر اس نے بتایا ہے تو مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہو۔زمان نے کہا

تمہیں بہتر پتا ہو گا نہ آخر کو تمہارے لیے لڑی تھی وہ۔ حسن نے ہنس کر کہا

جینا عرفان کا دماغ خراب ہے بس۔زمان نفی میں سر ہلا کر بولا

تمہیں کتنا اچھا محسوس ہو رہا ہو گا جب اپنے سامنے دو خوبصورت لڑکیوں کو خود کے لیے لڑتا دیکھ رہے ہو گے۔حسن حسرت بھرے لہجے میں بولا

رات کی فلائٹ ہے تیار رہنا۔زمان اس کی بات نظر انداز کرتا بولا۔

سڑو ہی رہنا تم۔ حسن جل کر بولا

جو حکم آپ کا۔زمان سر جھکا کر ادب سے بولا۔

اتنے تم فرمانبردار میرے۔ حسن ہنس کر بولا تو وہ بھی مسکرا دیا۔

وہ دونوں ائیرپورٹ پہ پہنچ گئے تھے بس انائی وسمنٹ ہونے کے انتظار میں تھے جب حسن زمان سے بولا

تمہیں ایسا کچھ فیل ہو رہا ہے جیسے تم اپنے جسم کا آدھا حصہ یہی چھوڑ کر جا رہے ہو؟

نہیں کیوں کی میں پورہ ہی واپس جا رہا ہوں مجھے ویسا ہی محسوس ہو رہا ہے جیسا چار سال پہلے پاکستان کے ائی یر پورٹ میں محسوس ہو رہا تھا۔زمان اس.....

جانتی تھی تبھی مسکراہٹ سے کہا

علی سے دور رہنا پر سنل معاملے کی کچھ لگتی۔جینا نے اس کو پیچھے دھکا دے کر غصے سے کہا زمان تو حیرانی سے ان کو لڑتا دیکھ رہا تھا جب کی اس کے ساتھ کھڑے دو لڑکے دلچسپی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

تمہاری یہ ہمت۔شارلی اس کے دھکے دینے پہ ایک قدم پیچھے ہوئی ی تھی اور سنبھل کر غصے سے اپنی ٹانگ جینا کی ٹانگ پہ مارنی چاہی تاکہ وہ گر سکے پر جینا نے جلدی سے جمپ لگا کر اس کی اپنی طرف آتی ٹانگ کو اپنی ٹانگ سے وار کیا جس سے شارلی گر گ ئی تھی اور درد سے کڑھا اٹھی۔

,Don't play with me, I can play better than you

جینا نے شیطانی مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھ کر کہا زمان جلدی سے شارلی کی طرف اٹھانے کے لیے بڑھا پر جینا اس کا ہاتھ پکڑتی اپنے ساتھ باہر کی طرف لے گ ئی زمان اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوڑا کر اس کو دیکھا جو مسکراتی نظروں اس کو

دیکھ رہی تھی۔

یہ کیا تھا جینا عرفان؟ زمان سخت لہجے میں اس کو دیکھ کر کہا

غصہ کیوں ہو رہے ہو اس کو اٹھا لینگے کوئی ی اور۔ جینا لاپروائی ی سے بولی

وجہ جان سکتا ہوں اس کو ایسے چوٹ پہچانے کی۔ زمان اپنے غصے کو ضبط کرتا بولا

وہ تم سے بات کر رہی تھی تمہارے ساتھ فرینک ہو رہی تھی اور تم اس کو کچھ کہہ نہیں رہے تھے بلکہ اس کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے مجھ سے تو کبھی بات نہیں کی اور نہ دیکھنا پسند کرتے ہو تو کیا وہ ڈائی ن شارلی مجھ سے زیادہ اچھی ہے۔ جینا پہلے غصے سے پھر روہانسے لہجے میں اس کو دیکھ کر کہا۔

اوماۓ گوڈ جینا عرفان تمہارا کوئی ی جواب نہیں۔ زمان اپنا سر پکڑ کر بولا

شکریہ۔ جینا نے شرمانے کی ناکام کوشش کرتے کہا

اتنی سی بات پہ تم نے اس کو تکلیف دی۔ زمان اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر بولا

اتنی وہ نازک کلی جو تکلیف پہنچی ہو گی۔ جینا منہ بگاڑ کر بولی

تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میری زندگی میری مرضی میں جس کے ساتھ جو بات کروں تمہارا اس سے کوئی ی دخل نہیں ہونا چاہیے۔ زمان کو اس کے چہرے کے ایکسپریشن دیکھ کر ہنسی تو بہت آئی ی پر ضبط کرتے وہ سخت لہجے میں بولا

آئے لو یو علی اور میں نہیں دیکھ سکتی تم کو کسی اور کے ساتھ یہ میری برداشت سے باہر ہوتا ہے میرا دل چاہتا ہے میں ہر اس لڑکی کی آنکھیں نکال لوں جو تمہاری طرف اٹھتی ہیں۔ جینا شدت پسندی سے بولی۔

ہوش میں رہو۔ زمان اس کی شدت پہ دنگ رہ گیا پر پھر ناگواری سے بولا

ہوش میں ہوں میں علی۔ جینا نے گہری سانس لے کر کہا

زمان نام ہے میرا علی دوبارہ مت کہنا۔ زمان نے تنبیہ کی

میرے لیے تو تم علی ہو اور میری مرضی میں تمہیں جو کہوں۔ جینا اس کی بات ھوا میں اُراتی بولی

اپنی مرضی کسی اور پہ چلاؤ میں تمہارا نہیں۔ زمان نے باور کروایا

خدا لکھنے پہ آئے تو لکھ ہی سکتا ہے میری حیات میں تا حیات تم کو۔ جینا اس کے سامنے کھڑی ہوتی اپنی آنکھوں میں امید کے جگنوں لیے بولی۔

خوابوں کی دنیا سے نکل ک❓.....

جانتی تھی تبھی مسکراہٹ سے کہا

علی سے دور رہنا پرسنل معاملے کی کجھ لگتی۔ جینا نے اس کو پیچھے دھکا دے کر غصے سے کہا زمان تو حیرانی سے ان کو لڑتا دیکھ رہا تھا جب کی اس کے ساتھ کھڑے دو لڑکے

دلچسپی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

تمہاری یہ ہمت۔ شارلی اس کے دھکے دینے پہ ایک قدم پیچھے ہوئی ی تھی اور سنبھل کر غصے سے اپنی ٹانگ جینا کی ٹانگ پہ مارنی چاہی تاکہ وہ گر سکے پر جینا نے جلدی سے جمپ لگا کر اس کی اپنی طرف آتی ٹانگ کو اپنی ٹانگ سے وار کیا جس سے شارلی گر گئی تھی اور درد سے کڑھا اٹھی۔

,Don't play with me, I can play better than you

جینا نے شیطانی مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھ کر کہا زمان جلدی سے شارلی کی طرف اٹھانے کے لیے بڑھا پر جینا اس کا ہاتھ پکڑتی اپنے ساتھ باہر کی طرف لے گئی زمان اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوڑا کر اس کو دیکھا جو مسکراتی نظروں اس کو دیکھ رہی تھی۔

یہ کیا تھا جینا عرفان؟ زمان سخت لہجے میں اس کو دیکھ کر کہا

غصہ کیوں ہو رہے ہو اس کو اٹھا لینگے کوئی ی اور۔ جینا لاپروائی ی سے بولی

وجہ جان سکتا ہوں اس کو ایسے چوٹ پہچانے کی۔ زمان اپنے غصے کو ضبط کرتا بولا

وہ تم سے بات کر رہی تھی تمہارے ساتھ فرینک ہو رہی تھی اور تم اس کو کچھ کہہ نہیں رہے تھے بلکہ اس کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے مجھ سے تو کبھی بات نہیں کی اور نہ دیکھنا

پسند کرتے ہو تو کیا وہ ڈائی ن شارلی مجھ سے زیادہ اچھی ہے۔ جینا پہلے غصے سے پھر روہانسے لہجے میں اس کو دیکھ کر کہا۔

اومائے گوڈ جینا عرفان تمہارا کوئی ی جواب نہیں۔ زمان اپنا سر پکڑ کر بولا

شکریہ۔ جینا نے شرمانے کی ناکام کوشش کرتے کہا

اتنی سی بات پہ تم نے اس کو تکلیف دی۔ زمان اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر بولا

اتنی وہ نازک کلی جو تکلیف پہنچی ہو گی۔ جینا منہ بگاڑ کر بولی

تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میری زندگی میری مرضی میں جس کے ساتھ جو بات کروں تمہارا اس سے کوئی ی دخل نہیں ہونا چاہیے۔ زمان کو اس کے چہرے کے ایکسپریشن دیکھ کر ہنسی تو بہت آئی ی پر ضبط کرتے وہ سخت لہجے میں بولا

آئے لو یو علی اور میں نہیں دیکھ سکتی تم کو کسی اور کے ساتھ یہ میری برداشت سے باہر ہوتا ہے میرا دل چاہتا ہے میں ہر اس لڑکی کی آنکھیں نکال لوں جو تمہاری طرف اٹھتی ہیں۔ جینا شدتپسندی سے بولی۔

ہوش میں رہو۔ زمان اس کی شدت پہ دنگ رہ گیا پر پھر ناگواری سے بولا

ہوش میں ہوں میں علی۔ جینا نے گہری سانس لے کر کہا

زمان نام ہے میرا علی دوبارہ مت کہنا۔ زمان نے تنبیہ کی

میرے لیے تو تم علی ہو اور میری مرضی میں تمہیں جو کہوں۔ جینا اس کی بات ھوا میں اُراتی بولی

اپنی مرضی کسی اور پہ چلاؤ میں تمہارا نہیں۔ زمان نے باور کروایا

خدا لکھنے پہ آئے تو لکھ ہی سکتا ہے میری حیات میں تا حیات تم کو۔ جینا اس کے سامنے کھڑی ہوتی اپنی آنکھوں میں امید کے جگنوں لیے بولی۔

خوابوں کی دنیا سے نکل ک.....

جانتی تھی تبھی مسکراہٹ سے کہا

علی سے دور رہنا پر سنل معاملے کی کجھ لگتی۔ جینا نے اس کو پیچھے دھکا دے کر غصے سے کہا زمان تو حیرانی سے ان کو لڑتا دیکھ رہا تھا جب کی اس کے ساتھ کھڑے دو لڑکے دلچسپی سے ان کی طرف دیکھ رہے تھے۔

تمہاری یہ ہمت۔ شارلی اس کے دھکے دینے پہ ایک قدم پیچھے ہوئی ی تھی اور سنبھل کر غصے سے اپنی ٹانگ جینا کی ٹانگ پہ مارنی چاہی تا کہ وہ گر سکے پر جینا نے جلدی سے جمپ لگا کر اس کی اپنی طرف آتی ٹانگ کو اپنی ٹانگ سے وار کیا جس سے شارلی گر گئی تھی اور درد سے کڑھا اٹھی۔

,Don't play with me, I can play better than you

جینا نے شیطانی مسکراہٹ سے اس کی طرف دیکھ کر کہا زمان جلدی سے شارلی کی طرف اٹھانے کے لیے بڑھا پر جینا اس کا ہاتھ پکڑتی اپنے ساتھ باہر کی طرف لے گئی زمان اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ سے چھوڑا کر اس کو دیکھا جو مسکراتی نظروں اس کو دیکھ رہی تھی۔

یہ کیا تھا جینا عرفان؟ زمان سخت لہجے میں اس کو دیکھ کر کہا

غصہ کیوں ہو رہے ہو اس کو اٹھا لینگے کوئی ی اور۔ جینا لاپروائی سے بولی

وجہ جان سکتا ہوں اس کو ایسے چوٹ پہچانے کی۔ زمان اپنے غصے کو ضبط کرتا بولا

وہ تم سے بات کر رہی تھی تمہارے ساتھ فرینک ہو رہی تھی اور تم اس کو کچھ کہہ نہیں رہے تھے بلکہ اس کو دیکھ کر مسکرا رہے تھے مجھ سے تو کبھی بات نہیں کی اور نہ دیکھنا پسند کرتے ہو تو کیا وہ ڈائی ن شارلی مجھ سے زیادہ اچھی ہے۔ جینا پہلے غصے سے پھر روہانسے لہجے میں اس کو دیکھ کر کہا۔

اوماۓ گوڈ جینا عرفان تمہارا کوئی ی جواب نہیں۔ زمان اپنا سر پکڑ کر بولا

شکریہ۔ جینا نے شرمانے کی ناکام کوشش کرتے کہا

اتنی سی بات پہ تم نے اس کو تکلیف دی۔ زمان اس کے سرخ چہرے کو دیکھ کر بولا

اتنی وہ نازک کلی جو تکلیف پہنچی ہو گی۔ جینا منہ بگاڑ کر بولی

تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیے تھا میری زندگی میری مرضی میں جس کے ساتھ جو بات کروں تمہارا اس سے کوئی ی دخل نہیں ہونا چاہیے۔زمان کو اس کے چہرے کے ایکسپریشن دیکھ کر ہنسی تو بہت آئی ی پر ضبط کرتے وہ سخت لہجے میں بولا

آئے لو یو علی اور میں نہیں دیکھ سکتی تم کو کسی اور کے ساتھ یہ میری برداشت سے باہر ہوتا ہے میرا دل چاہتا ہے میں ہر اس لڑکی کی آنکھیں نکال لوں جو تمہاری طرف اٹھتی ہیں۔جیناشدتپسندی سے بولی۔

ہوش میں رہو۔زمان اس کی شدت پہ دنگ رہ گیا پر پھر ناگواری سے بولا

ہوش میں ہوں میں علی۔جینا نے گہری سانس لے کر کہا

زمان نام ہے میرا علی دوبارہ مت کہنا۔زمان نے تنبیہ کی

میرے لیے تو تم علی ہو اور میری مرضی میں تمہیں جو کہوں۔جینا اس کی بات ھوا میں اُراتی بولی

اپنی مرضی کسی اور پہ چلاؤ میں تمہارا نہیں۔زمان نے باور کروایا

خدا لکھنے پہ آئے تو لکھ ہی سکتا ہے میری حیات میں تاحیات تم کو۔جینا اس کے سامنے کھڑی ہوتی اپنی آنکھوں میں امید کے جگنوں لیے بولی۔

خوابوں کی دنیا سے نکل ک❓.....

اس کی بات کا مطلب سمجھ گیا تھا اس لیے تپتے لہجے میں اس کو جواب دیا

سہی بس اللہ کسی کے دل میں کسی ناقدرے انسان کی محبت نہ ڈالیں۔ حسن نے دعا کی طرح ہاتھ اٹھا آسمان کی جانب دیکھ کر کہا۔ زمان نے اس کی بات پہ دھیان نہیں دیا اور ای ئی رفون کان میں لگا دی۔

آج کہیں باہر چلتے ہیں۔ میگی نے کافی کا کپ جینا کی طرف بڑھا کر کہا

ہاں مجھے بھی صبح سے عجیب سا محسوس ہو رہا ہے باہر جاؤں تو شاید موڈ فریش ہو جائے۔ جینا نے کافی اس کے ہاتھ سے لے کر تھکے لہجے میں کہا

طبیعت تو ٹھیک ہے نہ؟ میگی نے فکر مندی سے پوچھا

طبیعت ٹھیک ہے اس کو کیا ہونا ہے بس کچھ اداسی محسوس ہو رہی ہے۔ جینا نے اپنا سر دائی یں بائی یں گھما کر بتایا۔

اوہ ٹھیک پھر تم تیار ہو جاؤ میں جیک سے کہتی ہوں میرے ساتھ آئے گا وہ بھی۔ میگی نے اس کی بات پہ کہا

جیک سے تمہاری لڑائی ہوئی تھی نہ؟ جینا نے کچھ حیرت سے پوچھا

ہاں وہ تو ہر روز ہوتی ہے۔ میگی نے ہنس کر بتایا

مطلب پھر جلدی مان بھی جاتے ہو۔ جینا نے مسکرا کر کہا۔

دونوں طرف سے اگر محبت ہو نہ تو یہی بات ہوتی ہے بار بار لڑائی ی ایک دوسرے سے روٹھنا منانا پھر بات نہ کرنا کا عہد کرنا اور ایک دوسرے کے بنا رہ بھی نہ سکنا۔ میگی نے کافی کے کپ کی سائیڈ پہ انگلی پھیر کر کھوئے ہوئے لہجے میں کہا تو جینا بس افسردی سے مسکرا دی۔

تم اتنی مطمئن ہو شاید تمہیں نے حقیقت کو تسلیم کر دیا کہ زمان علی شاہ تمہارا نہیں ہو سکتا۔ مارتھا اور شارلی دونوں جینا میگی کے پاس آئے جو گراؤنڈ پہ اپنے کسی ٹاپک پر ڈسکشن کر رہے تھے۔

ڈیئی رشارلی اور مارتھا اس وقت میرا تم لوگوں کو زلیل کرنے کا کوئی ی موڈ نہیں اس لیے بعد میں آجانا۔ جینا اپنے چہرے پہ دل جلانے والی مسکراہٹ سجا کر ان کو کہا۔

تم کیا کسی کو زلیل کرو گی جو خود سالوں سے کسی اور کے ہاتھوں زلیل ہوتی آرہی ہے۔ مارتھا اور شارلی کو جینا کی بات پہ تزلیل تو بہت ہوئی ی کیوں بہت سے لوگ ان کی طرف متوجہ تھے پر وہ دونوں خود پہ کنٹرول کرتی اس کا مزاق اڑانے والے لہجے

میں کہا

بکواس بند کرو اپنی ورنہ ایک منٹ نہیں لگے گا مجھے تمہاری زبان کھینچنے میں۔ جینا نے غصے سے شارلی کی طرف بڑھ کر کہا

اوہ مار تھا جینی میڈم کو تو ابھی سے ہی غصہ آ گیا۔ شارلی اپنے ڈر پہ قابو پاتی مار تھا سے مخاطب ہوئی ی۔

اس کا مطلب تو یہی ہونا کہ بارش ہو گئی اور زمین پہ بوندیں بھی نہیں پڑی۔ مار تھا نے سوچنے والے انداز میں شارلی سے کہا پر نظریں جینا پہ تھی جو ناگواری سے ان کو دیکھ رہی تھی جب کی میگی اس کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر اس کو غصہ کرنے سے منع کر رہی تھی

بلکل یہی ہوا مطلب۔ شارلی نے اس کے ہاتھ پہ اپنا ہاتھ مار کر قہقہہ لگا کر کہا۔

اپنی بکواس ختم کرو اور دفع ہو جاؤ یہاں سے۔ جینا نے کوفت سے کہ ؟.....

پر زمان پھرتی سے سیڑھیاں چڑھتا اپنے کمرے میں آ کر دروازے کو لاک کر دیا جس پہ حسن اپنا سا منہ لیکر پھر کبھی بدلا لینے کا سوچتا واپس مڑ گیا نیچے قدسیہ بیگم ان کو ایسے بھاگتا دیکھ کر نفعی میں سر ہلاتی رہ گئی جیسے کہنا چاہ رہی ہو کہ ان کا کچھ نہیں ہو سکتا۔

جینی دروازہ کھولو مجھے پریشانی ہو رہی ہے میگی پچھلے کئی گھنٹے سے اس کے کمرے کے باہر کھڑی جینا کو دروازہ کھولنے کا کہہ رہی تھی جو بہری بنی کچھ سن ہی نہیں رہی تھی پر میگی کو اس کمرے سے باہر آوازیں آ رہی تھی توڑ پھوڑ کی جس سے وہ اور پریشان ہو رہی تھی۔ تبھی جینا نے دروازہ ان لوک کرتی نیچے بیٹھ گئی میگی تو اندر کمرے کا حال اور پھر جینا کی بکھری حالت دیکھ کر گنگ سی ہو کر رہ گئی تھی کمرے میں سارے سامان کو اس نے توڑ پھوڑ ڈالا تھا لیمپ کے ٹکڑے ڈریسنگ ٹیبل پہ رکھے اس نے اپنے سارے میک اپ کا سامان پرفیومز ہر ایک کو زمین پہ گرا ڈالا تھا بیڈ شیٹ کش وغیرہ پھٹے ہوئے پڑے تھے جب کی جینا سوجھی آنکھیں بکھرے بالوں سے اب فرش پہ بیٹھ گئی تھی خاموش سی میگی نے گہری سانس لے کر اس کے پاس نیچے بیٹھ گئی۔

میں نے پہلے ہی کہا تھا اپنے آپ کو اس دلدل میں مت ڈالو وہ ایک سیراب ہے پر تم نے میری بات نہیں مانی اب اپنی حالت دیکھ رہی ہو نہ۔ میگی اس کو اپنے ساتھ لگا کر بولی۔ سمجھتا کوئی ی نہیں پر سمجھاتا ہر کوئی ی ہے میگی وہ رخصت ہوا تو آنکھ ملا کر بھی نہیں گیا کیوں گیا یہ بھی نہیں بتا کر گیا۔ جینا پاگلوں کی طرح اس سے الگ ہوتی اپنے بال نوچتی بولی۔

سنبھالو خود کو جینی اس کو جانا ہی تھا تمہیں کیوں بتاتا وہ اور کیوں گیا کا سوال ہی نہیں بنتا وہ تو یہاں بس کچھ ٹائم کے لیے آیا تھا اس نے پہلے ہی تمہیں کہا تھا وہ تمہیں نہیں چاہتا پر تم نے کسی کی بھی نہیں سنی۔ میگی اس کے ہاتھ پکڑتی بولی۔

تو کیا میں اس کے لیے اتنی غیر ضروری تھی جو اس نے بتانا تو کیا اپنے جانے کی خبر تک نہیں ہونے دی۔ جینا نے بھیگی آنکھوں سے اس سے پوچھا

یہ سوال تم خود سے کرو جواب مل جائے گا تمہیں تم خود کو کب تک اس گمان میں رکھو گی کہ وہ تمہارا ہے یا تمہارا بن جائے گا ایسا کبھی نہیں ہو گا مرد ذات بہت خود غرض ہوتی ہے یہ کوئی ی کسی ناول ڈرامے یا فلم کی کہانی نہیں جو تمہاری محبت کے آگے لاسٹ سین میں سلینڈر ہوتے تمہیں قبول کر لیتا اور آخر میں ہیپی اینڈ ینگ ہو جاتی یہ اصل زندگی ہے اس میں اگر محبت میں انکار ہو نہ تو قدم پیچھے کرتے آگے.....

کوفت سے کہا۔

تو سنو مس جینا زمان علی شاہ پاکستان لوٹ گیا اور آپ یہاں اتنے اطمینان سے ہیں اس کا مطلب اس نے تمہیں بتانا بھی ضروری نہیں سمجھا بڑا افسوس ہوا جان کر۔ شارلی نے مصنوعی افسوس بھرے لہجے میں کہا

علی پاکستان نہیں گیا سمجھی اور یہ جھوٹ کسی اور سے جا کر بولو۔ جینا کو اس کی بات پہ

شاک تو لگا پر وہ جلدی سے غصے سے ان کی طرف دیکھ کر کہا

اچھا تو یہ بات یہ بات ہے ویٹ۔مار تھا نے اس سے کہا اور گراؤنڈ پہ کھڑے لوگوں کی طرف دیکھ کر کہا

گائیز کیا آپ لوگ بتا سکتے ہیں کہ میں سچ بول رہی ہوں ان کا محبوب بنا ان کو بتائیں روانہ ہو گیا ہے۔اس کی بات پہ جینا نے سب کو باری باری دیکھا جو اس اپنا سر ہلا کر اس کو بتا رہے تھے جینا یکدم لڑکھڑا گئی تھی۔پر اپنی کمزوران پہ ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی اس لیے ان دونوں کے بیچ سے گزرتے ان کو دھکا دیتی نکل گئی۔جب کی ان دونوں کی آج پھر سب کے سامنے بے عزتی ہوئی ی تھی اور وہ دونوں ایک دوسرے کو ہاتھ دے کر اٹھا رہی تھی۔میگی جلدی سے جینا کی طرف گئی ڈر تھا کہ کہیں کچھ کرنا ڈالے۔

فنا اتنی ہو جاؤ.....میں تیری

ذات میں کہ.....

جو مجھے کو دیکھ لے اسے دیدار تیرا ہو جائے۔

وہ دونوں اپنے گھر آگ ئی ے تھے سب سے ملنا ملانے کے بعد وہ بیٹھے ہی تھے ابھی قدسیہ بیگم تو دونوں کی بلائے لیتی نہیں تھکتی اور نہ اٹھنے دے رہی تھی بار بار بس ان کا حال چال وغیرہ پوچھ رہی تھی جب کی گل اور فلک ان کو سلام کے بعد اپنے کمرہ کی طرف چلی گ ئی تھی گل اور فلک زمان کی بہنے تھی جب کی حسن اکلوتا تھا مریم بیگم جو حسن کی ماں تھی وہ اس وقت عبادت میں مشغول تھی وہ بھی ان سے ملنے کے بعد اپنے کمرے میں چلی گ ئی تھی۔

امی جان ابا جان کہاں ہے؟ ان کو تو پتا تھا نہ ہمارے آنے کا۔ زمان نے امان شاہ کی غیر موجودگی محسوس کرتے سوال کیا

وہ شہر سے باہر ہیں رات کے کھانے پہ ملاقات ہو جائے گی اور تم دونوں بھی تو تھکے ہوئے ہو گے جا کر آرام کرو۔ قدسیہ بیگم نے مسکرا کر اس کو جواب دے کر کہا

شکر ہے بڑی امی جان آپ کو خیال تو آیا۔ حسن ان کی بات شرارت سے بولا

تم ابھی بھی ویسے ہی تنگ کرنا نہیں بھولے نہ شریر کہیں کے۔ قدسیہ بیگم نے اس کا کان پکڑ کر بولی۔

بڑی امی جان کان تو چھوڑے ورنہ ایک لمبا اور دوسرا چھوٹا ہو جائے گا۔ حسن نے دھائی ی دی۔

ایسا کیا چلو دوسرا بھی بڑا کرتے ہیں۔زمان نے کہتے ہی اس کا دوسرا کان پکڑ لیا جس پہ قدسیہ ہنس دی۔

اللہ قسم زمان میں نے تم کو چھوڑنا نہیں اتنی زور سے پکڑ ہے کان۔ حسن دانت پیس کر بولا

پہلے اپنا کان چھوڑواؤ۔زمان آرام سے بولا

اچھا بس چھوڑو۔قدسیہ بیگم نے اپنا ہاتھ اس کے کان سے ہٹا کر زمان سے کہا جس پہ زمان نے اس کا کان مڑورنے کے بعد چھوڑ دیا اور اپنے کمرے کی طرف بھاگ گیا۔جس پہ حسن بھی اس کے پیچھے جانے لگا پر زما.....

پیچھے کرتے آگے بڑھ جانا چاہیے اس کے اقرار کے انتظار میں زندگی گزارنا سراسر بیوقوفی کے علاوہ کچھ نہیں۔ میگی نے اس کو اپنی طرف کرتے رسان سے سمجھایا۔

تم اتنی دل جلانے والی باتیں کیوں کرتی ہو؟ جینا نے تلخی سے مسکرا کر سوال کیا۔

جب احساس ہو جائے کہ جس نامحرم سے آپ کو محبت ہے وہ کبھی آپ کا محرم نہیں بن سکتا تو خدا کی رضا کی خاطر پیچھے ہو جانا چاہیے تاکہ اگر یوم قیامت کے دن جب وہ رب ذوالجلال پوچھے کہ اے بندے! بتا تو نے میری خاطر اپنی کونسی پسندیدہ شے چھوڑی ہے تو ہمارا دامن خالی نہ ہو۔ میگی نے اس کی بات نظرانداز کرتے دوسرے طریقے

سے اپنی بات سمجھانی چاہی۔

تمہیں دین کی بہت نالیج ہے نہ تو یہی پتا ہو گا ناں کہ ہمارا خدا یہ بھی کہتا ہے کہ اے بندوں تم مجھ سے مدد مانگو مجھ سے دعا مانگو میں تمہاری ہر دعا قبول کروں گا تمہیں مایوس نہیں کروں گا وہ ہر ایک چیز پہ قادر ہے وہ جب چاہے اپنے بندوں کی دعاؤں پہ کن کہہ دے اس کے لیے تو کچھ ناممکن نہیں وہ صبح کو شام، شام کو رات کر سکتا ہے تو کیا میری دعا قبول نہیں کریگا ضرور کریگا وہ تو گنہگاروں کی بھی سنتا ہے وہ تو ہر ایک کا خدا ہے وہ میری دعا بھی ضرور سنے گا میں اب ہر روز نمازوں میں اس کو مانگوں گی وہ پابندی سے نماز پڑھوں گی۔ جینا نے اپنا چہرہ صاف کرتے ایک اور نئی امید کی کرن اپنے چہرے پہ سجا کر کہا۔

تم اپنی محبت میں اتنی خود غرض ہو گئی ہو کہ اپنے رب کو اپنے مطلب کے لیے یاد کروں گی اس سے بھی مطلب کا رشتہ جوڑوں گی۔ میگی نے تاسف بھری نظروں سے اس کی جانب دیکھ کر کہا

مطلب کا رشتہ نہیں میرا اور میرے خدا کا۔ جینا نے سخت لہجے میں اس سے کہا

اچھا تو یہ بتاؤ کے تم نے آخری دفعہ قرآن کب دیکھا تھا اور کب آخری دفعہ خدا کے سامنے سجدہ کیا تھا اور سجدہ کبھی کیا بھی تھا کہ نہیں۔ میگی نے اس سے سوال کیا جس پہ

اس کو اپنا وجود گہری کھائی میں گرتا محسوس کیا سچ ہی تو کہہ رہی تھی میگی اس سے وہ تو بس نام کی مسلمان تھی اس کو اپنا خدا یاد آیا بھی تو کب کیسے اور کس لیے اپنے مطلب کے لیے اپنی محبت کے لیے اس کو خدا کی محبت یاد آئی ی۔

میں اب سے روزانہ پڑھوں گی۔ جینا نے کمزور لہجے میں کہا

ضرور پڑھنا کیا پتا اس بہانے تم زمان علی نہیں تو خدا کی محبت ہی مل جائے کیوں کی حقیقی محبت تو صرف اور صرف اللہ ہے اور جب اللہ ہی محبت ہے تو دنیاوی محبت کا سوچ کر پریشان کیوں ہونا؟ میگی نے مسکرا کر اس کے بکھرے بال سنوار کر کہا۔

وہ مجھے مل جائے گا نہ میں دعاؤں میں پوری شدت سے مانگوں گی۔ جینا کہ دل اور دماغ میں ابھی زمان اور اس کی محبت تھی اور کچھ نہیں۔

انشااللہ، اللہ وہی تمہیں دے گا جو تمہارے لیے بہتر نہیں پر بہترین ہو گا پر نا محرم کی محبت میں اتنا آگے نہ چلی جانا کہ اس کی محبت تم پہ حرام ہو جائے کیوں کی حرام صرف نشہ ہی نہیں ہر وہ چی.....

بیڈ سے ٹیک لگا کر بولی۔

جینا عرفان اب تو میرا پیچھا چھوڑ دو مجھے نہیں تم میں دلچسپی لاکھ دفعہ تو بتا چکا ہوں۔ زمان سخت لہجے میں بولا۔

مجھے تو ہے نہ دلچسپی۔ جینا اس کی پہلی بات نظر

انداز کرتی دوسری بات کا جواب دے کر کہا۔

آمریکا میں رہتی ہو بل گیٹ کا تو پتا ہو گا نہ؟ زمان نے گہری سانس بھر کر کہا

اس کو کون نہیں جانتا پر تم اس کا کیوں پوچھ رہے ہو۔ جینا اچانک بل گیٹ کے پوچھنے پہ

بولی۔

وہ کہتا ہے کے دلچسپی کو کبھی طلب مت بننے دو کیوں کی طلب کی شدت بڑھ کر

ضرورت اور ضرورت بڑھ کر پھر کمزوری بن جاتی ہے۔ زمان نے بتایا۔

مجھے ابھی تم بل گیٹ کے قصے مت سناؤ یہ بتاؤ مجھے کیوں نہیں بتایا اپنے پاکستان جانے

کا؟ جینا نے شکوہ کیا۔

میں نے ضروری نہیں سمجھا۔ ہمیشہ کی طرح روکھا جواب۔

ہم جیسا کہاں تم کو طلبگار ملے گا۔ جینا نے اس کی اتنی بے روخی پر آنکھیں بند کرتے کہا۔

مجھے تمہارا جیسا کوئی ی چاہیے بھی نہیں۔ زمان طنزیہ بولا

وقت سے پہلے اتنے بڑے بول نہیں بولنے چاہیے کب بدل جائے وقت پتا نہیں چلتا

اور کیا پتا تمہیں مجھ سے محبت ہو جائے اور پھر میں تب تمہاری دسترس میں ہی نہ رہوں

تو۔ جینا اداس مسکراہٹ چہرے پہ سجا کر کہا

مجھے تم سے اگر محبت ہوتی نہ تو پہلے ہی ہو جاتی۔زمان کا لہجہ مزاق اڑانے جیسا تھا۔

ایک دن ضرور ہو گی بس دعا ہے تب تم نے مجھے کھو نہ دیا ہو۔جینا نے سنجیدگی سے کہا

کیوں کال کی تھی وہ سناؤ۔زمان کا ایک پل کے لیے دل زور دھڑکا تھا پر اس نے

سنجیدگی سے سوال کیا۔

کیا سنائی یں،حال سنائی یں،خیال سنائی یں،یا حالات سنائی یں تمہیں،خود کو ٹھیک

بتائیں،اچھا بتائیں،برا بتائیں،جذبات تمہیں،جینا نے شرارت سے پوچھا

شاعری کا علاوہ بھی کچھ کر لیا کرو۔زمان اس کی بات پہ چڑ کر بولا ضرور آپ بتائیں کیا

کروں میں؟جینا نے سوال کیا۔

مجھے کام ہے کچھ تمہاری طرح ویلا نہیں اس لیے خدا حافظ۔زمان نے کہتے ہی کال کٹ

کرنی چاہی پر وہ بول پڑی۔

I love ♡you Ali

زمان نے اس کا جملا سن کر کال کٹ کر دی اور رکھ کال کٹ ہونے پہ اس نے افسردہ

نظر سے موبائل کو دیکھا۔

انا کہتی ہے چھوڑ دے اسے

عشق کہتا ہے اس پہ سب قربان۔

جانے کب عقل آئے گی اس کو۔زمان خود سے بڑبڑایا۔

یہ میں کیا سن رہی ہو؟ میگی اس کے پاس آکر سخت لہجے میں بولی۔

تمہیں بہتر پتا ہو گا تمہارے کانوں کا وائی رلیس میرے کانوں سے کنیکٹ تھوڑی ہے۔جینا آرام سے کندھے اچکا کر بولی۔

بکومت جینی تم جانتی ہو میں کس بارے میں بات کر رہی ہو۔میگی نے رجسٹر اس کے کندھے پہ مار کر کہا۔

اوہو اتنا زور سے کون مارتا ہے؟ جینا اپنا کندھا سہلا کر بولی۔

ڈرامے بند کرو اور جو پوچھ رہی ہوں وہ بتاؤ۔میگی نے آنکھیں دیکھا کر کہا۔

میں کل کی فلائی ٹ سے پاکستان فلائے کر کے جاؤں گی۔جینا نے اپنا ہاتھ جہاز کے اسٹائی ل میں کر کے....

اب کی نرمی سے کہا جس پہ اس نے شکر کا سانس لیکر مسکرا کر سر ہلایا پھر سب نے کھانا شروع کیا اس کے بعد امان شاہ نے گل کو مخاطب کرتے کہا

گل ان کو میرے اسٹڈی روم دیکھا دو مجھے ان سے کوئی ی بات کرنی ہے۔

جی ابا جان۔گل نے فرمانبرداری سے جواب دیا۔امان شاہ کہتے ہی چلے گ ئی ے جب

کی باقی سب نے پریشانی سے ایک دوسرے کو دیکھا زمان جینا پہ ایک طنزیہ نظر ڈالتا اپنے کمرے میں چلا گیا۔

آپ کے فادر کو شاید میری کوئی ی بات بری لگی ہے۔ جینا نے پریشانی سے گل کو بتایا

نہیں ایسا نہیں ہو گا تم اتنی پیاری ہو کوئی ی اور بات ہو گی۔ گل نے مسکرا کر اس کو رلیکس کرنا چاہا جب کی دل میں اس کو بھی ڈر تھا وہ اس کو اسٹڈی روم کے دروازے پہ چھوڑتی چلی گئی جینا کلمہ پڑھ کر دروازہ نوک کیا اور اجازت ملتے ہی اندر چلی گئی۔

آپ کو کوئی ی بات کرنی تھی؟ جینا نے اپنا سوکھا گلا تر کر کے پوچھا اس کو زندگی میں پہلی دفعہ کسی سے اتنا ڈر محسوس ہوا تھا۔

بیٹھے۔ امان شاہ نے پاس پڑی کرسی کی جانب اشارہ کرتے کہا۔

جی۔ جینا فورن سے بیٹھ گئی۔

میں جو کرنا چاہتا ہوں وہ سب کے سامنے بھی کہہ سکتا تھا پر۔ امان شاہ اتنا کہہ کر خاموش ہوئے اور جینا کو دیکھ جو بہت غور سے ان کو دیکھ رہی تھی۔

پر ہمیں لگا شاید آپ کو سب کے سامنے شرمندگی ہو یا برا لگے ہلانکہ کے بات اتنی بڑی نہیں۔ امان شاہ نے گہری سانس بھر کر اپنی بات شروع کی۔

آپ جو بات کرنا چاہتے ہیں کر لیں مجھے برا نہیں لگے گا۔ جینا ان کو دوبارہ خاموش دیکھ

کر بولی۔

آپ جہاں سے وہاں ایسی ڈریسنگ عام ہو گی پر ہم چاہتے ہیں کے جب تک آپ یہاں ہیں تھوڑی چینجنگ لائے آپ کی ڈریسنگ نا قابل قبول تو نہیں پر پھر بھی یہ شاہ خاندان ہے اور یہاں لڑکی کی ہر حرکت پہ نظر ہوتی ہے کچھ دنوں میں حسن اور ہماری بیٹی گل کی شادی کی تیاریاں ہو گی مہمان بھی بہت آئے گے جو آپ کے مطلق سوال اور طنزیہ دونوں کریگے اور ہم نہیں چاہتے کے ہمارے مہمان کو یہاں آکر شرمندگی کا احساس ہو۔امان شاہ نے بہت سنجیدگی سے کہا۔

سوری انکل مجھے خود ہی خیال کرنا چاہیے تھا۔جینا نے سر جھکا کر کہا

آپ شرمندہ مت ہونا اور آپ نے ہماری سوچ غلط ثابت کی جب حسن نے مجھے آپ کے یہاں آنے کی اجازت مانگی تھی تو اس کے لہجے میں ہمیں آپ کے لیے احترام محسوس کیا تھا ہم نے حسن کو تو کچھ نہیں کہا تھا پر آمریکا کا سن کر ہمیں لگا آپ جو کوئی ی بھی ہو گی بہت بری ڈریسنگ مغرور اور بد اخلاق ہو گی اور پتا نہیں کیا کچھ پر آپ واقعے میں احترام کے قابل ہیں اس لیے ہم نے آپ سے کہا ذرہ بدلاؤ گل اور فلک کی طرح نہ صحیح پر آپ کچھ مشرقی کپڑوں کا انتخاب کرے۔امان شاہ نے آرام سے اپنی بات کہیں۔

شکریہ انکل مجھے بتانیں کے لیے اور میں کوشش کروں گی کے آپ کو دوبارہ شکایت نہ ہو۔ جینا نے مسکرا کر کہا

خوش رہو ویسے آپ رنگ اور بالوں کے علاوہ کہیں سے بھی آمریکی نہیں لگ رہی۔ اب کی امان شاہ نے کچھ مزاق میں کہا جو وہ کبھی نہیں کرتے تھے۔

ہاہا انکل آپ کو پتا ہے میں نے اردو بھی ابھی سیکھی ورنہ مجھے وہ بھی نہیں آتی تھی۔ جینا ان کی بات پر ہنس کر بولی۔

آپ کے والدین شروع سے ہی آمریکا کے ہیں؟ امان شاہ کو دلچسپی ہوئی ی جینا کی باتوں میں اس لیے آرام سے بیٹھ کر پوچھنے لگے۔

ہاں بلکل اور میں اردو کبھی نہ سیکھتی اگر میری ملاقات حسن اور علی سے ہوئی ی ہوتی۔ جینا نے پرجوش آواز میں بتایا۔

علی؟ امان شاہ سمجھ گئی ے تھے کہ زمان کو کہہ رہی ہو گی پر پھر بھی پوچھا

وہ دراصل میں زمان کو علی کہتی تھی۔ جینا نے شرمندگی ہوئی ی کچھ پھر بتایا اس نے۔

ٹھیک۔ امان شاہ نے سر ہلایا۔

میں اب جاؤں؟ جینا نے اجازت چاہی۔

بلکل اور اب آپ ہر روز ہم سے باتیں کرنے یہاں آیا کریگی دن میں ہم کچھ مصروف

ہوتے ہیں اور آپ سے باتیں کرتے ہمیں اچھا لگا۔امان شاہ اٹھ کر اس کے سر کے سر پہ ہاتھ رکھ کر شفقت سے کہا

ضرور اور ساتھ میں دو کپ کافی کا بھی لاؤں گی۔جینا ان کے لمس پہ شفقت محسوس کرتی خوش ہوتی ہوئی ی بولی۔

ہاں پر ہمارے لیے چائے۔امان شاہ اس کے ماتھے پہ چپت لگا کر بولے

اوکے پھر دو کپ چائے کے۔جینا مسکرا کر بولی تو وہ ہنس دی ئی ے۔

کیا کہاں ابا جان نے؟وہ جیسے ہی کمرے میں داخل ہوئی ی تو فلک بے چینی سے اس سے پوچھ بیٹھی۔

کچھ نہیں بس ایسے ہی سمجھا رہے تھے۔جینا بلنکٹ اپنے اپر ڈال کر بولی۔

غصہ تو نہیں کیا نہ؟اس نے دوبارہ پوچھا

ارے نہیں غصہ کیوں ہو گے۔جینا نے مسکرا کر نفعی میں سر ہلا کر جواب دیا۔

پھر ٹھیک ہے۔فلک نے شکر کا سانس لیکر بولی۔

ہاں اور اب تم سو جاؤ۔جینا کہتی سونے کے لیے آنکھیں بند کر گ ئی۔

کپڑوں کی تم فکر نہیں کرو میں تمہارے لیے مناسب سے کپڑے گھر پر ہی آرڈر

کروالوں گی جس ڈزائی نر نے ہم لیتے ہیں۔ گل نے جینا سے کہا جس نے ساری بات اس کو بتادی تھی۔

اوکے پرایزی سے ہو جس سے مجھے مشکل نہ ہو۔ جینا اس کی بات پہ مطمئن سی بولی۔

گل جاؤ جا کر زمان کو دیکھو آفس کے لیے تیار ہوا ہے کے نہیں۔ قدسیہ بیگم لائی ونج میں آکر گل سے کہا

امی جان بھائی ی کا تو پتا ہے ان کو اپنے کمرے میں کسی کا آنا جانا پسند نہیں۔ گل ان کی بات پہ منمنا کر بولی۔

سڑو کہیں کا۔ جینا اس کی بات پہ بڑبڑائی ی۔

بہن ہو تم اس کی اور وہ اب کچھ نہیں کہے گا۔ قدسیہ بیگم نے اس کو پچکارتے ہوئے کہا

میں جاتی ہوں آنٹی اگر آپ کہے تو۔ جینا نے اجازت چاہی

ٹھیک ہے اور اگر وہ نہیں ہوا تیار تو کہنا کہ شاہ جی کو دیر پسند نہیں۔ قدسیہ بیگم کچھ سوچ کر بولی۔

اچھا کمرہ کونسا؟ جینا نے اٹھتے ہوئے پوچھا

اُپر سیدھا جا کر رائی ٹ سائی یڈ والا کمرہ بھائی ی کا ہے۔ گل نے بتایا تو وہ چلی گ ئی کمرے کے دروازے پہ کھڑی ہو کر خود کو کمپوز کرنے لگی پھر دروازے کو نوک کیا۔

آجاؤ۔زمان نے اجازت دی۔اجازت ملت

ملتے وہ اندر داخل ہوئی ی زمان پہ نظر پڑی تو ساکن ہو گ ئی جو بلیک تھری پیس پہنے بالوں کو جیل سے سیٹ کیے بہت ہینڈسم لگ رہا تھا اور ابھی اس نے جینا کو نہیں دیکھا تھا کیوں کی اس کا سارہ دھیان گھڑی پہننے میں تھا پر جینا کو اپنے چاروں طرف خاموشی چھائی ی محسوس لگی اس کو ہر دفعہ زمان کو دیکھ کر ن ئی ے سرے سے محبت ہو جاتی تھی وہ سمجھ نہیں پاتی تھی ایسی کونسی مقناطیس کی طاقت ہے جو اس کو زمان کی طرف کھینچ کر لے جاتی تھی۔

تم یہاں کیا کر رہی ہو؟زمان جینا کو اپنے کمرے میں دیکھ کر تپ کر بولا

علی کبھی تو عام انسانوں کی طرح بات کر لیا کرو۔جینا سینٹر صوفے پہ بیٹھ کر خفگی لہجے میں اس سے بولی

میں نے جو پوچھا ہے اس کا جواب دو میں نے کہا تھا نہ مجھ سے دور رہنا۔زمان سخت لہجے میں بولا

تمہاری ماں نے کہا تھا کہ جلدی سے تیاری ہو کر آفس جاؤ انکل کو دیر پسند نہیں اور تمہاری دوسری بات یہ کے میں تم سے دور کیوں رہوں جب کی میں یہاں آئی ی تمہارے لیے ہو۔جینا آخری بات پر اس کے سامنے کھڑی ہوتی کوٹ کا کالر ٹھیک کرتی

بولی۔

دور رہو۔زمان اس کا ہاتھ جھٹکتا باہر کی طرف چلا گیا۔جینا بھی اپنے خالی ہاتھوں کو دیکھتی باہر چلی گئی۔

ماشااللہ کتنا پیارا لگ رہا ہے میرا بیٹا۔قدسیہ بیگم زمان کی بلائے لیکر بولی۔

شکر امی جان اب اگر آپ کی اجازت ہو تو میں جاؤں ورنہ آپ کے شوہر سے ڈانٹ پڑ جانی ہے۔زمان شرارت سے ان کی طرف دیکھ کر بولا۔

شرم کرو باپ ہیں تمہارے۔قدسیہ بیگم اس کے بازوں پہ تھپڑ مار کر بولی۔

اُف آپ کا بھاری ہاتھ۔زمان اپنا بازوں سہلا کر پھر سے ان کو تنگ کیا۔

اب جاؤ تم۔قدسیہ بیگم نے اس کے بالوں میں ہاتھ ڈال کر کہا۔

امی جان بالوں کو تو ٹچ نہ کرے۔زمان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا

زمان۔قدسیہ بیگم نے گھورا جو جان بوجھ کر لیٹ کر رہا تھا آفس جانے کے لیے۔

اوکے خدا حافظ میں چلتا ہوں۔زمان کہتا گاڑی کی کیز لے کر نکل گیا قدسیہ بیگم بھی مسکرا کر اپنے کام میں لگ گئی۔

ٹائم دیکھا ہے تم نے؟امان شاہ نے سامنے سر جھکائے زمان سے پوچھا ان کی بات پہ زمان

نے سر اٹھا کر ان کی طرف دیکھا پھر اپنی پہنی گھڑی کو دیکھا کر کہا

ابا جان دن کے گیارہ بج رہے ہیں۔اس کے بتانے پہ آفس میں کھڑے امان شاہ کے سیکیٹری ہنس دیا جس پہ امان شاہ گھور کر باہر جانے کا اشارہ کیا۔

گیارہ بج رہے ہیں تو کیا تم اس ٹائم آفس آیا کرو گے۔امان شاہ نے طنزیہ لہجے میں زمان سے پوچھا

معذرت ابا جان دیر ہو گئی دوبارہ نہیں ہو گا۔زمان نے سر جھکا کر کہا

دوبارہ ایسا ہونا چاہیے بھی نہیں اگر کمپنی کا مالک وقت پہ دھیان نہیں دے گا تو باقی اسٹاف سے کیا گِلا کہ وہ وقت کی پابندی کرے اور وہ ٹائم پر آئے۔امان شاہ نے سخت لہجے میں کہا جس پہ زمان نے سر ہلا کر ہاں کہا اور چی ئی ر پہ بیٹھ گیا۔

دونوں۔گل ان دونوں کو دیکھ کر کانوں کو ہاتھ لگاتی وہاں سے جلدی سے فرار ہو گئی تاکہ کوئی ی اور نہ رکارڈ لگائے جب کی فلک اور جینا اس کے ایسے جانے پر قہقہہ لگا کر ہنس پڑی۔

لو شرمانے کے چکر میں آپی نے بتایا ہی نہیں کے ڈریس کیسا ہے یہ۔کچھ دیر بعد فلک نے اپنے سر پہ ہاتھ مار کر جینا سے کہا۔

تم بھی ویسے حد کرتی ہو فلک تم نے یہ ڈریس تو لی ہی گل کی منگنی کے لیے پھر پوچھنے کا

کیا جواز بنتا ہے کونسا اس کے برے کہنے پہ تم نے کسی اور ڈریس کا انتخاب کرنا ہے۔فلک کی بات پہ جینا نے اس کو گھور کر کہا

ویسے بات تو آپ نے درست کہی میں نے کونسا ان کے کہنے پر پھر دوسری پہننی تھی۔فلک نے قہقہہ لگا کر جینا سے کہا جس جینا ہنس کر نفعی میں سر ہلانے لگی۔

تمہاری آج غیر دماغی حالت پر مجھے بہت شرمندگی ہوئی ی سب کے سامنے۔امان شاہ اور زمان اس وقت اسٹڈی روم میں تھے جب امان شاہ نے زمان سے کہا

معافی ابا جان میں نے پہلے بھی کہا تھا دوبارہ ایسا نہیں ہو گا۔زمان نے سر جھکا کر ادب سے کہا

ہمم۔امان شاہ نے ہنکارہ بھرا۔

اسلام علیکم انکل۔وہ بیٹھے ہی تھے کہ جینا اپنے ہاتھوں میں ٹرے لیے داخل ہوئی ی اور امان شاہ سے کہا زمان کو اس نے دیکھا نہیں تھا۔

وعلیکم اسلام آگ ئی بیٹے آپ۔امان شاہ نے جینا کو دیکھ کر مسکرا کر کہا۔زمان کی نظر جب جینا پہ پڑی تو اس نے حیرت سے جینا کی طرف دیکھا جو بلکل مشرقی کپڑوں میں تھی اور ڈوپٹہ سلیقے سے سر پہ پہن رکھا تھا جینا نے آج اسکائے بلورنگ کی قمیص اور اسی

رنگ کے پلازو میں تھی ڈوپٹے کا کلر جب کی وائی ٹ تھا جینا بلکل خوبصورت لگ رہی تھی لگتی تو وہ ویسے ہمیشہ ہی تھی پر زمان کا دل زور سے دھڑک اٹھا وہ پہلی دفعہ جینا کو ایسے کپڑوں میں دیکھ رہا تھا ورنہ اس نے ہمیشہ اس کو جینز کے کپڑوں کو دیکھا تھا جو ہوتے تو پورے ہی تھے مناسب سے پر پھر بھی زمان کو وہ پسند نہیں آتے تھے پر آج زمان اس پر اپنی نظریں چاہ کر بھی ہٹا نہیں پا رہا تھا وہ پھر سے بھول گیا تھا کہ وہ اکیلا نہیں اپنے باپ کے سامنے ہے وہ اس کو دوبارہ ڈانٹ سکتے تھے غصہ کر سکتے تھے پر یہ سب سوچنے کے لیے ابھی اس کا دماغ نہیں سوچ رہا تھا اس کو بس اپنے سامنے جینا نظر آ رہی تھی بہت دنوں سے اس کو اپنی حالت عجیب لگ رہی تھی اس کو جینا کی چاہ ہونے لگی تھی وہ چاہ پر بھی اپنے دماغ سے جینا کو نکال نہیں پا رہا تھا جو آہستہ آہستہ اپنا قبضہ دماغ سے لیکر دل پہ کر رہی تھی زمان ابھی کھویا ہی ہوا تھا جب جینا نے اس کو مخاطب کر کے ہوش میں لائی ی۔

علی تم بھی یہی ہو مجھے پتا نہیں تھا ورنہ تمہارے لیے بھی کافی یا چائے لاتی۔ جینا نے ہاتھوں میں پکڑی ٹرے دیکھا کر کہا جس میں ایک کپ چائے کا اور دوسرا کافی کا کپ تھا۔

کک کوئی ی بابات نہیں۔ زمان اس کے اچانک مخاطب کرنے پر گڑبڑا کر بولا۔

نہ ...

حسن اور گل کی شادی کی تیاریاں شروع ہو گئی تھی۔ دو دن بعد ان کی مگنی تھی ان دنوں جینا نے زمان سے بات کرنے کی کوشش کی پر زمان نے پہلے سے زیادہ اس سے سخت رویہ رکھا جس سے وہ بس مایوسی سے اپنا سر جھکا لیتی شاہ حویلی میں مہمانوں کا آنا بھی شروع ہو گیا تھا قدسیہ بیگم کی بہن کی اولاد یہاں ہی رہنے آئی ی تھی جس میں ایک ان کا بھانجا ابرار تھا تو دوسری بھانجی انمول تھی ان کے آنے کے بعد جینا کو موقع نہیں ملا تھا زمان کے پاس جانے کا یا بات کرنے کا جس سے ایک طرف زمان خوش بھی تھا کے چلو اس کو عقل آگئی پر دوسری طرف دل میں عجیب اداسی بھی تھی جو اس کو پہلے کبھی محسوس نہیں ہوئی ی تھی اور وہ اس اداسی کو کوئی ی نام نہیں دے پا رہا تھا صبح کا ناشتہ ہو یا رات کا ڈنر وہ ٹیبل پر جینا کے آنے کا نا محسوس انداز میں انتظار کرتا پر وہ تب بھی وہاں نہیں آتی تھی کیوں کی وہ فلک اور انمول کے ساتھ شاپنگ میں مصروف ہوتی یا کمرے میں اپنے گھر والوں سے بات کرنے میں جینا نے اب یہاں شلوار قمیص پہننا شروع کر دیا تھا جس کی خبر زمان کو نہیں تھی آج بھی وہ اپنے دل پہ لعنت بھیج کر آفس کے لیے نکل گیا تھا قدسیہ بیگم اور مریم بیگم ڈرائی یور کے ساتھ بازار گئی تھی حسن اپنے دوستوں کی طرف تھا جب کی ابرار اور انمول بھی کسی کام سے باہر تھے ان دونوں

سے جینا کی بہت اچھی دوستی ہو گئی تھی جینا کی نیچر ہی ایسی تھی خوش مزاج ہر کسی سے گھل مل جانے والی آج اس کو بھی زمان کی یاد آ رہی تھی جس کو اس نے اتنے دنوں سے نہیں دیکھا تھا ایک گھر میں ہو کر کچھ سوچ کر اس نے زمان کو مسیج سینڈ کیا اور دوپہر کی نماز پڑھنے کے لیے وضو کرنے چلی گئی کیوں کی فلک اور گل بھی نماز پڑھنے لگی تھی۔

زمان بے دلی سے میٹنگ روم میں بیٹھا میٹینگ اٹینڈ کر رہا تھا جہاں امان شاہ کا سیکیٹری بہت اہم پوائنٹس نوٹ کروا رہا تھا پر زمان کو بس اس کے ہلتے ہونٹوں نظر آ رہے تھے وہ کہہ کیا رہا تھا یہ زمان سمجھنے سے قاصر تھا اس نے کئی بار اپنا دماغ جینا کی سوچ سے آزاد کرنا چاہا پر ناکام رہا ایسے ہی اس کے موبائل پہ مسیج کی بپ ہوئی تو اس نے بیزاری سی شکل موبائل کی اسکرین پہ ڈالی جہاں بہت سے مسیجز کے علاوہ اپر جینا کا نام چمک رہا تھا جینا کی مسیج دیکھ کر زمان کو اپنی ساری بیزاری غائب ہوتی ہوئی محسوس ہوئی اور جلدی سے اس نے جینا کا مسیج کھول کر دیکھا کیوں کی بہت دن سے اس کو جینا کا مسیج بھی نہیں آیا تھا اور آج پہلی دفعہ اس کا جینا کا مسیج کسی آب حیات سے کم نہ لگا۔

میری چاہتوں کی شام حسین ہو جائے۔

میں تمہیں مانگوں اور ہر طرف آمین ہو جائے

زمان نے جیسے ہی جینا کا سینڈ کیا شعر پڑھا اس کے چہرے پر مسکراہٹ آگ ئی اور ایسا پہلی دفعہ ہوا تھا کہ اس کو جینا کے مسیج پڑھ کر غصہ نہیں بلکی راحت محسوس ہوئی ی اور وہ ....

محسوس ہوئی ی اور وہ یہ اس وقت بھول گیا تھا کہ کہاں ہے اس کی نظریں موبائل اسکرین پہ ٹک سی گ ئی تھی امان شاہ کی نظر اس پہ پڑی تو وہ صبر کے گھونٹ بھر کر رہ گ ئی ے اور اس کو آواز دی۔

زمان

ایک منٹ

دو منٹ

کوئی ی جواب نہ پا کر ان کو غصہ ہی آگیا کیوں کی وہاں بیٹھے اور بھی لوگ متوجہ ہوئے تھے پر زمان صاحب تو موبائل میں اس طرح کھوئے ہوئے تھے جوان کو آس پاس کا کوئی ی ہوش ہی نہیں تھا پھر زمان کے پاس والی چی ئی ر پہ ایک لڑکے نے زمان کو کہنی مار کر ہوش میں لایا زمان ہڑ بڑا گیا اور سب کو دیکھا کو معنی خیز نظروں سے اس کو دیکھ

رہے تھے جب کی امان شاہ کا کالال چہرہ دیکھ کر اس کو خطرے کی بو محسوس ہوئی ی اس نے سر گھما کر لڑکے کو آہستہ آواز میں پوچھا

کیا ہوا سب لوگ مجھے ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں؟

سر آپ کو بولا رہے ہیں تھے پر آپ شاید یہاں ہو کر بھی نہیں تھے۔ معین جس نے اس کو متوجہ کیا تھا شرارت سے بولا جس پہ زمان نے اس کو گھورا پھر باپ کو دیکھ کر کہا یس ابا جان آپ کجھ کہنے والے تھے۔

بر خودارا گر یہاں جسمانی طور پر آہی گ ئی ے ہو تو دماغی طور پر بھی یہاں ہو کر ہمیں شرف بخش دے۔ امان شاہ نے بنا کسی کا لحاظ کر کے بھگو کر تیر مارا جس پہ سب کی کھی کھی شروع ہو گ ئی جب کی زمان شرمندہ سا ہو گیا سب کے سامنے اپنے باپ کی عزت افزائی ی پہ

سوری ابا جان۔ زمان ان کی طرف متوجہ ہو کر بولا

امید تو نہیں پر پھر بھی کہتا ہوں کے میٹنگ میں جو باتیں ہوئی ی تمہیں سمجھ آگ ئی ہو گی۔ امان شاہ نے سنجید گی سے اس کو دیکھ کر کہا جس پہ زمان نے سر زور ہلا کر ان کو ہاں کہا۔

تمہاری دعا اتنی لمبی کیوں ہوتی ہے؟ جینا جیسے ہی نماز سے فارغ ہوئی گل نے سوال کیا

لمبی نہیں تو۔ جینا نے ڈوپٹہ اتار کر سائیڈ پہ رکھ کر کہا

لمبی ہوتی ہے ایک گھنٹے سے زیادہ ٹائم سے تم دعا مانگ رہی تھی اور اتنی دلجوئی سے کے تمہیں پتا بھی نہیں لگا۔ گل نے اب کی مسکرا کر کہا

اچھا مجھے سچ میں پتا نہیں لگا۔ جینا کھسیانی ہو کر بولی۔

ایسا بھی کیا مانگا ہمیں بھی تو پتا لگے ذرہ۔ گل نے تجسس سے اس کو دیکھ کر پوچھا

وہی جس سے مجھ کو محبت ہے اور وہ مجھے مل جائے۔ جینا نے مسکرا کر بتایا گل سے اس کی دوستی اچھی ہو گئی تھی اس لیے بنا دیر کیے بتا دیا۔

مطلب نامحرم کو مانگا؟ گل نے الجھ کر پوچھا

ہمم نامحرم ہے اس لیے محرم ہونے کی دعائیں کرتی ہوں اور اس کو مجھ سے محبت ہو جائے۔ جینا نے کھوئے ہوئے لہجے میں کہا۔

دعا میں کسی نامحرم کی محبت کی جگہ اپنے نصیب اور اس کی محبت مانگا کرو، اگر ایک شخص کی محبت تمہیں تہجد گزار بنا کر رب کے سامنے کھڑا کرنے پر مجبور کر دیتی ہے، تو سوچو وہ رب جو تمہیں ستر ماؤں سے زیادہ پیار کرنے والا ہے وہ اپنی پسند کے لیے تمہارے

لیے کیا چُنے گا۔ گل نے محبت سے اس کو سمجھایا۔

آپ کی بات بلکل درست ہے میں جانتی ہوں

سب پر یہ جو دل ہے نہ جینا نے اپنے دل کی طرف اشارہ کرتے کہا زندگی کے کسی بھی لمحے میں بے اختیار ہو کے باغی ہو جاتا ہے، اور جب یہ بغاوت کا اعلان کر دے تو، محبت کے علاوہ ہر تسلی، ہر فلسفہ، ہر تھیوری، ہر قانون، ہر تجربہ فضول لگتا ہے۔ جینا نے سنجیدگی سے کہہ کر کمرے سے نکل گئی کیوں کی وہ مذید سب کی یہ باتیں نہیں سن سکتی تھی کہ محبت کرنا چھوڑ دو اس کو مانگنا چھوڑ دو اس کو بس اپنے رب سے دعا مانگ کر زمان کو پانا تھا اس کو یا تو زمان چاہیے تھا یا موت۔

رات میں اسٹڈی میں آنا ایک فائل ڈسکس کرنی ہے تم سے امان شاہ نے لائی ونج میں بیٹھ کر زمان سے کہا جو ابھی ہی وہاں آیا تھا

جی ابا جان۔ زمان نے جواب دیا۔

امی جان کافی مل سکتی ہے۔ زمان نے قدسیہ بیگم سے کہا

ہاں کیوں نہیں میں ابھی بنواتی ہوں۔ قدسیہ بیگم نے مسکرا کر زمان سے کہا

جینا کو کہنا کے ہمارے لیے چائے بنائے بہت اچھی بناتی ہے وہ۔ امان شاہ نے قدسیہ بیگم

سے کہاان کی بات پہ زمان کچھ بے چین ہوا

وہ توگھر پہ نہیں ہے۔قدسیہ بیگم نے بتایا

کیوں کہاں گ ئی ہے وہ اور اس کو تو یہاں کے راستوں کا علم بھی نہیں۔ان کی بات پہ زمان جلدی سے اٹھ کر فکر مندی سے بولا۔

زمان کیا ہو گیا ہے وہ اکیلی نہیں گ ئی ابرار اور فلک کے ساتھ گ ئی ہے۔قدسیہ بیگم نے اس کے اس طرح بولنے پر اس کو بتایا

ہمم۔زمان بس اتنا بولا۔

تمہیں اس کی فکر کرنے کی ضرورت ہے بھی نہیں وہ حسن کی زمیداری ہے اور وہ اچھے سے نبھا بھی رہا ہے۔امان شاہ نے سنجیدگی سے اس کی طرف دیکھ کر کہا

مجھے فکر ہے بھی نہیں ابا جان میں نے بس ایسے ہی کہا۔زمان کو ان کی بات بری تو لگی پر کہا اس نے بس یہی اپنی انا بھی تو برقرار رکھنی تھی اسے۔

اگر نہیں ہے وہ تو کوئی ی بات نہیں مجھے چائے کی زیادہ طلب بھی نہیں۔امان شاہ نے زمان کی بات سن کر فدسیہ بیگم سے کہا اور وہاں سے اٹھ کر چلے گ ئی ے۔

امی جان میری کافی آپ میرے کمرے میں بھیج ئی یے گا۔زمان بھی کہہ کر اٹھ گیا۔

گل آپی یہ ڈریس کیسا رہے گا پڑسو آپ کی منگنی پر؟ فلک نے ایک ایمبریلا سرمئی کلر کا فراق گل کو دیکھا کر پوچھا

پہلے تم یہ بتاؤ مجھے گل آپی بولنا ہے یا گل۔ گل نے اس کو گھور کر کہا جو کبھی گل کہتی یا آپی لفظ کا اضافہ بھی کر دیتی۔

آپی بھی بولنا ہے اب آپ کو کیوں کی شادی جو ہونے والی ہے اب آپ کی۔ فلک نے ایک آنکھ ونک کرتے کہا جس پہ گل کا چہرہ گلنار ہو گیا تھا۔

فلک کوئی ی شرما رہا ہے۔ جینا فلک کے کندھے پہ اپنا بازوں ٹکا کر سوچنے والے انداز میں بولی

ہاں نہ مجھے بھی ایسا لگ رہا ہے سامنے دیکھے کہیں گل آپی تو نہیں شرما رہی؟ فلک بھی اس کی شرارت سمجھ کر ہنسی ضبط کرتی بولی۔

کیا واقعے یہ گل آپی ہیں؟ جینا نے مصنوعی حیرانگی سے پوچھا

اف اللہ کتنے بد تمیز ہو گئی ے ہو تم دو ..

نہیں ایسا کرو تم میرا کپ لو میں اپنے لیے دوسرا بنا کر لاتی ہوں۔ جینا نے کہتے ہی پہلے امان شاہ کو چائے دی اور اپنا کپ زمان کی طرف بڑھایا جو اس نے تھام لیا تھا۔

شکریہ۔ زمان نے نیچھے دیکھ کر کہا جینا جو واپس جانے کے لیے مڑی تھی زمان کے

شکریہ لفظ پر پلٹ کر حیرت سے زمان کو دیکھا جو اس کی طرف متوجہ نہیں تھا یا متوجہ نہ ہونے کی اداکاری کر رہا تھا۔

علی تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ؟ جینا اس کے پاس آ کر اس کا ماتھا چیک کرتی بولی۔

جینا عرفان کیا حرکت ہے یہ۔زمان اپنے باپ کے سامنے اس کی حرکت پہ غصہ کرتے کہا

شکر اللہ تم ٹھیک ہو ورنہ مجھے لگا کہ تم بیمار ہو۔اس کے غصے سے بات کرنے پہ جینا نے اپنے ہاتھ شکر کرنے کے انداز میں اُپر کرتے کہا۔

تم اس لائی ق ہی نہیں کے تم سے آرام سے بات کی جائے۔زمان ہاتھ میں پکڑا کپ ٹیبل پہ زور سے رکھ کر دانت پیس کر بولا۔

زمان یہ کیا طریقہ ہے بات کرنے کا۔امان شاہ جو آرام سے ان کو دیکھ رہے تھے زمان کے لہجے اور کپ زور سے رکھنے پر سخت لہجے میں بولے جب کی زمان کو ایسے دیکھ کر جینا کو برا لگا جو کبھی بھی اس کو امپورٹنس تو نہیں دیتا تھا پر آج اپنے باپ کے سامنے عزت بھی نہیں دی جینا زمان کو ایک نظر دیکھ کر اسٹڈی روم سے نکل گ ئی زمان نے اس کو جاتا دیکھ کے سانس خارج کرتے اپنے باپ کی طرف دیکھا جو سخت تیور لیے اس کو گھور رہے تھے اس کو جینا کے برا لگنے پر کوئی ی افسوس نہیں ہوا تھا کیوں کی اس نے کونسا

پہلی دفعہ اس سے اس انداز میں بات کی تھی۔

سوری ابا جان پر مجھے لڑکیوں کا اتنا فرینک ہونا بھی نہیں پسند۔زمان نظریں جھکا کر بولا پر اس کا لہجہ سخت تھا اس کو سچ میں جینا کے ایسے ہاتھ رکھنے پر غصہ آگیا تھا اور وہ ہمیشہ کی طرح ضبط نہ کر سکا۔

جو بھی پر لڑکیوں سے بات کرنے کا بھی ایک طریقہ ہوتا ہے اور میں پہلے دن سے ہی دیکھتا آیا ہوں تمہارا رویہ اس کے ساتھ بہت برا ہوتا ہے وہ ہماری مہمان ہے اس لیے اپنے رویے کو بہتر کرو اس کے ساتھ۔امان شاہ نے بھی اس سے زیادہ سخت لہجے میں کہا۔

جی ابا جان۔زمان فائی ل اپنے قریب کر کے بس اتنا بولا

تمہارا وہاں آنے کا کچھ فائی دہ ہوا؟ میگی نے جینا سے پوچھا وہ دونوں اس وقت اسکائی پ کر بات کر رہے تھے۔

تم سچ کہتی تھی میگی میں واقعے میں پتھر سے دل سے لگایا ہے۔اس کے جواب میں جینا نے بہت مایوس ہو کر کہا۔

کیا بات ہے جینی بہت اپسیٹ لگ رہی ہو۔میگی نے فکر مند ہو کر پوچھا

اس کو ذرہ سا بھی میرا احساس نہیں اس کو یہ بھی نظر نہیں آرہا کے میں اتنی دور اپنے گھر والوں سے الگ ہو کر اس کے لیے یہاں آئی ہوں پھر بھی وہ ایسے مجھ سے برتاؤ کرتا ہے۔ جینا نے اپنی بھیگی آنکھیں صاف کرتے ہوئے کہا

تو واپس آجاؤ۔ میگی نے اس کی بات پہ کہا۔

حسن کی شادی ہے کچھ ہی دنوں میں پھر میں واپس آجاؤں گی میں ن...

آجاؤں گی میں نے چار سال سے زیادہ ٹائم اس کی حقارت اپنی محبت کے لیے تزلیل اور بے وجہ اس کی نفرت برداشت کی میری بس اتنی غلطی ہے مجھے اس سے پیار ہوا اور کچھ نہیں اس کی نظر میں میری کوئی عزت ہی نہیں تو میں یہاں کیوں رکوں اس کو میری ضرورت نہیں تو بس ٹھیک ہے اب میں اس کے پیچھے نہیں جاؤں گی میں نے چھوڑ دی اس کی جان وہ کہتا تھا نہ تو بس اب میں نے چھوڑ دی۔ جینا نے سوں سوں کرتے اپنی بات کہی۔

مرد کی فطرت ہوتی ہے اگر اس کو کسی سے محبت ہونے تو وہ زبردستی سے بھی اس کو اپنا بنالیتا ہے پر اگر اس سے کسی کو محبت ہو اور وہ اگر اس سے اظہار کرے تو مرد کی نظر میں اس لڑکی کی عزت خراب ہو جاتی ہے اس کو لڑکی کا کردار کمزور نظر آنے لگتا ہے خود وہ کچھ بھی کرے پر اگر عورت کرے نہ تو اس کی محبت قبول بھی اگر کرے نہ تو ساری

زندگی احسان جتلاتے ہیں۔ میگی نے سنجیدگی سے کہا

تو زمان ان سے الگ کیوں نہیں ہوا میں تو اس کے ساتھ مخلص تھی نہ اور اگر آپ کو کسی سے محبت ہو اور پھر آپ اس کو دعا میں مانگے تو یہ آپ کے مخلص ہونے کی دلیل ہے پر زمان میں اس کے ساتھ ایک گھر میں رہتی ہوں اب تب بھی اس کو کوئی ی فرق نہیں پڑا۔ جینا نے اداسی سے کہا

شاہ خاندان سے تعلق ہے اس کا جینی اور کیا پتا اگر وہ تمہیں قبول کر بھی لے تو کیا اس کے گھر والے کرے گے وہ تو بس اپنی ذات کے لوگوں سے ہی رشتہ جوڑتے ہوگے۔ میگی نے اب کی اس کو دوسری طرف سے بات سمجھانی چاہی۔

نہیں اس کے گھر میں سب کو پسند ہوں اور وہ مجھے چاہتے ہیں۔ جینا جلدی سے اس کی بات سن کر کہا۔

مہمان کی حیثیت سے جینی اور پاکستانی بہت مہمان نواز ہوتے ہیں تم ان کو ایز آ گیسٹ کی نظر سے قبول ہونہ کے ایز آ ڈاٹر ان لا۔ میگی نے اس کو یاد کروانے کے لیے کہا۔

میرے پاس اس بات کا کوئی ی جواب نہیں میں بس آمریکا واپس آجاؤں گی کچھ ہی ہفتے میں۔ جینا نے کہا

میں خوش ہوں تمہارے واپس آنے پہ اور زمان علی کو چھوڑنے پر۔ میگی نے خوش

ہو کر کہا۔

میں نے علی سے محبت کرنا نہیں چھوڑی اور نہ چھوڑ سکتی ہوں بس اب اظہار نہیں کروں گی اور نہ اپنی محبت کا یقین دلانے کی کوشش کروں گی۔ جینا نے اٹل انداز میں کہا

جو بھی پر تم واپس آ رہی ہو ہمارے لیے یہی بڑی بات ہے۔ میگی نے ریلیکس انداز میں کہا

اچھا تم کسی کو بتانا نہیں موم ڈیڈ میں سے میں ان کو سرپرائز کروں گی۔ جینا نے اس کو خبردار کیا۔

نہیں بتاؤں گی۔ میگی نے ہنس کر کہا۔

اوکے بعد میں بات کرے گے بائے۔ جینا نے الوعدہ کیا۔

بائے سویٹ ہارٹ۔ میگی نے بھی بائے کیا۔ کال کٹ کر کے وہ ٹیرس سے نکل کر اپنے کمرے میں جانے لگی تو ایک لڑکے سے اس کا ٹکراؤ ہو گیا۔

اندھے ہو دیکھ کر نہیں چل سکتے۔ جینا اپنے ماتھے پہ ہاتھ رکھتی غصے سے سامنے کھڑے لڑکے کو بولی۔

جہاں تم جیسی حسینا ہو گی کون بدبخت آس پاس دیکھے گا۔ لڑکے نے لوفرانہ انداز میں اس کو ع..

عجیب نظروں سے دیکھتا بولا۔

جسٹ شٹ اپ۔ جینا نے پھنکار کر کہا

میرا نام سعد ہے سعد عثمان۔اس نے اس کی بات کا برا منائے بغیر اپنا تعارف کروایا۔

,No interested

جینا بنا کوئی ی تاثر دی ئی ے جانے لگی تو سعد نے اس کا ہاتھ پکڑ لیا جینا اس کی حرکت پہ ایک دو تھپڑ لگانے ہی والی تھی مگر زمان وہاں آ گیا اور ان دونوں کا ہاتھ ایک دوسرے کے ہاتھ میں دیکھ کر سخت لہجے میں بولا

یہ کیا ہو رہا ہے؟

کمل ڈانس ہو رہا ہے حصہ لو گے؟ جینا اپنا ہاتھ سعد سے چھڑواتی تپ کر بولی۔

فضول مت بولا کرو۔زمان ناگواری سے بولا۔

کچھ نہیں زمان بس ہم ایسے ہی بات کر رہے تھے۔سعد نے زمان کو مسکرا کر جواب دیا۔

کونسی باتیں کر رہے تھے؟زمان نے اپنے لہجے میں محسوس ہونے والی جلن کو کنٹرول کر کے پوچھا

اٹس پرسنل۔جینا نے زمان کے پاس آ کر بولی۔

یہ تم آج کس انداز میں بات کر رہی ہو۔زمان نے الجھ کہ پوچھا

جیسے کرتے ہیں۔جینا نے مسکراہٹ سے کہا

اچھا سعد ابھی مجھے کچھ کام ہے پھر بات کرینگے۔جینا واپس سعد کی طرف مڑ کر اس کو دیکھ کر زمان کو تپانے کے لیے بولی جو اچھا خاصا تپ بھی گیا تھا جب کی سعد حیرت سے اس کو دیکھا جو پہلے بات نہیں کر رہی تھی ٹھیک سے اور اب دوبارہ ملنے کا اشارہ دے گئی تھی اس کو تو یہی لگا تھا۔جینا اپنی بات کہتے ہی وہاں سے چلی گئی تھی۔

تم کب آئے؟زمان سعد سے ہاتھ ملا کر اس سے پوچھنے لگا سعد زمان کے پھپھو الماس کا بیٹا تھا جو اب اس دنیا میں نہیں تھی ان کی وفات سعد کی پیدائش کے دوسرے دن ہو گئی تھی تب امان شاہ اور ارمان شاہ نے سعد کو اپنی کسٹڈی میں لینا چاہا تھا کہ بہن کی نشانی ہے پر سراج احمد جو سعد کے والد تھے انہوں نے انکار کیا تھا کہ اس کا باپ ابھی زندہ ہے آپ اس سے مل سکتے ہیں بس جس سے ان دونوں نے کوئی بحث نہیں کی تھی۔

بس کچھ ٹائم پہلے۔سعد نے مسکرا کر جواب دیا

اچھا ابا جان نے بولا یا ہو گا کے شادی ہے تب تک یہی رہنا۔زمان نے طنزیہ پوچھا

بلکل اگر ماما جان نہ بھی کہتے تو میں نے یہی رکنا ہی تھا آخر گل میری بھی تو بہن

ہے۔سعد سادہ لہجے میں بولا

ہمم صحیح۔زمان نے سنجیدگی سے کہا۔

آج حسن اور گل کی منگنی تھی۔ منگنی کی رسم گھر پر ہی رکھی تھی اور بس قریبی رشتہداروں کو بولا یا گیا تھا امان شاہ نے حویلی کو زیادہ ڈیکوریٹ بھی نہیں کروایا تھا بس حویلی میں ہال کے اندر کچھ مہمانوں کے بیٹھنے کے لیے کرسیاں اور ٹیبل اچھے طریقے سے سیٹ کیے تھے ان کا کہنا تھا کہ دیکھاوا کرنا اللہ کو ناپسند ہے انسان بڑھا چڑھا کر اگر کچھ کرتا ہے دوسروں کو دیکھانے کے لیے تو لوگوں میں تو ان کا نام بنتا ہے پر اللہ ناراض ہوتا ہے اس لیے انہوں نے لائی ٹنگ وغیرہ کا کام نہیں کروایا تھا بس ہال کے سامنے والی سائیڈ کو اسٹیج کی طرح بنایا تھا جہاں بڑی سی ٹیبل تھی اور ڈبل سائز کا صوفہ تھا جس پہ حسن اور گل کو بیٹھنا تھا گل ابھی اپنے کمرے میں تھی بیوٹیشن نے اس کو تیار کر دیا تھا اس نے خود ہی بیوٹیشن کو ہلکا میک اپ کرنے کا کہا تھا گل کا منگنی کا ڈریس گلابی رنگ کا گھیر دار فراق تھا اور اس نے اپنے سر پہ حجاب کی صورت میں ڈوپٹہ پہنا تھا جس وہ بہت پاکیزہ اور پیاری لگ رہی تھی حسن نے آج وائٹ رنگ کا کرتا پہنا تھا اور زمان نے بلیک کلر کا کرتا پہن رکھا تھا چہرے پر ہلکی سی بی ئی رڈ اور سنجیدہ ایکسپریشن لیے وہ

بہت ہینڈسم لگ رہا تھا فلک بلو کلر کے ایمبریلا فراق پہنے یہاں وہاں گھوم رہی تھی اس نے میک اپ بہت زیادہ کیا تھا کیوں کی اس کو تیار ہونا پسند تھا اس کا بس چلتا تو وہ رات کو بھی میک اپ کرتے سوتی میک اپ زیادہ تھا پر وہ بہت خوبصورت لگ رہی تھی کیوں کی اس کے چہرے پہ زیادہ فیل بھی نہیں ہو رہا تھا۔ اور اب آتے ہیں جینا کی طرف جو ابھی بس وائی ٹ رنگ کا لہنگا پہنے آئی ینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنا جائی زہ لے رہی تھی اس نے پہلی دفعہ پہنا تھا جس سے پہن کر وہ بہت خوش بھی تھی تو پریشان بھی کیوں کی چلنے میں اس کو مسلا ہو رہا تھا اس نے ابھی کچھ لگایا ہی نہیں تھا اپنے چہرے پر پھر بھی سادگی میں ہی وہ بہت دلکش لگ رہی تھی اس کے چہرے کا وائی ٹ رنگ اور بھی زیادہ اس لہنگے میں چمک رہا تھا اس کے کرلی بال جو اس کے کندھے تک ہی آتے تھے وہ کھلے ہوئے تھے وہ گول گول گھوم کر خود کو آئی ینے میں دیکھ رہی تھی پھر رک کر آئی ینے کے سامنے کھڑی ہو کر خوس سے بولی اگر خدا کسی کو حسن دیتا ہے تو بہت دیتا ہے اور یہ حسن کی خوبصورتی بہت خوبصورت ہے تمہیں دیکھ کر یقین ہوتا ہے جینا عرفان خود کی تعریف کر کے اس نے آہستہ سے کلیپنگ کی تبھی فلک کمرے میں داخل ہوئی ی اور جینا کو دیکھ کر اس کا منہ شاک سے کھل گیا

جینا آپ کتنی پیاری لگ رہی ہیں ماشاءاللہ سے۔ فلک نے بہت حیرانکن لہجے میں کہا اور

بعد میں ماشااللہ کہا پہلے کہنا بھول گ ئی تھی۔

جزاک اللہ۔ جینا نے مسکرا کر سر جھکا کر ادب سے کہا

کوئی ی اتنا پیارا کیسے لگ سکتا ہے۔ فلک اب بھی حیرت میں ہی تھی۔

اچھا اب بس کرو مجھے تیار بھی ہونا ہے۔ جینا اب مصنوعی مغرور لہجے میں بولی

یہ ظلم نہ کرنا۔ فلک جلدی سے اس کے پاس آتے اس کے بڑھائے ہاتھ کو روک کر کہا

جو ابھی وہ میک اپ اٹھانے کے لیے اٹھا رہی تھی۔

ظلم کونسا ظلم؟ جینا کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی ی۔

مطلب کے آپ ایسے ہی بہت پیارا لگ رہی ہیں میک اپ کرے گی تو نجانے کیا لگے گی۔ فلک کو سمجھ نہیں آیا اپنی بات کیسے سمجھائے۔

تھوڑا تو کرنے دو یہ تو مجھے پہ ظلم ہو گا۔ جینا نے احتجاج کیا

ارے نہیں کیسا ظلم اور کونسا ظلم آپ کا اپنا کلر ہی اتنا فی ئی رہے بس لپسٹک لگائے اور ڈوپٹہ سیٹ کر کے آجائے رسم بس ہونے ہی والی ہے۔ فلک نے لاپرواہی سے کہا

بہت خراب ہو تم۔ جینا نے گھور کر کہا

آپ کی نظریں کرم ہے۔ فلک نے فلک نے ہنس کر کہا

چلو اب تم جاؤ میں آتی ہوں۔ جینا نے اس کو ہٹا کر کہا۔

ٹھیک ہے جلدی کرئی یگا۔ فلک اس کو کہتی باہر نکل گ ئی جینا بھی بس اپنے بالوں کو ٹھیک کرتی ڈوپٹہ جیسے تیسے کر کے اپنے کندھے پہ ڈال کر کمرے سے نکل گ ئی۔

یہ زمان کہاہو گا؟ جینا سیڑھیوں کے قریب پہنچ کر ایک ہاتھ کمر پہ ٹکا کر اور دوسرے ہاتھ کی انگلی ٹھوری پہ ٹکا کر پر سوچ لہجے میں خود سے بولی اس کو اپنی کہی میگی سے باتیں بھول گ ئی تھی کے اس نے کیا سوچا تھا یا کیا نہیں ایک ہی رات میں اس کو اندازہ ہو گیا تھا کے وہ اپنی محبت میں اتنی آگے آئی ی تھی کے واپس پلٹنا ممکن نہیں تھا اور ابھی بس اس کو زمان کو دیکھنا تھا اپنا کل کا رویہ یاد آیا کہ کیسے اس نے خراب طریقے سے زمان سے بات کی تھی وہ ان سوچوں میں گم تھی جب سعد اس کے پاس آکر کھڑا ہوا۔

آپ لگتا ہے پرستان سے اپنا راستہ بھول کر یہاں آئی ی ہیں۔ سعد اس کو ایکسرے کرتی نظروں سے دیکھ کر بولا

اف اللہ ناٹ اگین۔ جینا سعد کو دیکھتی بڑبڑائی ی۔

ہیلو پری کہاں گم ہو؟ سعد اس کے چہرے کے سامنے چٹکی بجا کر بولا۔

میرا ابھی تم سے بحث کرنے کا موڈ نہیں اس لیے اپنا راستہ ناپو اور دوسری بات اپنے دماغ میں بیٹھا لو اگر دماغ ہے تو میرا نام پری نہیں جینا عرفان ہے دوبارہ مجھ سے بات کرنے کی کوشش مت کرنا ورنہ وہ حال کروں گی کے خود کو بھی پہچاننے سے انکاری

ہو گے۔ جینا ایک ایک لفظ پہ زور دیتی اس کو تپا گ ئی تھی۔

مس جینا میں آپ سے عزت سے بات کر رہا ہوں تو آپ بھی ویسے ہی بات کرے ورنہ ایک منٹ نہیں لگے گا آپ کی اکڑ ختم کرنے میں۔ سعد بھی اب بنا لحاظ کیے اپنی اوقات دیکھاتا بولا۔

میں نے نہیں کہا مجھ سے عزت سے بات کرو یا بات ہی کرو اور میں عزت اس کو دیتی ہوں جس کو عزت کے قابل سمجھتی ہوں اور دوسری بات تم ایک منٹ مانگ رہے ہو میری اکڑ نکالنے میں پر میں ایک سکنڈ کا ٹائم نہیں لگاؤں گی تمہاری اس بدصورت شکل کو اور بدصورت بنانے میں۔ جینا نے اس کی بات طنزیہ انداز میں پھر اس کے چہرے کی طرف اشارہ کر کے اس کو ٹھیک ٹھاک بے عزت کر ڈالا

اپنی حد میں رہو میں نے ایسا بھی کیا کہہ دیا جو تم اتنے نخرے دیکھا رہی ہوں۔ سعد سخت لہجہ اپنا کر بولا

دور ہٹو۔ جینا اس کو آنکھیں دیکھاتی وہاں سے چلی گ ئی اور جاتے ہوئے خود سے بڑبڑانے لگی کہ جس کی attention چاہیے اس کو چھوڑ کر باقی ہر کوئی ی کتوں کی طرح پیچھے پڑا ہے۔

اپنی بے عزتی کا بدلا تو میں لیکر رہوں گا۔ جینا کے جانے کے بعد وہ غصے سے خود سے عہد

کرتے بولا اور ہال کی طرف چلا گیا۔

جینا جہاں منگنی کی رسم ہونے والی تھی وہاں آئی ی تو سب کی نظریں اس پر ٹک گ ئی تھی اور اشاروں ہی اشاروں میں پوچھ رہی تھی کے کون ہے؟ قدسیہ بیگم نے جینا کو اشارے سے اپنی طرف آنے کا کہتی اس کا تعارف سب سے کروایا جس سے سب اس سے ملی اور تعریف کی جینا کی نظر کونے میں کھڑے زمان بیٹھی گل کی طرف اشارہ کر کے پوچھا جو پہلے بس حجاب میں تھی اور اب چہرے پہ نقاب بھی تھا جس سے بس اس کی آنکھیں ہی ظاہر تھی۔

وہ کیا ہے نہ کے ہمارے یہاں منگنی کی رسم نہیں ہوتی یہ پہلی دفعہ ہو رہی ہے ورنہ بس شروعات میں نکاح ہی کرتے ہیں اور سب فنکشنس میں مرد اور عورتوں کے بیٹھنے کی جگہ الگ ہوتی تب نقاب کی ضرورت نہیں ہوتی کیوں کی مردوں کا عورتوں کی طرف اور عورتوں کا مردوں کی طرف جانا منع ہوتا تھا پر اس بار ابا جان نے بس بہت قریبی رشتہداروں کو بلایا ہے منگنی پر اس لیے الگ الگ نہیں بیٹھے کوئی ی بھی سب ساتھ ہی ہیں۔ فلک نے اپنی طرف سے اس کو آسان طریقے سے بات سمجھانی چاہی پر جینا کے دماغ میں ابھی بھی یہی بات تھی کے نقاب کیوں وہ بھی اپنے گھر میں پر اس نے اب کوئی ی سوال نہیں کیا اور سامنے دیکھا جہاں مریم بیگم حسن کو انگھوٹی دے رہی تھی

تاکہ وہ گل کو پہنائے حسن نے وہ انگھوٹی ان سے لیکر گل کو پہنانے کے لیے اس طرف ہاتھ بڑھایا گل کا ہاتھ قدسیہ بیگم نے پکڑ کر اس کے سامنے کیا جو حسن نے بنا ٹچ کیے اس کی انگلی میں انگھوٹی پہنادی تھی گل کا ہاتھ قدسیہ بیگم کے ہی ہاتھ میں تھا حسن کے انگھوٹی پہنانے کے بعد سب نے ماشااللہ کہہ کر تالیا بجائی ی جینا زندگی میں پہلی دفعہ اس انداز میں منگنی ہوتے دیکھ رہی تھی اس لیے یہ سب نیا اور کنفیوزنگ تھا

یہ حسن نے اس طرح رنگ کیوں پہنائی ی وہ تو گل کا ہاتھ پکڑتا نہ مطلب کے اپنے ہاتھ میں اس کا ہاتھ لیکر رنگ پہناتا نہ ایسا تو کبھی نہیں ہوتا۔ جینا نے الجھ کر مسکراتی فلک سے پوچھا جو سامنے گل اور حسن کو دیکھ رہی تھی۔

وہ گل آپی کا ہاتھ کیسے ابھی پکڑ سکتے ہیں ابھی تو بس منگنی ہوئی ی ہے نہ تو آپی ابھی بھی ان کے لیے نامحرم ہی ہیں جب نکاح ہو گا تب ہاتھ بھی پکڑ لینگے۔ فلک نے مسکرا کر بتایا۔

ہاں پر شادی ہونے تو والی ہے نہ۔ جینا نے جیسے اس کو معلومات دی۔

ہونے والی ہے نہ ہوئی ی تو نہیں نہ اور ان دونوں میں بہت فرق ہے۔ فلک نے جواب دیا

پر کزن بھی تو ہیں وہ ایک دوسرے کے اور ہاتھ پکڑنے سے کیا ہوتا ہے ہاتھ پکڑنا تو عام

بات ہے۔ جینا نے پھر سے کہا

کسی لڑکے کا بغیر رشتے کے لڑکی ہاتھ پکڑنا یا لڑکی کا لڑکے کا بغیر کسی رشتے کے ہاتھ پکڑنا عام بات نہیں اس کو عام بنانے والے ہم ہیں اور ہمارا اسلام جو کہتا ہے کہ عورت کو آہستہ آواز میں بات کرنی چاہیے تاکہ کوئی ی غیر مرد نہ اس کی آواز سن لیں وہ ایسے ہاتھ پکڑنا عام سمجھے گا یہ عام نہیں ہے ہم جس کو ماڈل زمانہ سمجھ کر بے تکلف ہو کر کسی انجان مرد سے بات کرتے ہیں یہ غلط ہے اللہ نے لڑکا لڑکی کے بیچ کچھ حدود رکھے ہیں جو ہم ماڈل بننے کے چکر میں بھول گ ئی ے۔ فلک نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

ہاں یہ تو ہے پر میں نے بس ایسے ہی پوچھا تھا۔ جینا کو فلک کی باتیں سن کر شرمندگی ہوئی ی کے کیسے وہ اپنے دین کے بارے.... پہ پڑی تو وہ قدسیہ بیگم سے جانے کی اجازت مانگتی زمان کی طرف جانے لگی زمان کی پیٹھ اس طرف تھی اور شاید وہ کسی سے فون پہ بات کر رہا تھا بات کرتے ہی وہ جیسے مڑا جینا کو کھڑے دیکھتے وہ اپنی جگہ جم سا گیا جینا دنیا جہاں کی محبت اپنی آنکھوں میں سمیٹ کر زمان کو دیکھ رہی تھی جب کی زمان سانس روکے اس کو دیکھ رہا تھا اور یہی وہ لمحہ تھا جب زمان کے دل نے اس سے بغاوت کر ڈالی تھی اور زمان نہ چاہتے ہوئے بھی دل کی بات پہ لبیک کہہ دیا زمان کو لگا وہ خواب کی کیفیت میں ہیں کوئی ی اتنا خوبصورت کیسے ہو سکتا ہے اور جینا کے چہرے کی

معصومیت دیکھ کر زمان کو اپنے دل کے دھڑکنے کی آواز کانوں میں گونجتی محسوس ہوئی ی جینا کی مسکراہٹ گہری ہوتی گئی جب زمان کو اپنی طرف ایسے کھویا ہوا دیکھتا پایا تو اس نے زمان کو ہوش میں لانے کے لیے اس کے کان کے قریب ہو کر زور سے اس کا نام لیا تو زمان ہڑبڑا کر اس سے دور ہوا سارا طلسم پل میں غائب ہوا تھا اور وہ پہلے کی طرح اس کے لیے سنگدل بن گیا۔

جینا عرفان یہ کیا بچوں والی حرکت تھی۔ زمان تیز آواز میں اس کو گھور کر بولا۔

آج میں خوش ہوں اس لیے میرا موڈ خراب نہ کرو۔ جینا نے پرجوش آواز میں اپنے خوش ہونے کا بتایا۔

کیوں ایسا کیا کارون کا خزانہ ہاتھ آ گیا جو جینا عرفان خوش ہیں۔ زمان اس کی بات پہ طنزیہ بولا وہ بھولا نہیں تھا جو اس کے سعد کے سامنے اس سے روڈلی بات کی تھی وہ ہمیشہ اس سے زیادہ بدترین رویہ رکھتا اور جب جواب میں جینا نے کچھ ایسا رویہ رکھا تو اس کو ناگوار گزرہ تھا مردانگی پہ چوٹ پڑی تھی۔

سوری علی اگر تم میرے کل کے رویے کی وجہ سے مجھ پہ غصہ ہو تو۔ جینا اپنی خوشی سائیڈ پہ کرتی اپنے دونوں کانوں کو پکڑتی کیوٹ سی شکل بنا کر بولی۔ زمان کو وہ چھوٹی بچی لگی اور بے انتہا پیاری بھی۔

مجھے کیوں غصہ ہونا تھا ہمیشہ میں کرتا تھا ایسے بات اب تم نے کر ڈالی حساب برابر۔زمان اپنے جذبات کو سولا تا عام انداز میں اس سے بولا۔

کیسا حساب برابر میں نے کوئی ی تم سے حساب برابر نہیں کیا محبت میں برابری کہاں ہوتی ہے علی محبوب کا پلا ہمیشہ بھاری رہتا ہے۔جینا اس کی آنکھوں میں دیکھ کر بولی۔

مجھ سے یہ شاعرانہ باتیں مت کیا کرو اثر نہیں ہو گا مجھ پہ۔زمان اپنی نظریں پھیر کر بولا۔

لہجہ بتا رہا ہے بہت چاہنے لگے ہو تم۔جینا اپنی ہنسی ضبط کرتی بولی۔زمان بنا جواب دی ئے وہاں سے نکل گیا کیوں کی حسن اور امان شاہ اسٹیج کی طرف آگ ئے تھے

یہ سب نے نقاب کیوں کیا ہے اب؟ جینا فاصلے پہ کھڑی فلک سے پوچھا جو اپنی سیلفی لینے میں مصروف تھی۔

منگنی کی انگھوٹی پہنائے گے نہ اس لیے۔فلک نے جواب دیا

تو اس میں چہرہ چھپانے کی کیا بات ہے اور اگر گل کو نقاب ہی کروانہ تھا تو اتنا تیار کیوں کروایا۔جینا کو اسکی بات سمجھ نہیں آئی ی اس لیے اس نے اسٹیج پہ سر جھکائے بیٹھی دین کے بارے میں لاعلم تھی مسلمان ہو کر بھی وہ ضروری باتیں یاد کرنی چاہیے وہ اس نے

کبھی پڑھی بھی نہیں تھی عمل کرنا تو بعد کی بات تھی۔

آپ شرمندہ مت ہو میں نے بھی بس ایسے ہی آپ کو بتایا ہم انسان ہیں اور انسان خطا کا پتلا ہوتا ہے پر سوچنے والی بات یہ ہے کے ہم انسان قرآن کو پڑھ کر اس کی پیروی نہیں کرتے سیرت نبوی پہ نہیں چلتے قرآن میں جو عورتوں کے لیے حکم میں وہ نہیں مانتے پر کسی ڈرامہ فلم کے سین کو دیکھنے کے بعد گھنٹوں اس پہ تبصرے کرنے میں مگن ہو جاتے ہیں پر قرآن کی ایک آیت پڑھنے کے بعد میں ہم اس کا ترجمہ نہیں پڑھینگے اور نہ ہی جاننا چاہے گے ن ئی ی آئی ی ماڈل کی طرح ڈریسنگ کرنا چلنا بات کرنے کا انداز نوٹ ضرور کرینگے اور اس طرح بننا بھی چاہے گے پر ہم تو اسلام کی شہزادیاں ہے نہ ہمیں تو خود کو چھپانے کا حکم ہے نہ تو ہم ایسا کیوں نہیں کرتے ہم یہ یاد کیوں نہیں رکھتے کے ہمیں اللہ کو جواب بھی دینا ہے قبر میں حساب بھی لیا جائے گا ہم بہت خود غرض انسان ہے جو سوچتے ہیں کے جو ہے ابھی ہے جیسا ہے ویسا ہی رہے گا اور جو کچھ بھی ہے ہم ہی ہے اور کوئی ی بھی نہیں۔ فلک نے جینا کو شرمندہ ہوتا دیکھ کر رلیکس کرنا چاہا اور بات کرتے کرتے وہ گہرائی ی میں چلی گ ئی باتوں میں اور اس کی آنکھیں بھی نم ہو گ ئی تھی۔

مجھے نہیں تھا ایسی شوخ چنچل سی لڑکی ہر بات کو اتنی گہرائی سے جانتی ہے۔ جینا فلک کی

باتیں سن کر مسکرا کر بولی۔

بس اللہ کا دیا سب کچھ ہے عقل ہے خوبصورت چہرہ ہے اچھا خاصا قد بھی ہے بس ایک عقل استعمال کرنے کا طریقہ نہیں آتا تھا اب وہ بھی آ گیا ہے۔ فلک دوبارہ اپنی ٹون میں آتی شرارت سے بولی

ہاہاہا۔ تم بہت فنی ہو فلک۔ جینا اس کے بات کرنے کے انداز دیکھ کر ہنس کر بولی

وہ تو ٹھیک پر آپ کی باتوں کے چکر میں یہ تو دیکھا ہی نہیں کہ کب گل آپی نے حسن بھائی ی کو انگھوٹی پہنائی ی۔ فلک سامنے دیکھتی افسردہ ہو کر بولی جہاں سب ان دونوں کو مبارکباد دے رہے تھے اور کھانا کھانے کا دور چلا تھا۔

کوئی ی بات نہیں۔ جینا نے آرام سے چاروں طرف دیکھ کر کہا۔

ہمم۔ فلک نے بس اتنا کہا۔

آؤ کچھ کھاتے ہیں بہت بھوک لگی ہے۔ جینا اس کا ہاتھ پکڑتی بولی

ہاں آئے سامنے والی ٹیبل پہ بیٹھ کر کھانا کھاتے ہیں۔ فلک بھی اس کے ساتھ چل کر بولی جس پہ جینا نے سر ہلا کر اس کے ساتھ چلنے لگی۔

آج تو بہت تھکاوٹ ہو گئی ہے۔ منگنی کے فنکشن ختم ہوتے ہی جب وہ دونوں کمرے میں آئی ی تو اس نے مرر کے سامنے کھڑی فلک سے کہا جو آتے ہی اپنے چہرے

پر سے میک اپ صاف کر رہی تھی۔

ہاں تھک تو میں بھی گئی ہوں چینج کرتے میں تو سو جاؤں گی۔ فلک نے اس کی بات پر اتفاق کرتے کہا۔

تم چینج کرو پھر میں ہو گی تب تک میں گل سے مل کر آتی ہوں۔ جینا کہتے ہی بیڈ سے اٹھتی نکل گئی اس کے جانے کے بعد فلک بھی اپنے لیے سادہ شلوار قمیص لیکر واشروم کی طرف چلی گئی۔

آپ نے تو چینج بھی کر لیا۔ جینا گل کے کمرے میں آئی تو اس کو سادہ کپڑوں میں دیکھ کر کہا

ہاں میری ڈریس بہت بھاری تھی میں نے تو آتے ہی بدل دی۔ گل نے مسکرا کر جواب دیا

میرا لہنگا بھی بہت بھاری ہے اور میں نے پہنا بھی پہلی دفعہ ہے تو مجھے تھکاوٹ کچھ زیادہ ہی فیل ہو رہی ہے۔ جینا نے اپنی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

عادت ہو جائے گی اگر اس طرح کپڑے پہنتی رہوں گی تو۔ گل نے اس کی بات پہ کہا

ہاں وہاں تو میں شادیوں میں نہیں پہن سکتی اور اگلے ہفتے میری واپسی کی فلائٹ ہے۔ جینا نے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر سجا کر کہا۔

اتنی جلدی کیوں؟ گل نے حیرت سے پوچھا

جلدی کا ایک مہینہ تو ہو جائے گا تب تک۔ جینا نے ہنس کر کہا

پھر بھی۔ گل نے کہا

مجھے بس ایک دفعہ پاکستان آنا تھا سو میں آگ ئی اور اب میں اپنے اصل کی طرف جاؤں گی جہاں میں نے اپنی زندگی کے بیس سال گزارے ہیں یہ میری دنیا نہیں اور نہ ہی میرا کوئی ی ہے مجھے اپنے ڈیڈ اور مما کی یاد آ رہی ہے میگی کی طنزیہ باتیں اور اپنی دوستوں سے جن سے بہت ٹائم سے نہیں ملی یہاں آئی ی تو ان کی قدر معلوم ہوئی ی کے میں جس کے لیے یہاں آئی ی ہوں اس کے بنا شاید، شاید جی سکوں پر وہاں کے سب لوگوں مجھے چاہتے ہیں اور میں ایک انسان کے لیے اپنی جنت اور جنت کے دروازے کو نہیں چھوڑی اور نہ اپنی مخلص دوست میگی کو۔ جینا کسی ٹرانس کی کیفیت میں جانے کیا کیا بول گ ئی جس کا اندازا اس کو نہ تھا۔

یہ آج تم کیسی باتیں کر رہی ہو اور کیا تم یہاں کسی انسان کے لیے آئی ی تھی؟ گل کو جینا کی کوئی ی بات سمجھ نہیں آئی ی۔

ایسا ہی ہے میں نے اپنی جنت اپنی مما سے جھوٹ بولا اور ڈیڈ باپ جو آپ کے جنت میں جانے کا دروازہ ہوتا ہے جن سے میں اپنی ہر بات شئی ر کرتی تھی ان سے میں نے

زندگی میں پہلی دفعہ جھوٹ بولا ان کے پہلو میں بیٹھ کر ان کے سینے پہ سر رکھ کر میں نے جھوٹ بولا۔ جینا نے تلخ لہجے میں بولی۔

تو اب تم اس کے بنا کیوں جا رہی ہو؟ گل نے سوال کیا

جب مجھے محبت ہوئی ی نہ تو کسی نے کہا کے وہ سیراب ہے کسی نے کہا وہ سنگدل ہے کسی نے کہا وہ تمہارا کبھی نہیں ہو گا اور کسی نے کہا کسی کو زبردستی اپنا نہیں بنایا جاتا نہ زبردستی محبت کرنے پر مجبور کیا جا سکتا اور کبھی یہ سننے کو ملا کے مانگی ہوئی ی محبت بگڑی ہوئی ی شراب کی طرح ہوتی ہے اور کسی نے یہ کہا کے ہونے والے آپ کے ہو جات شام میں گل کے مایوں کی رسم تھی اور صبح کو ہی حسن زمان ابرار اور سعد گھر سے نکل گئے تھے کیوں کی خالا پروین جوان کی رشتہدار تھی ان سے کہہ دیا تھا کہ ان کا گھر سے باہر رہنا ٹھیک ہے رات کو بس آ جائے جس پہ انہوں نے ہاں کہہ دی تھی حسن اپنے دوستوں کی طرف تھا تو زمان آفس چلا گیا تھا ابرار لونگ ڈرائی یو پہ نکل گیا تھا جب کی سعد کا کچھ پتا نہیں تھا ساری خواتین اور لڑکیاں گل کے کمرے میں تھی جب کی جینا اتنے لوگوں کو ایک ہی کمرے میں پا کر مریم بیگم کے پاس تھی جو اس بَری سامان دیکھا رہی تھی اور وہ دلچسپی سے سب دیکھتی جا رہی تھی۔

آنٹی کا یہاں ہر لڑکی کو اس کے مایوں میں یہ سب دیا جاتا ہے؟ جینا نے اشتیاق سے ان

سے پوچھنے لگی۔

ہاں ہر کوئی ی اپنی ہونے والی بہوں کو اپنی حیثیت کے مطابق سامان دیتے ہیں اور جتنے دن وہ مایوں میں ہو اس کو کھانے کے لیے فروٹس اور ڈرائے فروٹس لازمی دیتے ہیں کپڑے تو اس نے ایک ہی جوڑا پہنا ہوتا ہے مایوں والا بس مہندی کے دن دوسرا پہنتی ہیں۔ مریم بیگم مسکرا کر بتایا۔

اچھا مطلب اتنے دنوں میں بس ایک ہی جوڑا نہا کر پہننا ہوتا ہے؟ جینا نے حیرت سے پوچھا۔

جب لڑکی مایوں میں ہو نا تو اس کا مطلب وہ ایک جگہ پر بیٹھے کام وغیرہ بھی نہیں کرنا اور نہ منہ دھویا جاتا آئینہ دیکھنے کی اجازت بھی نہیں ہوتی اور نہانا تو بہت دور کی بات ہے۔ مریم بیگم نے جواب دیا۔

اف نہاتے بھی نہیں۔ جینا کو ایک اور شاک لگا

بلکل اور کمرے سے باہر نہیں نکلتی اور اگر کبھی باہر آئے بھی دن کو تو خیال رکھے کے سورج بھی اس کو نہ دیکھے۔ مریم بیگم اس کے علم میں اور اضافہ کیا۔

سورج کے دیکھنے سے کیا ہو گا؟ جینا تعجب سے بولی۔

بس ہمیں بڑے تو ہمیں یہی بتاتے تھے کیوں کی ایسے لڑکی کو روپ بھی نہیں آتا اور

مایوں میں نکلنے کے بعد بھی پہلا حق اس کو دیکھنے کا شوہر کو ہوتا ہے۔ مریم بیگم نے بتایا۔

اچھا میں نے تو جتنی آمریکا میں شادیوں پہ گئی وہاں تو بس کورٹ میں وہاں کا فادر ان سے پوچھتا ہے پھر شادی ہو جاتی ہے۔ جینا نے ناک سکوڑ کر بتایا۔

لگتا ہے آپ نے کبھی پاکستانی ڈرامے بھی نہیں دیکھے۔ مریم بیگم اس کو بچوں کی طرح بولتے دیکھ کر کہا

ہاں نہیں دیکھے میں نے۔ جینا نے کندھے اچکا کر جواب دیا۔

اچھا اب باتیں بہت ہوئی ی آپ جا کر تیار ہو جائے۔ مریم بیگم سامان سمیٹ کر اس کو بولی۔

اوکے۔ جینا کہتے ہی نکل گئی۔

سر آپ یہی پہ ہیں سارا اسٹاف نکل چکا ہے۔ زمان اپنے کیبن میں تھا جب امان شاہ کا سکیٹری نوک کرتے اس کے پاس آ کر بولا۔

ہاں ایک دو فائی لز ہے میں ریڈ کر لوں اس کے بعد جاؤں گا۔ زمان لیپ ٹاپ آن کرتا بولا

سر شام کے سات بج گئی ے تھے اور یہاں لائی ٹ کا مسلا ہو گیا ہے سات بجے کے

بعد چلی جاتی ہے۔ سیکیٹری نعمان نے اس کو آگاہ کیا۔

کہاں چلی جاتی ہے لائی ٹ؟ زمان نے بہت س.....

ہونے والے آپ کے ہو جاتے ہیں کسی کو کہہ کر اپنا نہیں بنایا جاتا اور جس سے ہوئی ی وہ کہتا ہے کہ میں جو اس سے چاہتی ہوں وہ اس کے لیے ممکن نہیں۔ جینا نے آخر میں طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ کہا

کون ہے وہ؟ گل نے سوال کیا۔

معاف کرنا پر میں اس کا نام نہیں بتا سکتی۔ جینا نے سر جھکا کر انکار کیا۔

میں نے تو مردوں کے لیے سنا تھا کے اس کو جب محبت ہوتی ہے تو وہ اپنے محبوب کا نام نہیں لیتا بدنامی کے ڈر سے پر عورتیں بھی نہیں بتاتی یہ پہلی دفعہ دیکھنے کو مل رہا ہے۔ گل نے جینا کے جواب پہ مسکرا کر کہا۔

میں اب چلتی ہوں تمہیں منگنی کی مبارک دینے آئی ی تھی اور وہ دینے کے بجائے نجانے کیا کچھ کہہ گ ئی۔ جینا نے سر پہ ہاتھ مار کر کہا

شکریہ مبارکباد دینے کا اور تم بھی تھک گ ئی ہو گی سو جاؤ رات بھی بہت ہو گ ئی ہے۔ گل نے ہنس کر کہا

او کے گڈ نائی ٹ۔ جینا اٹھ کر بولی اور چلی گ ئی گل بھی گہری سانس بھر لیٹ

گ ئی۔

آج آفس نہیں گ ئی ے تم؟ حسن لان میں زمان کے پاس آ کر بولا۔

بس ایسے ہی کل کی تھکاوٹ ابھی تک ختم نہیں ہے ہوئی ی۔ زمان آنکھ مار حسن کو بولا

ہاں جیسے کے سارا کام تم نے کیا تھا نہ۔ حسن طنزیہ لہجے میں اس کی بات سن کر بولا

اور نہیں تو کیا۔ زمان اپنی بات پہ قائم رہا۔

سعد کو دیکھا ہے تم نے کافی بدل گیا ہے پہلے سے۔ حسن کچھ خاموشی کے بعد بولا۔

مجھ تو ویسا ہی لگا جیسے پہلے تھا فلرٹی۔ زمان سعد کے ذکر پہ تپ کر بولا اس کو جینا کے

ساتھ آرام سے کھڑا بات کرنا یاد آ گیا تھا۔

اچھا کس کے ساتھ فلرٹ کر گیا وہ؟ حسن ہنس کر بولا

کسی کے ساتھ نہیں چھوڑو اس بات کو۔ زمان ٹالنے والے انداز میں بولا

ہمم یہ بتاؤ جینی کے بارے میں کیا سوچا ہے اب تم نے؟ حسن اس کے چہرے کے

تاثرات دیکھ کر بولا

وہی جو پہلے سوچ رکھا تھا وہی اب کونسا تبدیلی آنی ہے میرے دل میں اس کے

لیے۔ زمان نظرے چڑا کر بولا۔

سوچ لو بہت چاہتی ہے تمہیں اور محبت کو ٹھکرانے والے بہت بد قسمت ہوتے ہیں اور جو محبت کی قدر نہیں کرتے محبت بھی بعد میں ان کو رلاتی ہے۔ حسن سنجیدگی سے بولا۔

میرا فیصلا اٹل ہے مجھے جینا عرفان سے محبت نہیں اور نہ کبھی ہو گی۔ زمان مضبوط لہجے میں بولا جب کی دل زور زور سے اس کی بات پہ نفعی کر رہا تھا۔

میں کیا کہہ سکتا ہوں جینی نے بھی یہ بات سمجھ لی ہے کے تم اس کے نہیں اس لیے وہ اب آگے بڑھنا چاہتی ہے اپنی زندگی میں۔ حسن نے اس کی بات پہ بتایا۔

اچھا ہے اس کے لیے اور یہ بات تب سمجھ آئی ی جب سعد سے اس کی ملاقات ہوئی ی۔ زمان حسن کی بات پہ جل کر بولا اس کو لگ رہا تھا اب اس کو سعد میں دلچسپی ہو گئی ہے اس لیے اس کو اب چھوڑنا چاہتی ہے اس لیے زمان اپنے لہجے میں جلن کو چھپا نہیں پایا۔

مطلب اور یہ سعد بیچ میں کہاں سے آگیا؟ حسن کو اس کی بات سمجھ نہ آئی ی

کچھ نہیں مجھے کچھ کام ہے میں آتا ہوں بعد میں۔ زمان کہہ.. سنجیدگی سے پوچھا۔

وہ سر میرا مطلب تھا کے بند ہو جاتی ہے۔ نعمان نے گڑبڑا کر وضاحت دی۔

میں بس نکلنے والا ہوں اگر اس بیچ میں لائی ٹ چلی جائے یا بند ہو جائے تو باہر گارڈ سے

کہہ دو کے جنریٹر آن کر دے اور تم نے جانا ہے تو جاؤ۔ زمان سنجیدگی سے کہتا لیپ ٹاپ کی طرف متوجہ ہوا مطلب صاف تھا کہ وہ اب جا سکتا ہے نعمان بھی سر اثبات میں ہلاتا وہاں سے نکل گیا۔

کیسا لگ رہا ہے مایوں میں بیٹھ کر؟ جینا گل کے کمرے میں تھی اور اس نے آج یہی اس کے ساتھ ہونا تھا گل کو مایوں میں بیٹھا لیا گیا تھا اور اس کے پاس پہلے جو بھی لڑکیاں خواتین تھی چلی گئی تھی کچھ اپنے گھر کو تو کچھ یہی تھے اور جوان کو کمرہ دیا گیا تھا وہاں سونے کے لیے چل گئی ے تھے اس لیے وہ آرام سے اس کے ساتھ بیٹھ کر پوچھنے لگی اس نے آج پیلے رنگ کی لمبی قمیص اور پاجامہ پہنا تھا جس کا ڈوپٹہ گرین رنگ کا تھا اور آج بھی اس نے میک اپ نہیں کیا تھا بس لال رنگ کی لپسٹک لگائی ی وہ اپنی اتنی تیاری میں بھی بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔

کیسا لگے گا ویسا ہی بس جیسا لگتا ہے۔ گل نے آہستہ آواز میں جواب دیا اس کو گھبراہٹ ہو رہی تھی۔

ڈر کیوں رہی ہو تم تو ویسے خوشقسمت ہو جو شادی کے بعد بھی اپنے ماں باپ کے گھر میں ہی ہو گی بس کمرہ اور حیثیت بدلے گی۔ جینا نے اس کی گھبراہٹ محسوس کرتے

اس کو ریلیکس کرنا چاہا۔

ہاں یہ بات تو ہے اس لیے جب ابا جان نے جب مجھ سے میری مرضی پوچھی تو میں نے ہاں کر دی۔ گل نے مسکرا کر بتایا۔

ماشااللہ آپ اللہ کا نام لے تب تک میں اپنے ٹیمپریری روم سے اپنا موبائل لے آؤں آج صبح سے میں نے گھر میں بات نہیں کی وہ انتظار میں ہو گے۔ جینا پہلے میں مسکرا کر پھر شرارت سے بولی

ہاں لے آؤ اور جلدی آنا بات تم یہی کر لینا۔ گل نے جلدی سے کہا

ہاں بس میں جلدی سے آتی ہوں۔ جینا سلیپر پہنتی ہوئی بولی اور باہر چلی گئی اپنا ڈوپٹہ پہننا تو بھول ہی گئی تھی ایسے ہی وہ اپنے بقول جینا کے ٹیمپریری کمرے سے موبائل اٹھا کر واپس جا ہی رہی تھی کہ سامنے والے کمرے سے گزرتے ہوئے کسی نے وہاں دروازہ سے اپنا ہاتھ نکال کر جینا کا بازوں پکڑتے ہوئے کمرے کے اندر گھسیٹ لیا جینا جو اپنے دھیان میں موبائل میں مگن آ رہی تھی اس اچانک خود کو گھسیٹنے پہ وہ کچھ کر بھی نہ پائی اور اندر چلی گئی کمرے کے جب کی ہاتھ میں پکڑا موبائل کمرے کے باہر ہی گر پڑا جینا نے جب اپنا بازوں کسی کے ہاتھوں میں دیکھا اور سامنے والے کو دیکھتے ہی اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اور بنا کچھ سوچے سمجھے اپنا بازوں اس

سے آزاد کروا کر پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ دے مارا

تم گھٹیا انسان تمہاری ہمت کیسے ہوئی ی مجھے ہاتھ لگانے کی۔ جینا اپنے سامنے سعد کو دیکھ کر غصے سے اس پہ دھاڑ کر بولی جو کمینگی سے اس کو دیکھ کر مسکرا رہا تھا۔

تمہاری یہ مجال ت... زمان کہہ لان سے نکل گیا۔

فلک تم میرے ساتھ بازار چلوں گی مجھے کل مایوں کے ڈریس کے لیے کچھ میچنگ سامان لینا تھا؟ جینا کچن میں فلک کے پاس آ کر بولی۔

سوری پر میں نہیں آسکتی کیوں کی مجھے اور امی جان کو ابا جان کے ساتھ اسلام آباد کے لیے نکلنا ہے۔ فلک معذرت خواہ ہوئی ی۔

اسلام آباد کہاں ہوتا ہے؟ جینا کچن کے پاس پڑی کرسی پہ بیٹھ کر بولی۔

یہ دوسرا شہر ہے اور ہم ابا جان کے کسی بہت پرانے دوست کے بیٹے کی شادی میں جا رہے ہیں نہ جاتے کیوں کی ہمارے اپنے گھر میں بھی شادی ہے پر ابا جان کے دوست نے بہت اسرار کیا اس لیے ابا جان رضامند ہوئے اور فیملی انویٹیشن ہے اس لیے میں اور امی جان بھی ساتھ میں ہو گے گل کے ساتھ آپ اور چھوٹی امی جان ہو گی نہ تو بس۔ فلک نے اس کو وضاحت دے کر بتایا اور چھوٹی امی جان مطلب مریم بیگم کا گھر

میں ہونے کا بتایا۔

پر آپ لوگوں کا یہاں ہونا ضروری ہے نہ؟ جینا نے سوال کیا

ہے تو صحیح پر ابا جان بھی اپنے دوست کے سامنے مجبور ہیں ان کو انکار بھی نہیں کر سکتے آپ کو تو پتا ہے دوستی میں انسان کیا کچھ نہیں کر جاتا یہ تو بس اسلام آباد جانے کی بات ہے۔ فلک ہنس کر بولی

ہاں یہ بات بھی ہے انکل بہت اچھے انسان ہے کی ئی رنگ ہے لونگ ہے اور تمہیں پتا ہے ان سے بات کرنے سے مجھے اپنے ڈیڈ کی یاد بھی نہیں آتی اس ٹائم کیوں کی شاہ انکل بلکل مجھے اپنی بیٹی کی طرح ٹریٹ کرتے ہیں۔ جینا نے مسکرا کر بتایا۔

ہاں ہمارے ابا جان سچ میں آئی ڈیل فادر ہیں انہوں نے کبھی ہم پر بیجا پابندی نہیں کی جس طرح عام لوگوں بیٹیوں پر کرتے ہیں انہوں نے ہمیں پڑھایا خود اعتماد بنایا ورنہ ہمارے کچھ رشتہدار ہیں جو بیٹی بس گھر میں بیٹھا لیتے ہیں اور ہمارے ابا جان کو بھی یہی مشورہ دیتے تھے کے اپنی بیٹیوں کو اتنا نہ پڑھاؤ بعد میں ان کو اپنا گھر ہی سنبھالنا ہے پر ابا جان کہتے تھے کے میرے لیے میری بیٹیاں میرے بیٹے سے زیادہ پیاری ہیں مجھے کیوں کی وہ میرے لیے خدا کی رحمت ہیں اور رحمت جو ہوتی ہیں اس پہ شکر ادا کرنا چاہیے اللہ رحمت ہر کسی کو نہ ئی دیتا اس کو ہی دیتا ہے جو ان کی قدر کرتا ہے جس کو

اللہ سمجھتا ہے کے وہ ان کی قدر کرینگے اور میں اپنی بیٹیوں کی ہر وہ بات مانوں گا جس کی وہ خواہش اور فرمائی ش کرے گی امی جان بتاتی ہیں کے ابا جان اتنا خوش زمان بھائی ی کی پیدائی ش پہ نہیں ہوئے تھے جتنا گل آپی اور میری پیدائی ش پہ ہوئے تھے۔ فلک اپنے باپ کے لیے محبت سے بولی۔

اللہ تعالیٰ سب ایسے سوچ رکھنے والا باپ دے۔ جینا نے دعا کرنے والے انداز میں کہا تو فلک نے آمین کہا

میں انمول یا ابرار میں سے کسی کو کہتی ہوں۔ جینا کہتی ان وہاں سے نکل گ ئی اور فلک دوبارہ اپنے کام میں۔

امان شاہ اور قدسیہ بیگم فلک رات میں ہی نکل گ ئی ے تھے... مجال تم مجھ پہ ہاتھ اٹھاؤ۔ سعد اپنے چہرے پہ ہاتھ رکھ کر غصے سے اس کے پاس آیا۔

ہاں میری اتنی ہمت ہے اگر یقین نہیں آیا تو اب کر لوں۔ جینا نے کہتے ہی اس کے دوسرے گال پر بھی تھپڑ دے مارا اس کو سعد کا اس طرح پکڑ کر کمرے میں لانا حد سے زیادہ غصہ دلا گیا تھا۔

یو بچ۔ سعد نے اس کو بالوں سے پکڑ کر گالی بکی۔

چھوڑو مجھے۔ جینا درد سے کڑھا اٹھی۔

کیوں ساری بہادری نکل گئی کیا۔ سعد ایک ہاتھ سے اس کے بال اور دوسرا ہاتھ اس کے چہرے پہ پھیر کر حوس بھری نظروں سے اس کو دیکھتا پوچھنے لگا۔

کمینے، کتے، آوارہ، جھنگلی کہیں کے مجھے چھوڑو ورنہ وہ حال کروں گی کے یاد کرو گے۔ جینا کو اردو میں جتنی گالیاں آتی تھی سب دے کر بولی وہ کوشش کے بعد بھی خود کو اس کی گرفت سے نکال نہیں پائی ی۔

ہاہاہا۔ پہلے خود کو مجھ سے آج بچا تو لو کتنے دنوں سے میں انتظار میں تھا کے کب تم میرے ہاتھ آؤ اور میں اپنی بے عزتی کا بدلا لے سکوں اور آج وہ دن میسر ہو ہی گیا۔ سعد بے ہنگم قہقہہ لگا کر بولا۔

تم چیپ انسان اتنی ہی غیرت والے ہو تو اپنے اعمال بھی تو سدھار لو پہلے پھر اپنی بے عزتی کے بدلے لیتے رہنا۔ جینا نے اپنی ٹانگ اس کی ٹانگوں میں الجھا کر بولی جس سے سعد کی گرفت ڈھلی پڑی اور جینا جلدی سے الگ ہو کر باہر جانے لگی ڈر کر نہیں اپنی عزت بچانے کے لیے کیوں کی وہ آخر کتنی ہی مضبوط کیوں نہ ہوتی مگر ابھی وہ کسی غیر مرد کے کمرے میں تھی وہ بھی رات کے وقت میں اور وہ سعد کی آنکھوں میں اس کے ناپاک ارادے جان لیے تھے اس لیے ابھی اس نے یہاں سے جانا ہی بہتر سمجھا جینا

نے جیسے ہی دروازے کے ہینڈل پہ اپنا ہاتھ گھمایا دروازہ ان لاک تو ہو گیا پر وہ جا نہیں پائی ی سعد جلدی سے اس کو پکڑتے دروازے کے قریب ہٹا کر بیڈ کے کچھ قریب کیا جینا نے تھکا دے کر اس سے فاصلہ کام کرنا چاہا پر سعد نے اس کے دونوں بازوں اس کی کمرے کے پیچھے زور سے پکڑ لیے جس سے وہ اس کے دور ہونے کے بجائے اس کے اور قریب ہو گئی تھی دونوں کے درمیان ایک انچ سے بھی کم فاصلہ بچا تھا جینا کو اب پہلی دفعہ گھبراہٹ ہونے لگی وہ دل ہی دل میں اللہ سے اپنے لیے مدد مانگنے لگی۔

جیناڈارلینگ تم کتنی خوبصورت ہو تمہیں اندازہ بھی نہیں پہلی ہی ملاقات میں، میں نے سوچ لیا تھا تمہاری خوبصورتی کا مزہ ضرور لوں گا۔ سعد بے غیرتی کی ساری حدیں پار کرتا اس کے دونوں ہاتھ اپنے ایک ہاتھ میں مضبوطی سے پکڑ کر دوسرا ہاتھ اس کے ماتھے سے لیکر اس کے ہونٹوں کے قریب لا کر مدہوش بھرے لہجے میں بولا جینا کو اس سے حقارت محسوس ہوئی ی اس کو یقین نہیں آرہا تھا امان شاہ کے خاندان میں اس کی بہن کا بیٹا اتنا گھٹیا بھی ہو سکتا ہے شاید گھٹیا لفظ بھی چھوٹا لفظ تھا جو ابھی وہ اس کے لیے محسوس کر رہی تھی جینا نے ہلنا چاہا پر ہل بھی نہیں پائی ی۔

چھوڑو مجھے اگر علی کو پتا لگا نہ تو چھ ❓... تو چھوڑے گا نہیں تمہیں۔ جینا نے اس کو ڈرانے کے لیے بولا۔

وہ کزن ہے اپنا کیا کرے گا وہ مجھے اس لیے چپ کرو اور جو میں کر رہا ہوں اس میں میرا ساتھ دو۔ سعد بنا اس کی بات پہ دھیان دی ئے اس کے ہونٹوں پہ جھکنے لگا اس کے ارادے جان کر جینا کو اپنی روح فنا ہوتی محسوس ہوئی ی بے ساختہ اس کی آنکھیں بھیگنے لگی اس کے دماغ میں اچانک خیال آیا تھا کہ جب بھی انسان کسی مصیبت میں ہو تو آیۃ الکرسی پڑھنی چاہیے اس سے انسان کو غیبی مدد ملتی ہے جینا سعد کو خود پہ جھکتا پا کر آنکھیں بند کرتی آیۃ الکرسی پڑھنے لگی اس سے پہلے سعد کے لب ذرہ بھی جینا کے ہونٹوں پہ ٹچ ہوتے کوئی ی باہر سے دروازہ کھول کر کمرے میں آیا اور ان دونوں کو اتنے نزدیک دیکھ کر غصے سے اپنی ہاتھ کی مٹھیاں بند کر لی سعد نے دروازے کے کھلنے پر جلدی سے جینا کو خود سے دور کیا جب کی جینا کی نظر جیسے ہی زمان پہ پڑی وہ بھاگتے اس کے پاس آکر سینے سے لگی زور سے رونے لگی اور مضبوطی سے اس کی شرٹ کو پکڑ کر کہنے لگی۔

ع ع عللل علی یی یہ ممیر میرے سس ساتتھ ساتھ زببردزبردستی کرننن چاہ رہ رہہ رہاتت تھا۔ جینا اس کے سینے سے لگی روتے روتے اپنی بات مشکل سے زمان سے کہہ پائی ی جینا کی بات پہ اس نے بنا جینا کے گرد اپنی بانہوں کا حصار قائی م کیے اس نے قہر برساتی نظروں سے سعد کی جانب دیکھا جو اپنا سر نفعی میں ہلا رہا تھا زمان جیسے ہی گھر

میں داخل ہوا تھا اپنے کمرے میں جانے کے بجائے وہ ابرار کے پاس جانے کا سوچا کیوں کی اس کو کوئی ی ضروری بات کرنی تھی اس لیے وہ گیسٹ روم کی طرف جا ہی رہا تھا کہ راستے میں اس کو موبائل گرا پڑا ملا اس نے موبائل اٹھا کر دیکھا تو اس کو یاد نہیں آیا کہ اس کے گھر میں کسی کو آئے فون تھا زمان کا خود کا موبائل VeVo تھا زمان نے موبائل کی اسکرین جیسے ہی آن کی تو وال پیپر پر جینا کا مسکراتا چہرہ تھا وال پیپر پہ جینا کی تصویر دیکھ کر اس کو اندازہ ہو گیا کہ جینا کا موبائل ہے پر جینا کا موبائل نیچے دیکھ کر اس نے چاروں طرف دیکھا جہاں زیادہ تر اندھیرہ تھا سب اپنے کمروں میں سونے کے لیے چلے گئے تھے زمان نے سیدھے طرف دیکھا تو سعد کا کمرہ تھا اور اس کے کمرے کی لائٹ بھی آن تھی جینا کا موبائل سعد کے کمرے کہ کچھ دوری پہ دیکھ کر اور ایک سعد کے کمرے کی لائٹ آن دیکھ کر زمان کا دل زور سے دھڑک اٹھا عجیب سے خیال دماغ میں آنے لگے جس کی وہ نفعی کرتا آہستہ سے دروازہ کھول کر اندر بڑھا مگر جینا اور سعد کو اتنے قریب دیکھ کر اس کے اوسان ہی خطا ہو گئے اس کو یقین نہیں ہو رہا تھا کے جو وہ دیکھ رہا ہے وہ حقیقت ہے اس نے غصے سے اپنے ہاتھوں کی مٹھیاں بند کی تھی اس کا دماغ سوچنے سمجھنے کی صلاحیت سے محروم ہو چکا تھا تب ہی اس کو جینا اپنے ساتھ لپٹتی محسوس ہوئی ی اس کو جینا کے وجود سے کڑاہٹ سی محسوس

ہوئی ی جو

اُڑا گیا تھا مگر جس کے بارے میں وہ بتا رہا تھا وہ خود بت بنی بس زمان کو دیکھ رہی تھی جس کی نظروں میں اس کے بے اعتباری حقارت نفرت کڑاہٹ اور نا جانے کون کون سے جذبے تھے مگر جو جینا دیکھنا چاہتی تھی اس کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

تم آگ ئی نہ اپنی اصلیت پہ دیکھا دی نہ اپنی اوقات اپنے چال چلن صبر نہیں ہوا نہ اس لیے یہاں بھی اپنی راتیں رنگین بنانے کا سوچا۔ زمان غصے میں کیا کچھ کہہ گیا اس کو معلوم بھی نہیں ہوا اس کا بس نہیں چل رہا تھا جینا کو ختم کر ڈالتا جو اس کے ساتھ محبت کے داعوے کرنے والی اس کے پیچھے کیا کرنے والی تھی حسن تو شاک سی نظروں سے زمان کو دیکھ رہا تھا جو اتنی بکواس اپنے منہ سے نکال گیا تھا اس نے سوچا بھی نہیں تھا کے زمان اتنی گھٹیا گفتگو بھی کر سکتا ہے مگر جینا رونا چاہتی تھی بہت زور سے رونا چاہتی تھی پر اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکل رہے تھے زمان کے لفظوں اور بے اعتباری نے اس کو ایسا توڑ کے رکھا تھا کہ وہ کچھ محسوس ہی نہیں کر پا رہی تھی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کو کبھی اپنے کردار کی صفائی دینی پڑے گی یا کوئی ی اس کے بارے میں ایسا بولے گا پر شاید اس کو لفظوں نے تکلیف نہیں پہنچائی ی تھی لفظ کہنے والے نے اس کو تکلیف دی تھی علی جس کو وہ اپنا سمجھ بیٹھی تھی وہ آج اس پہ بہتان لگا رہا تھا اس کی

سنے بغیر اس کے بارے میں اندازے لگا رہا تھا پر وہ اب کچھ بول نہ پائی ی اس کو سمجھ آگ ئی تھی اس کی کوئی ی بات کوئی ی قصم زمان کو یقین نہیں دلائے گی اور جہاں لفظوں کی قدر اور یقین نہ ہو وہاں خاموشی ہی بہتر جواب ہے۔

زمان تم اتنے گھٹیا الفاظ جینی کے لیے کیسے بول سکتے ہو کیا میں اور تم نہیں جانتے جینی کے بارے میں۔ حسن تیز آواز میں زمان سے بولا۔

میں جانتا ہوں اور شاید تم نہیں جانتے اس کی حقیقت میں تو اس پر تھوکنا پسند نہ کرو آمریکا کم پڑ گیا تھا جو یہ اپنا گندیہاں بھی کرنے لگی۔ زمان جینا کی طرف اشارہ کر کے حقارت سے بولا۔

میں نے تو اپنے

سعد اور بکواس کرنا چاہتا تھا پر حسن نے ایک گھونسا اس کے چہرے پر جڑ دیا جس سے اس کے منہ سے خون نکلنے لگا وہ اور مارنے والا تھا پر زمان نے آگے بڑھ کر اس کو روکا۔

تمہیں کیوں اتنی آگ لگ رہی ہے کہیں تمہارے ساتھ بھی تو نہیں۔ زمان طنزیہ مسکراہٹ سے حسن کی طرف دیکھ کر کہا حسن کو بے اختیار زمان پہ غصہ اور افسوس ہوا جینا اپنے لیے اور کچھ نہیں سن سکتی تھی اس لیے وہاں سے نکل گ ئی پر کسی نے اس کو جاتا ہوا نہیں دیکھا

زمان کچھ رشتے کا ہی خیال کر لیا ہوتا۔ حسن افسوس سے بولا۔

تو میں اور کیا کہوں ہاں کیا کہوں میں جینا عرفان مجھ سے محبت کے داعوے کرنے والی میری خود سے کہنے والی کے وہ بس مجھے چاہتی ہے میں ہی اس کا سب کچھ ہوں اگر میں اس کو کسی اور کی بانہوں میں دیکھوں گا تو کیا کروں اور کیا کہوں ہاں بتاؤ مجھے۔۔۔

جو پہلے سعد کے ساتھ لپیٹی ہوئی ی تھی اور اب اس کے ساتھ آ کر اس کے دماغ میں یہی خیال آیا کے دونوں اپنی رضامندی سے اتنے قریب تھے پر اس کی بات سن کر اس نے سعد کو اس نے خونخوار نظروں سے دیکھا اس کو ایک پل کے لیے جینا کی بات پہ یقین آ گیا مگر بس ایک پل کے لیے۔

زمان یہ جھوٹ بول رہی ہے میں اس کا ساتھ کوئی ی زبردستی نہیں کر رہا تھا یہ خود میرے کمرے میں آ کر میرے گل لگ کر زور سے پکڑ لیا میں نے اس کو الگ کرنا چاہا تو اس نے اپنے ہونٹوں کا قفل میرے ہونٹوں پہ باندھ دیا۔ سعد سارا الزام جینا پہ لگا کر بے حودگی سے بولا زمان بے یقینی سے جینا کو خود سے الگ کرتا ہوا دیکھنے لگا جو خود اپنے بارے میں اتنا گھٹیا الزام سن کر مرنے کے قریب ہوئی ی تھی۔

علی یہ سب جھوٹ ہے میں ایسا کرنا تو دور کی بات سوچا بھی نہیں کبھی اس نے خود مجھے اپنے کمرے میں گھسیٹا میرا یقین کرو علی میں اتنی گھٹیا حرکت مر کر بھی نہیں

کر سکتی۔ جینا نے زمان کا چہرہ اپنی طرف کر کے اپنی بات کا یقین دلانا چاہا اس امید سے کے وہ جینا اپنی جینا عرفان کا یقین ضرور کرے گا۔

کیسے رنگ بدل گ ئی ہے یہ لڑکی خود بغیر ڈوپٹے کے میرے کمرے میں آئی ی تھی۔ سعد مصنوعی معصومیت چہرے پہ سجا کر کہا زمان نے پتھرائی ی نظروں سے جینا کی طرف دیکھا جو پیلے رنگ کی قمیص اور پاجامے میں بغیر ڈوپٹے کے قیامت خیز حسن لیکر زمان کو امید بھری نظروں سے دیکھ رہی تھی اس کے ایک طرف کاندھے کی قمیص سرک گ ئی تھی اس کا پورا وجود گواہ تھا کے اس کے ساتھ زبردستی کرنے کی کوشش کی گ ئی ہے پر زمان کو لگا اس کے سارے اندازے جینا کے مطلق درست تھے جینا ایک عیاش قسم کی لڑکی تھی یہ خیال آتے ہی زمان نے اپنی آنکھیں زور سے بند کر کے کھولی حسن بھی وہاں آگیا تھا اور سارا معاملہ سمجھنے کی کوشش کرنے لگا پر جینا کی حالت دیکھ کر اس نے اپنی جیکٹ اتار کر جینا کو پہنا دی جو بھیگی نظروں سے اس کو دیکھ رہی تھی۔

علی میں سچ۔

جینا کی بات منہ میں رہ گ ئی جب زمان کا تھپڑ اس کے چہرے پہ پڑا تو اس کا پورہ وجود ساکت رہ گیا۔

زمان ہوش میں تو ہو تم۔ حسن چیخ کر بولا

اس کے ساتھ یہی ہونا چاہیے تم نے وہ نہیں دیکھا جو میں نے دیکھا اور جو تم اس کے وجود کو چھپانے کی کوشش کر رہے ہو نہ اس کو نمایاں کرنے والی بھی یہ خود ہے۔ زمان ہزیاتی انداز میں چیخ پڑا پر اس کے لفظوں کو سن کر جینا کے اندر چھن سے کچھ ٹوٹا تھا جب کی سعد کی آنکھوں میں فتح سی چمک اٹھی۔

زمان بولنے سے پہلے سوچ لیا کرو بنا کچھ جانے تم جینی پر الزام نہیں لگا سکتے۔ حسن سخت لہجے میں بولا

حسن تم اس غیر ملکی لڑکی کی اصلیت جانو گے نہ تو شاک میں رہ جاؤ گے جو ہے تو شکل سے معصوم پر حقیقت میں کچھ اور ہی ہے جو کام وہ اپنے ملک میں کرتی وہی سب مجھ سے کرنے کی کوشش کرنے لگی۔ سعد مصنوعی دکھ سے بتاتا جینا کے کردار کی دھجیاں اُڑا گ ◆

اُڑا گیا تھا مگر جس کے بارے میں وہ بتا رہا تھا وہ خود بت بنی بس زمان کو دیکھ رہی تھی جس کی نظروں میں اس کے بے اعتباری حقارت نفرت کڑاہٹ اور نا جانے کون کون سے جذبے تھے مگر جو جینا دیکھنا چاہتی تھی اس کا نام و نشان تک نہیں تھا۔

تم آگ ئی نہ اپنی اصلیت پہ دیکھا دی نہ اپنی اوقات اپنے چال چلن صبر نہیں ہوا نہ اس

لیے یہاں بھی اپنی راتیں رنگین بنانے کا سوچا۔زمان غصے میں کیا کچھ کہہ گیا اس کو معلوم بھی نہیں ہوا اس کا بس نہیں چل رہا تھا جینا کو ختم کر ڈالتا جو اس کے ساتھ محبت کے داعوے کرنے والی اس کے پیچھے کیا کرنے والی تھی حسن تو شاک سی نظروں سے زمان کو دیکھ رہا تھا جو اتنی بکواس اپنے منہ سے نکال گیا تھا اس نے سوچا بھی نہیں تھا کے زمان اتنی گھٹیا گفتگو بھی کر سکتا ہے مگر جینا رونا چاہتی تھی بہت زور سے رونا چاہتی تھی پر اس کی آنکھوں سے آنسو نہیں نکل رہے تھے زمان کے لفظوں اور بے اعتباری نے اس کو ایسا توڑ کے رکھا تھا کہ وہ کچھ محسوس ہی نہیں کر پا رہی تھی اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا کہ اس کو کبھی اپنے کردار کی صفائی دینی پڑے گی یا کوئی ی اس کے بارے میں ایسا بولے گا پر شاید اس کو لفظوں نے تکلیف نہیں پہنچائی ی تھی لفظ کہنے والے نے اس کو تکلیف دی تھی علی جس کو وہ اپنا سمجھ بیٹھی تھی وہ آج اس پہ بہتان لگا رہا تھا اس کی سنے بغیر اس کے بارے میں اندازے لگا رہا تھا پر وہ اب کچھ بول نہ پائی ی اس کو سمجھ آگئی تھی اس کی کوئی ی بات کوئی ی قسم زمان کو یقین نہیں دلائے گی اور جہاں لفظوں کی قدر اور یقین نہ ہو وہاں خاموشی ہی بہتر جواب ہے۔

زمان تم اتنے گھٹیا الفاظ جینی کے لیے کیسے بول سکتے ہو کیا میں اور تم نہیں جانتے جینی کے بارے میں۔ حسن تیز آواز میں زمان سے بولا۔

میں جانتا ہوں اور شاید تم نہیں جانتے اس کی حقیقت میں تو اس پر تھوکنا پسند نہ کرو آمریکا کم پڑ گیا تھا جو یہ اپنا گند یہاں بھی کرنے لگی۔ زمان جینا کی طرف اشارہ کر کے حقارت سے بولا۔

میں نے تو اپنے

سعد اور بکواس کرنا چاہتا تھا پر حسن نے ایک گھونسا اس کے چہرے پر جڑ دیا جس سے اس کے منہ سے خون نکلنے لگا وہ اور مارنے والا تھا پر زمان نے آگے بڑھ کر اس کو روکا۔

تمہیں کیوں اتنی آگ لگ رہی ہے کہیں تمہارے ساتھ بھی تو نہیں۔ زمان طنزیہ مسکراہٹ سے حسن کی طرف دیکھ کر کہا حسن کو بے اختیار زمان پہ غصہ اور افسوس ہوا جینا اپنے لیے اور کچھ نہیں سن سکتی تھی اس لیے وہاں سے نکل گئی پر کسی نے اس کو جاتا ہوا نہیں دیکھا

زمان کچھ رشتے کا ہی خیال کر لیا ہوتا۔ حسن افسوس سے بولا۔

تو میں اور کیا کہوں ہاں کیا کہوں میں جینا عرفان مجھ سے محبت کے داعوے کرنے والی میری خود سے کہنے والی کے وہ بس مجھے چاہتی ہے میں ہی اس کا سب کچھ ہوں اگر میں اس کو کسی اور کی بانہوں میں دیکھوں گا تو کیا کروں اور کیا کہوں ہاں بتاؤ مجھے۔۔۔

مجھے۔زمان جنونی انداز میں بولا اس کا دل پھٹ رہا تھا اس کو اپنے دل کی دغا بازی پہ غصہ آرہا تھا اس کو خود پہ بھی غصہ آرہا تھا اور وہ کیا کہہ رہا تھا کس کے بارے میں کہہ رہا تھا اس کو کچھ سمجھ میں نہیں آرہا تھا اس کو بس یہ بات تنگ کر رہی تھی وہ جینا جس کی ذات میں اب اس کو دلچسپی ہو رہی تھی وہ کسی اور کے کمرے میں تھی کسی اور کے قریب وہ بھی رات کے وقت اگر وہ نہیں آتا تو اس کے آگے کی سوچ آتے ہی زمان کو اپنے دماغ کی نسیں پھٹتی محسوس ہو رہی تھی اس کا دل سب کچھ ختم کرنے کو چاہ رہا تھا۔

ہوش میں تو ہو تم؟ حسن اس کا انداز دیکھ کر دنگ سا ہو گیا اس کو زمان کا اتنا پاگل ہونا سمجھ نہ آیا۔

وہ جینا کہاں گئی؟ سعد نے اب جینا کی غیر موجودگی محسوس کر کے کہا اس کی بات پہ زمان نے سرسری نظر کمرے میں ڈال کر نکل گیا جب کی حسن پریشان ہو گیا

تمہیں اس سے غرض نہیں ہونا چاہیے۔ حسن اس کو گھورتا کہنے لگا اور باہر نکل گیا جب کی سعد مسکرانے لگا اور آرام سے بیڈ پہ لیٹ گیا وہ اب مطمئن تھا اپنی طرف سے اس نے جینا سے بدلا لے لیا تھا۔ جینا حویلی سے نکل گئی تھی آدھی رات کو چلتے چلتے وہ بہت دور آگئی تھی اور اس نے یہ بھی نہیں سوچا اس نے کے وہ کہاں جائے گی آدھی رات کو وہ بھی انجان ملک میں اپنا سب کچھ حویلی میں چھوڑ کر وہ نکل پڑی تھی ایسے ہی

چلتے چلتے وہ اب سڑک کے درمیان آگ ئی تھی اس کے دماغ میں زمان کی باتیں گونج رہی تھی اس کا دل تڑپ اٹھا تھا حواس کام کرنا چھوڑ گ ئی ے تھے ایسے ہی اس نے سامنے دیکھا جہاں ایک گاڑی تیز رفتار میں آرہی تھی گاڑی کی ہیڈ لائی نز کی روشنی اس کے چہرے پر پڑی تو اس نے اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ دیا گاڑی ڈرائی یو کرنے والے نے زور سے ہارن کی آواز سے اس کو دور ہٹانا چاہا پر وہ شاید بہری بن گ ئی تھی گاڑی ڈرائی یو کرنے والے نے گاڑی کی اسپیڈ کم کرنی چاہی پر اس سے گاڑی ان بیلنس ہو گ ئی تھی اور ایک زوردار ٹکر جینا کو مار کر سامنے والے پیڑ سے ٹکرائی ی تھی جینا کا وجود پورہ خون سے لت پت ہو گیا تھا۔

مرشد ہمارے مس ئی لے کا کوئی ی حل دیج ئی یے

مرشد ہماری روح سے جسم اب تنگ ہے۔

حسن نے ساری رات جینا کی تلاش میں گزاری وہ حویلی میں نہیں تھی اس نے گیٹ پہ کھڑے گارڈ سے پوچھا تو اس نے کہا کے اس نے نہیں دیکھا تھا وہ اپنے کسی کام سے گیا تھا حسن پریشان ہو گیا تھا کہ جینا کہاں گ ئی ہو گی گل بھی کل رات جینا کا انتظار کرتے کرتے سو گ ئی وہ اور مریم بیگم ساری بات سے انجان تھی زمان اپنے کمرے میں بند

تھا حسن نے فون کال پر ایک ایک لفظ امان شاہ کو بتا دیا تھا جس پہ انہوں سے اس کی ساری بات سن کر بس اتنا کہا تھا کے میں آرہا ہوں شادی کا گھر ہے یہ بات باہر نہیں نکلنی چاہیے اور جینا کو ڈھونڈنے کے لیے وہ اپنے آدمی لگائے گے اور وہ واپس حویلی آئے گے تب تک وہ اپنی کوشش جاری رکھے اور پھر انہوں نے کال کٹ کر دی تھی حسن تھکا ہارا گھر واپس لوٹا تھا اس کو احساس جرم محسوس ہو رہا تھا کہ وہ کل رات جینا سے غافل کیوں ہوا اس کے باپ کو کیا جواب دے گا انہوں نے تو جینا کو پاکستان ہی اس کے بھروسے بھیجا تھا حسن نے پولیس میں رپورٹ کرانے کا سوچا پر چوبیس گھنٹے نہیں ہوئے تو اس نے اپنی سوچ بدل ڈالی کے لڑکی ذات کا معاملہ ہے پولیس سے دور ہی رہے تو اچھا ہے اس کے دماغ میں کبھی کوئی ی خیال آتا تو کبھی کوئی ی اور وہ اپنا سر ہاتھوں میں گرائے بیٹھا تھا جب مریم بیگم اس کے ساتھ بیٹھتی ہوئی ی بولی۔

جینا کہاں ہے حسن گل بتا رہی تھی کہ وہ کل رات اس کو اپنے کمرے میں جانے کا کہتی جلدی واپس آئے گی کہہ گ ئی تھی پر وہ آئی ی نہیں تھی تم بھی ساری رات باہر تھے دن کے بارہ بجے آئے ہو وہ بھی اتنے برے حال میں زمان سے پوچھنے گ ئی تو اس نے اپنے کمرے کا دروازہ نہیں کھولا کیا بات ہے مجھے سب کچھ بتاؤ ؟

امی جان میں آپ کو کیا بتاؤ آپ کو مجھے کہتے ہوئے بھی شرم آ رہی ہے۔ حسن اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا

کیا بات ہے؟ مریم بیگم فکر مند ہوئی ی۔

امی جان کسی کے کردار پہ الزام لگانا بری بات ہے نہ؟ حسن نے سوال کیا۔

بری بات نہیں بہت بڑا گناہ ہے اور خدا ناراض ہوتا ہے بغیر کسی گواہ اور ثبوت کے ہم کسی پہ بہتا نہیں لگا سکتے اگر ہم اپنی آنکھوں سے دیکھ ہی کیوں نہ لیں کیوں کی کبھی آنکھوں دیکھا بھی غلط ہوتا ہے ہر تصویر کے دو رخ ہوتے ہیں۔ مریم بیگم سنجیدگی سے اس کی بات پہ کہا۔

تو امی جان آپ بس دعا کیجئی یے گا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کرے اور مکافاتِ عمل سے بچائے۔ حسن دکھ بھرے لہجے میں بولا۔

حسن بات کیا ہے کچھ بتاؤ گے بھی ہمیں اب پریشانی ہو رہی ہے۔ مریم بیگم اب کچھ غصے سے بولی حسن ان کی طرف دیکھ کر گہری سانس خارج کی اور سب باتیں بتانے لگا جو وہ جانتا تھا مریم بیگم حسن کی باتیں سن کر شاک کی حالت میں منہ پر ہاتھ رکھ لیا اتنا سب کچھ ایک رات میں ہو گیا اور ان کو پتا بھی نہیں چلا۔

ہمیں یقین نہیں ہوتا کہ شاہ خاندان کا خون اتنا گندہ کیسے ہو گیا۔ مریم بیگم افسردہ ہو کر

بولی۔

آپ کو یقین ہے جینی پر؟ حسن نے سوالیہ انداز میں پوچھا

مجھے نہیں پتا بیٹے پر جتنا وقت میں نے اس کے ساتھ گزارہ ہے نہ وہ مجھے بلکل صاف شیشے کی طرح لگی کوئی ی برائی ی کوئی ی کھوٹ نہ دیکھنے کو ملی تو میں کیسے اس کو غلط تصور کر لوں بات کردار کی ہے اور وہ نا جانے کہاں گئی ہو گی اکیلی لڑکی اور آدھی رات اللہ اس کو اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ مریم بیگم پریشانی سے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

امی جان وہ شیشے کی طرح تھی اس لیے تو توڑی گئی نہ۔ حسن زخمی انداز میں بولا۔

سعد تو صبح ہی چلا گیا تھا بنا بتائے۔ مریم بیگم نے بتایا۔

بڑے ابا جان کا بھانجا ہے اور ابا جان اس کو اتنی آسانی سے نہیں چھوڑے گے آخر اس اس نے اتنی غلیظ حرکت ان کے بیٹھے پیچھے ان کے ہی گھر میں کرنے کی کوشش کی وہ اگر چھپ بھی جائے گا تو ابا جان نے پتا لگا ہی لینا ہے اس کا۔ حسن نفرت سے سعد کا ذکر سن کر بولا۔

شادی کا گھر ہے اگر یہ بات باہر پھیلی تو کتنی بدنامی ہو گی کے ذات شاہ اور اتنے پنج قسم کے۔ مریم بیگم نخوت سے بولی۔

امی جان مجھے تو بس جینی کی فکر ہے ابا جان آئے تو کچھ تسلی ہو کے وہ کیا کہتے ہیں زمان سے تو مجھے کوئی ی امید نہیں۔ حسن سنجیدگی سے بولا

زمان نے بہت مایوس کیا ہے ہمیں مجھے اس سے یہ امید تو نہیں تھی۔ مریم بیگم تاسف سے بولی۔

دل کو توڑنا ہو یا اعتبار کو یا انسان کو توڑ کر چوڑ چوڑ کرنا ہو زمان علی سے زیادہ اچھے طریقے سے کوئی ی اور نہیں کر سکتا بہت بڑا Heart breaker ہے۔ حسن طنزیہ انداز میں بولا اس کو زمان کا الزام لگانا یاد آ گیا تھا کے کیسے اس نے بغیر رشتے کا لحاظ کیے اس پہ ایک طرح کا زنا کا الزام لگا دیا تھا یہ بھی نہیں سوچا تھا کے سامنے کھڑا ہوا شخص اس کی بہن کا ہونے والا شوہر ہے

حسن کو بہت تکلیف ہوئی ی تھی زمان کی بات پہ جینا کا پتا نہیں کیا حال ہوا ہو گا سوچتے سوچتے حسن گہری سانس لیکر رہ گیا مریم بیگم نے بھی کچھ نہیں کہا بس جینا کی سلامتی کی دعا مانگنے لگی جس کا کوئی ی اتا پتا نہیں تھا۔

زمان سعد کے کمرے سے آنے کے بعد اپنے کمرے میں چکر لگانے لگا اس کا غصہ بڑھتا جا رہا تھا اس کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کو غصہ اور تکلیف کیوں ہو رہی تھی ہر کسی کی

اپنی زندگی ہے وہ جو چاہے کرے ایسے میں اس کا کیا جاتا جینا جو بھی کرے جس کے ساتھ رہے باتیں کرے اس کو کیا ایسے گھومتے گھومتے وہ واشروم چلا گیا اور شاور کے نیچھے کھڑے ہو کر اس نے شاور کا بٹن دبا دیا ٹھنڈا پانی اس کے اُپر پڑا تو اس کا دماغ کچھ پر سکون ہوا آدھے گھنٹے بعد اس نے شاور بند کر کے کپڑے بدل کر وہ بیڈ پہ بیٹھ گیا اور سب کچھ سوچنے لگا تو اس نجانے بس اپنی غلطی نظر آنے لگی کے اس نے جب دیکھا تھا ان دونوں کو تو سعد جینا کے چہرے پہ جھکنے کی کوشش کر رہا تھا اور جینا تو بہت ڈری ہوئی ی تھی اس کو یاد آیا جب جینا اس کے سینے سے لگی تھی تو اسکا پورا وجود کانپ رہا تھا پر اس ٹائم وہ اتنے غصے اور شاک میں تھا کے اس نے کچھ نوٹس ہی نہیں کیا تھا بس اپنا غصہ اس پہ نکال گیا تھا اپنی فرسٹریشن اس نے جینا کے کردار پہ الزام لگا کر اتاری تھی جو اس کو جینا کی ذات میں دلچسپی ہونے لگی تھی اس کو جینا سے محبت ہو گئی تھی اس کی باتوں سے اس کے انداز سے اس کے چہرے کی معصومیت سے سب سے اور یہ کب ہوئی ی تھی وہ نہیں جانتا تھا اس کو اندازہ ہی تب ہوا جب اس نے جینا کو نہیں دیکھا اس کو ہر روز جینا کو دیکھنے کی عادت ہو گئی تھی صبح شام اور رات کے وقت جب وہ اپنے ہونے کا احساس دلانے کے لیے اس کو مسیج کرتی تو جب دو دن اس نے ❓ دن اس نے کوئی ی مسیج نہیں کیا تو اسکا دل بے چین ہو گیا تھا ہر کسی مسیج کی بپ پر اس کو جینا کا

گمان ہوتا تھا مگر جب وہ کسی اور کی دیکھتا تو اس کو برا لگ جاتا اس کو یہ احساس جب ہوا تو دل ایک خوشکن انداز میں دھڑک اٹھا تھا پر اس نے اپنے دل کی آواز کو دبا دیا تھا انا کی ضد میں اور آج جو اس نے دیکھا اس کے دماغ گھمانے کے لیے کافی تھا وہ اب پر سکون ہو کر سوچنا چاہا کہ کب اس کو جینا میں کچھ غلط بات نظر آئی ی تھی یا کب وہ اس کے پاس آئی ی تھی زمان سب کچھ سوچتے ہوئے گھبڑائی ٹ سے اٹھ بیٹھا۔

یہ جو تیری انا ہے

ہونا اس نے بھی فنا ہے۔

کیا میں نے غلط کیا؟ زمان نے خود سے سوال کیا۔

نہیں میں نے بلکل ٹھیک کیا سعد جھوٹ کیوں بولے گا۔ زمان نے خود ہی اپنی بات کی نفعی کرتے ہوئے کہا۔

پھر جینا کا موبائل وہاں نیچھے گرا ہوا کیوں تھا؟۔ زمان نے پھر سے خود سے سوال کیا۔

شاید اس نے گرتے ہوئے دیکھا نہ ہو۔ زمان نے ایک اور دلیل دی۔

جینا کی بات صحیح بھی تو ہو سکتی ہے کہ شاید سعد نے اس کو سچ میں گھسیٹا ہو۔ زمان کے دل نے آواز دی۔

سعد ایسی گھٹیا حرکت کیوں کرے گا وہ بھی اپنے ہی گھر میں۔ زمان نے اپنے دل کی

بات رد کی۔

تو جینا ایسا کیوں کرے گی وہ بھی پرائے گھر میں اس کو کونسا لڑکوں کی کمی تھی جو سعد کے پاس زبردستی اس کے کمرے میں جاتی سعد میں ایسا تھا ہی کیا جو وہ اس حد تک گر جاتی سعد ایک معمولی شکل کا مالک تھا جب کی جینا اپنی مثال آپ تھی وہ اپنی خوبصورتی سے ہر کسی کا دل اسیر کر سکتی تھی۔دل نے ہار نہ مان کر ایک اور وجہ بتائی۔

یا اللہ میری توبہ۔زمان کے منہ سے بے ساختہ یہ لفظ ادا ہوئے۔

ہمیں پتا نہیں تھا ہمارے ایک دن کی غیر موجودگی یہ سب ہو گا۔امان شاہ اپنی حویلی واپس آگئے تھے اور وہ سب لائی ونج میں تھے فلک جب کی گل کے ساتھ تھی اور زمان کو بولانے کے لیے امان شاہ نے ملازم کو بھیجا تھا اور وہ اب اپنے رعبدار لہجے میں بولے۔

میں خود شرمندہ ہوں۔حسن سر جھکا کر بولا

اگر تم نے کسی کی بیٹی کی زمیداری لے ہی لی تھی تو بہتر بھی یہی تھا کہ اس کی حفاظت ٹھیک سے کر ہی لیتے زمان نے بھلے اس کا یقین نہیں کیا پرا گر وہ وقت پر نہ پہنچتا تو کیا ہوتا وہ تو شکر ہے کے اللہ تعالیٰ نے عزت رکھ لی رات سب اپنے کمروں میں تھے اور

ابھی بھی وہ ناواقف ہیں۔امان شاہ سخت لہجے میں حسن سے بولے زمان بھی وہاں آ گیا تھا قدسیہ بیگم زمان کی سرخ آنکھیں دیکھ کر پریشان ہو گئی۔

زمان تمہاری آنکھیں اتنی سرخ کیوں ہو گئی ہیں؟ماں تھی قدسیہ بیگم پریشانی سے پوچھ بیٹھی۔

آنکھیں ہی سرخ ہیں بس خود صحیح سلامت ہے قدسیہ بیگم وہ لڑکی بھی کسی کی بیٹی تھی جس کا کوئی پتا نہیں کے اس ظالم دنیا میں وہ اکیلی لڑکی ذات کہاں ہو گی وہ بھی رات کے وقت اور یہ بات دوسرے ملک اس کے والدین کو اگر پتا چلی اندازہ ب ؟ اندازہ بھی نہیں آپ کو ان پہ کیا بیتے گی وہ اگر پوچھیں گے تو ہم کیا جواب دینگے کچھ پتا بھی ہے۔امان شاہ قدسیہ بیگم کی تڑپ دیکھ کر بھڑک اٹھے جب کی زمان جینا کے کل رات سے پتا نہیں کہا ہے کی بات پہ پریشان ہو گیا تھا اور اس نے سوالیہ نظروں سے حسن کی جانب دیکھا جو اس کو دیکھ کر نگاہیں پھیر گیا تھا زمان اس کے انداز پہ سانس بھر کر رہ گیا۔

میں ایک ماں ہوں شاہ جی اور میں جینا کی والدہ کا دکھ سمجھ سکتی ہوں اس لیے ابھی ہم نے ان کو انفارم نہیں کیا انشااللہ جینا آج مل جائے گی۔قدسیہ بیگم نے امان شاہ کی بات پہ کہا زمان کو گھبراہٹ ہونے لگی۔

بیشک آپ ماں ہیں پر آپ یا کوئی ی اور تب تک کسی کا دکھ نہیں سمجھ سکتا جب وہ خود اس دکھ تکلیف سے نہ گزرے اور ہم کب تک یہ بات ان سے چھپا سکتے ہیں آج تو نہیں تو کل ان کو پتا ہو ہی جانا ہے تو ہم کیا کہے گے پھر کے آپ کی بیٹی بد کردار تھی اور ہم سب پارسا تھے اس لیے ہمارے بیٹے نے اس کو اتنا ذلیل کیا کہ وہ رات کے پہر گھر سے نکل گ ئی۔امان شاہ طنزیہ لہجے میں بولے زمان کو شدت سے اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

اباجان

مت کہوں مجھے اباجان زمان تم نے جو کیا ہے اس پہ میرا دل چاہ رہا ہے کے تم پہ سو کوڑے برساؤ تم کون ہوتے تھے اس کو باتیں سنانے والے اگر کچھ دیکھا ہی تھا تو اتنے بڑے کب سے ہو گ ئی ے تم۔زمان نے کچھ کہنا چاہا تھا جب امان شاہ کڑے تیور لیے زمان سے بولا۔

میں نے جو دیکھا وہ نا قابل برداشت تھا اباجان اور میری جگہ کوئی ی بھی ہوتا وہی کرتا جو میں نے کیا۔زمان نے ان کی بات پہ اپنی صفائی دے کر بولا۔

تمہاری جو کوئی ی بھی ہوتا ایسا بلکل نہ کرتا اور جینا غلط نہیں تھی ہمیں اس کا اندازہ ہے بھلے سعد ہمارا بھانجا ہے اور جینا غیر پر ہم نے ایک عمر گزاری ہے ہمیں پتا ہے کون کیسا ہے اور کون کیسا نہیں مگر پھر بھی ہم تمہاری تسلی کے لیے جانچ ضرور کروائے گے کے

حقیقت کیا تھی۔امان شاہ زمان کو دیکھ کر بولیں

میں نے سراج بھائی ی کو کال کر کے سعد کی حرکت بتائی جس سے وہ بھڑک اٹھے کے ہم اس کے بیٹے پہ الزام تراشی کر رہے ہیں۔مریم بیگم نے ان کو آگاہ کیا۔

وہ جو بھی کہے ہمارے پاس بہت سے طریقے ہیں سعد سے سچ اگلوانے کے لیے۔امان شاہ نے سنجیدگی سے کہا۔زمان کو شرمندگی کا بہت گہرا احساس ہوا اس کے سب گھر والوں کو جینا پہ کچھ ہی وقت میں اعتبار ہو گیا تھا اور وہ خود جو چار سال چھ مہینے سے اس کو جانتا تھا اس نے نجانے کیا کچھ کہہ دیا تھا اس کو زمان سب پہ ایک نظر ڈالتا واپس کمرے کی جانب چلا گیا تھا اس کے جانے کا کسی نے خاص نوٹس نہیں لیا تھا۔۔

اباجان کہاں ہیں امی جان؟زمان گھر آ کر اپنی ماں سے پوچھنے لگا

کام سے باہر گئی ے ہیں۔قدسیہ بیگم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

کہاں؟زمان نے پھر پوچھا

حیدرآباد۔قدسیہ بیگم نے بتایا۔حیدرآباد میں سراج احمد رہتے تھے اور وہ دو دن سے انہوں نے بہت کوشش کی تھی پر جینا کا کوئی ی پتا نہیں لگا پائے وہ سب اس لیے انہوں نے مجبورن پولیس کو بھی انوالو کیا تھا۔

وہاں کیوں؟زمان صوفے پہ بیٹھ کر الجھ کر پوچھنے لگا

زمان ایسے نہ پوچھو جیسے کچھ جانتے ہی نہیں ہم سب پہلے ہی بہت پریشان ہیں۔قدسیہ بیگم نے چڑ کر زمان سے بولی۔

آپ سب کو وہ لڑکی کیوں ٹھیک لگ رہی ہے میں نہیں جانتا شاید وہ جو میں نے اس کے ساتھ وہ غلط ہو پر میں نے وہی سب کیا جو مجھے سمجھ آیا میرا خون کھول اٹھا تھا امی جان میں تین راتوں سے نہیں سویا میری نظروں کے سامنے وہ منظر بار بار کسی فلم کی طرح چل آتا ہے میری اتنی غلطی نہیں پر آپ سب لوگ مجھ سے خفا ہیں میرا کیا قصور۔زمان نے سنجیدگی سے اپنی ماں کی طرف دیکھ کر کہا

حیرت ہے زمان تم اب بھی اپنا قصور پوچھ رہے ہو تین دن تمہیں نیند نہیں آئی ی تو تم نے یہ کیوں نہیں سوچا کے تمہاری غلطی کیا ہے زمان تم نے بہتان لگایا ہے بہتان وہ کسی لڑکی کے کردار پہ اور یہ غلطی یا قصور نہیں بلکی گناہ ہے۔قدسیہ بیگم افسوس سے زمان کی طرف دیکھ کر سخت لہجے میں بولی۔

گناہ ٹھیک اگر گناہ ہے تو میں نے جان بوجھ کر تو نہیں کیا نہ اللہ سب جانتا ہے۔زمان اپنا سر ہلا کر بولا

تمہارے پاس موقع تھا پوچھتے تو صحیح شاہ جی کے آنے کا انتظار تو کرتے بس ایسے ہی تم

نے پردیس لڑکی کو ایسے سنا دیا۔ قدسیہ بیگم اس کے پاس بیٹھ کر بولی

اگر جو میں نے کیا وہ غلط ہے تو میں معافی مانگ لوں گا۔ زمان عام لہجے بولا جو کوئی ی عام بات ہو۔

ہاں تم معافی مانگ لینا پہلے اس کی خبر تو آنے دو کے کہاں ہے اور دوسری بات بس معافی مانگنے کا سوچنا مفافی ملنے کی امید مت رکھنا۔ قدسیہ بیگم نے طنزیہ کہا

ایسا کیوں کہہ رہی ہیں؟ زمان کو برا لگا۔

ہر لڑکی سب کچھ برداشت کر سکتی ہے پر اپنے کردار پہ ایک لفظ بھی برداشت نہیں کرتی اور مجھے تو لگتا ہے تمہاری شکل بھی وہ نہیں دیکھنا چاہے گی اب اور تم معافی مانگنے کی بات کر رہے ہو۔ قدسیہ بیگم دکھ سے اس کی طرف دیکھ کر بولی

وہ کر دے گی۔ زمان یقین سے بولا

اتنا یقین اگر اس کی بات پہ ہوتا تو شاید آج تمہاری بہن کی شادی میں سب خوش ہوتے پریشان نہیں ساری تی مگر یہ کہ وہاں ایکسڈنٹ ہوا ہے اور گاڑی بھی ہے وہاں جو پیر سے ٹکرانے کی وجہ سے بری حالت میں ہے پر اس سے کچھ ہی فاصلے پر بہت سارا خون جما ہے شاید گاڑی ڈرائی یو کرنے والے کی بے احتیاطی نے کسی کا ایکسڈنٹ کر دیا پر حیرانکن بات یہ ہے کہ وہاں گاڑی اور اس خون کے علاوہ کوئی ی نہیں ہے۔ حسن نے

سنجیدگی سے بتایا۔

یہ تم کسی C.I.D ڈرامے کا سین کیوں بتا رہے ہو؟ زمان تپ کر بولا

ڈرامے کا سین نہیں زمان اور تمہیں اس وقت میں مزاق میں موڈ میں لگ رہا ہوں

جیسے ایسے بول رہے ہو۔ حسن اس کی بات پہ بولا

ایسا تو ان ڈراموں میں ہی ہوتا اور دوسری بات یہ کہ تم خود اس جگہ کا نام بتا رہے ہو کہ

خطرناک، سنسان، اور غیر محفوظ سی جگہ ہے تو وہاں کوئی ی کیوں جائے گا اگر کوئی ی

چور ڈاکو جائے گا بھی تو کچھ چیزیں لیتا یا بری حالت میں گاڑی ہی لیجاتا جن کا ایکسڈنٹ ہوا

ان کو کیوں لے جائے گا کوئی ی۔ زمان سنجیدگی سے بولا

وہ میں خود نہیں جانتا مجھے تو بس ایس پی نے بتایا اور میں پاگل ہر جگہ جینی کی تلاش میں

گیا سوائے اس جگہ کے کیوں کی میرے دماغ میں وہاں جانے کا خیال ہی نہیں آیا اور

جینی بھی کیوں جاتی وہاں پولیس والے بھی بہت ٹائم بعد ہی گئے وہاں پر بس ان

چیزوں کے کچھ پتا نہیں لگا۔ حسن لاعلمی کا اظہار کرتا بولا

تو تم نے کہا ان سے کے ہوسپٹلز وغیرہ سے معلوم کروائے کے ان پاس ایکسڈنٹ کے

کیس آئے ہے یا نہیں اور وہ مریض کون اور کیسے ہیں؟ زمان دھڑکے دل سے پوچھا

پوچھ رہے ہیں ایسا کوئی ی ہوسپٹل نہیں جہاں کوئی ی ایسا کیس نہیں بس میری دعا ہے

کے جینا کہیں اور جگہ سے ہی مل جائے۔ حسن نے بتایا

وہ آمریکا تو نہیں چلی گئی تم نے وہاں سے پتا کروایا؟ زمان نے پر سوچ نگاہوں سے اس کو دیکھ کر بولا

تمہیں اس پہ اعتبار نہیں تو تم بس اس کی فکر بھی نہ کرو وہ جہاں جائے جیسے جائے وہ میری زمیداری تھی میں اس کو تلاش کر لوں گا۔ حسن اچانک سے اپنی ٹون بدل کر بولا۔

یہ اب تمہیں کیا ہو گیا؟ زمان حیرت سے اس کے انداز دیکھ کر بولا۔

ہوا کچھ نہیں بس وہ سب یاد آ گیا جو میں کب سے بھولانے کی کوشش کر رہا تھا۔ حسن طنزیہ بولا

ایم سوری حسن میں شرمندہ ہوں اس دن مجھے تم سے ایسے بات نہیں کرنی چاہیے تھی پر میں اس دن غصے میں تھا سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہہ رہا ہوں اور کیا نہیں۔ زمان شرمندگی سے بولا

اور جینی اس سے جو کچھ تم نے کہا اس کا کیا زمان؟ حسن نے سوال داغا

شاید اس سے بھی مجھے اس پر اعتبار کرنا چاہیے تھا پر میں نے نہیں کیا سعد کے کردار کے بارے میں مجھے پتا بھی تھا وہ کس قسم کا ہے مگر تب بھی میں نے اس کی بات کا اعتبار کیا

اس بات کا اندازہ مجھے آ گیا تھا اس رات کو ہی پر میں مان نہیں رہا تھا سعد کا پاکستان سے فرار ہونے کی خبر پر مجھے احساس ہوا کے مجھ سے کیا ہو گیا میں جلد بازی کا مظاہرہ کر کے جینا کو وہ سب کہہ گیا جو مجھے نہیں کہیں سب خوش ہوتے پریشان نہیں ساری تیاری رک گئی ہیں زبیدہ آپا بہت بار پوچھ چکی ہیں کے اتنا سنٹا ویرانی کیوں ہے سب بچوں اور بڑوں ہوتے ہوئے بھی اور انمول عائشہ علشبا بھی جینا کا پوچھ رہی تھی کہ وہ اتنی اچانک کیوں چلی گئی میں سب کو ٹال ٹال کر تھک چکی ہوں مریم بھابھی زیادہ کمرے سے باہر نہیں نکلتی کہ کہیں ان کو کسی کی بات پہ جھوٹ نہ بولنا پڑے۔ قدسیہ بیگم ان دنوں میں کیا ہوا ہے سب رنجیدہ آواز میں بتانے لگی۔

سب ٹھیک ہو جائے گا۔ زمان ان کو اپنے ساتھ لگائے بولا۔

اس کو بُرا بُھلا کہنے سے پہلے تمہیں یہ خیال کیوں نہیں آیا کہ تمہاری بھی دو بہنے ہیں اللہ ان پہ رحم کرے۔ قدسیہ بیگم نم آواز میں بولی زمان تکلیف سے اپنی آنکھوں کو بند کر گیا۔

عرفان جینی کا بہت دنوں سے رابطہ نہیں ہوا مجھے بہت گھبرائی ٹ ہو رہی ہے۔ روما بیگم نے عرفان احمر سے کہا جو خود سب کام چھوڑے اپنے گھر میں بیٹھے تھے۔

فکر نہ کرے بتایا جو تھا اس نے کے وہاں شادی کا ماحول ہے تو بس اس میں مصروف ہو گی فری ہو کر بات کر لے گی۔ عرفان احمر نے تسلی دے کر کہا ہلانکہ خود وہ بھی بہت پریشان تھے۔

ایسی بھی کیا مصروفیت کے وہ ایک کال نہ کر سکے یا ای میل بھیج کر بتا دے کے وہ بزی ہے کچھ ٹائم بعد بات کرے گی آپ لوگ پریشان نہ ہونا۔ روما بیگم نے ان کی بات پہ مطمئن نہیں ہوئی ی۔

میں زیادہ تو نہیں جانتا میں نے اس کے دوست حسن سے رابطہ کرنا چاہا پر اس کا نمبر بند ہے۔ عرفان احمر شکستہ لہجے میں بولے۔

میں تو پہلے ہی اس کے پاکستان جانے کے خلاف تھی پر آپ نے ہی اس کو اجازت دی اب نا جانے میری بچی کیسی ہو گی۔ روما بیگم بہت پریشانی سے بولی

ہر کوئی ی باہر جاتا ہے گھومنے اور جینا پہلے بھی بہت دفعہ باہر جا چکی ہے یہ پہلی دفعہ نہیں۔ عرفان احمر نے ان کو جواب دیا۔

پہلی دفعہ کہی نہیں گئی میں جانتی ہوں پر یہ پہلی دفعہ ہوا ہے کے اس نے کوئی ی رابطہ نہیں کیا۔ روما بیگم نے یاد کروایا۔

میں سوچتا ہوں کچھ ورنہ میں خود پاکستان جاؤں گی پر انشااللہ ایسی کوئی ی بات نہیں

ہو گی پریشانی کی۔ عرفان احمر کچھ سوچ کر بولے۔

ہاں ٹھیک ہے اگر میگی اور جیک میں سے کوئی ی اس کے ساتھ ہوتا تو اتنی پریشانی والی بات بھی نہیں ہوتی۔ روما بیگم ان کی بات پہ اتفاق کر کے بولی۔

بس میرے جانے سے پہلے اس کا رابطہ ہو جائے۔ عرفان احمر گہری سانس لیکر بولے

ہاں نہ بھی ہو تو بس آپ جا کر اس کو لے آئے۔ روما بیگم ضدی لہجے میں بولی تو عرفان احمر سر ہلا کہا جواب دیا۔

زمان ٹیرس پہ کھڑا دور خلاؤں میں دیکھ رہا تھا جب حسن اس کے ساتھ کھڑا ہو گیا زمان اس کے آنے کا کوئی ی خاص نوٹس نہیں لیا وہ اپنی ویسی ہی پوزیشن میں رہا

سارا دن کہاں تھے؟ حسن نے سوال کیا اس رات کے واقعے کے بعد حسن نے پہلی دفعہ زمان کو مخ مخاطب کیا تھا۔

ضروری کام تھا۔ زمان نے بنا دیکھے سنجیدگی سے کہا

پچھتاوا ہو رہا ہے تمہیں؟ حسن اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ کے پوچھنے لگا۔

کس بات کا پچتاوا ہو گا مجھے؟ زمان اس کی طرف مڑ کر سینے پہ بازوں ٹکا کر اُلٹا اس سے پوچھنے لگا۔

کیا ابھی بھی میرا واضح طور پہ بتانا لازمی ہے تبھی تم سمجھو گے آج تمہاری بہن کی مہندی تھی اور تم سارا وقت پتا نہیں کہاں تھے یہ بھی نہیں سوچا کہ سو کام ہو گے بڑے ابا جان اور بڑی امی جان کو تمہاری ضرورت بھی پڑ سکتی ہے۔ حسن سنجیدگی سے بولنے لگا۔

ہاں نہیں سوچا میں نے ایسا کچھ بھی کیوں کی میں سوچتا نہیں ہوں میں کیوں سوچو جب کی مجھے پتا ہے میرا اب اس گھر میں ہونا نہ ہونا ایک برابر ہے سب کو اس جینا عرفان سے نجانے کونسی محبت ہے جو اپنے بیٹے کو نظر انداز کیے جا رہے ہے سب۔ زمان حسن کی بات پہ پھٹ پڑا۔

امی جان بتا رہی تھی کل تمہیں آج یاد کر رہی تھی بڑے بھائی ی ہو تم اس کے اور تم ہی آج کے دن غائب تھے۔ حسن اس کی بات نظر انداز کرتا بولا۔

جینا کا کچھ پتا چلا؟ زمان نے گہری سانس لیکر پوچھا

تم بھی تو اپنی طرف سے اس کی تلاش کر رہے ہو تمہیں کچھ پتا چلا؟ حسن نے جواب کے بجائے سوال کیا

نہیں میں نے ہر طرف سے کوشش کی پر کچھ سمجھ نہیں آ رہا ہے کہ وہ ایک گھنٹے میں کہاں گئی ہو گی جو اس سوراخ ہی نہیں مل رہا۔ زمان پریشانی سے اپنی پیشانی مسلتا بولا

میں یہ تو نہیں پوچھو گا کہ تم اس کو کیوں تلاش کر رہے ہو اور نہ یہی کے تمہیں کیسے پتا

چلا کہ ایک گھنٹے میں ہی وہ غائب ہوئی ی مگر میں کچھ بتانا چاہوں گا۔ حسن آہستہ سے کہہ کر خاموش ہوا۔

کیا بتانا سعد کینیڈا سے واپس آگیا ہے کیا؟ زمان بے چینی سے پوچھنے لگا سعد امان شاہ کے گھر سے نکلنے کے بعد کینیڈا میں چلا گیا تھا تاکہ اس کو کسی کی بات کا کوئی ی جواب نہ دینا پڑے۔

آجائے گا وہ بھی پر میں کچھ اور بتانا چاہتا ہوں۔ حسن اد کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر بولا

بولو؟ زمان نے کہا

ایس پی فراز بتا رہا تھا کہ ہماری حویلی کے قریب جو جھنگل ہے وہاں کی ایک سڑک پہ اسی رات ایک ایکسیڈنٹ ہوا تھا۔ حسن دھیرے سے بولا

تو؟ زمان کو سمجھ نہیں آیا۔

تو یہ کے ہو سکتا ہے کے جین

حسن

حسن کچھ بتا رہا تھا پر زمان نے ٹوک دیا۔

مجھے بتانے دو زمان اور تم سنو بھی۔ حسن نے اس کے ٹوکنے پہ کوئی ی نوٹس نہ لے کر بولا۔

کچھ اچھا ہی بولو۔زمان چڑ کر بولا

تم نے بولا تھا کچھ اچھا جو مجھ سے امید لگا رہے ہو۔حسن طنزیہ بولا

طنز نہ کیا کرو اپنا آپ مجرم لگنے لگتا ہے۔زمان تکلیف سے بولا

لگنا چاہیے بھی پر میں یہ بتانا چاہتا تھا کہ وہ راستہ جہاں ایکسیڈنٹ ہوا تھا بہت سنسان اور خطرناک جگہ ہے بہت غیر محفوظ جگہ ہے اگر وہاں کوئی کسی کا قتل بھی کرے تو پتا نہ لگے مگر۔۔حسن اتنا کہہ کر پھر سے خاموش ہوا

مگر کیا حسن؟زمان پوری طرح اس متوجہ ہو کر بولا

مگر یہ کہ وجینا کو وہ سب کہہ گیا جو مجھے نہیں کہنا چاہیے تھا اب اگر سعد اپنی بات پہ قائم رہے بھی تو مجھے یقین نہ آئے۔زمان سر جھکا کر شرمندگی سے بولا

بہت دیر کر دی اس بات کہنے پہ یہ احساس تب کرنا چاہیے تھا جب وہ امید بھری نظروں سے تمہیں دیکھ رہی تھی جب وہ بس یہ سننا چاہتی تھی کہ کاش تم یہ کہہ دو کے تمہیں اس پہ اعتبار ہے پر تم نے تو اس سے وہ بات کر دی کہ وہ مرنے کے مقام پر پہنچ گئی ہو گی۔حسن افسوس سے اس کو دیکھ کر بولا۔

تم اس مقام پہ ہوتے نہ جس مقام پہ ہوں تو شاید تم بھی وہی کرتے۔زمان ہنس کر چہرہ جھکا کر بولا

تم کس مقام پہ ہو؟ حسن نے کرید نہ چاہا

کچھ نہیں بس ایسے ہی کہا۔ زمان خود پہ کنٹرول کر کے بولا تو حسن نے زیادہ زور نہیں دیا۔

پھر ڈھونڈو گے

جب کھو دو گے

اور آخر میں رو دو گے

تم کبھی نہ جس کو بھر پاؤ گے

میں ایک ایسا خسارہ بن جاؤں گا۔

آپ پاکستان پہنچتے ہی مجھے کال کر کے بتا دیجئی یے گا۔ روما بیگم عرفان احمر کے گلے مل کر بولی وہ ان کو ای ئی رپورٹ سی آف کرنے آئی ی تھی ایک مہینہ سے جینا سے رابطہ نہ ہونے پہ انہوں نے خود پاکستان جانے کا سوچا حسن سے انہوں نے ای میل ذریعے اور سوشل میڈیا کے ذریعے رابطہ کرنا چاہا پر نہ ہونے کی وجہ سے وہ آمریکا نہ رک پائے اور جانے کی تیاری کر بیٹھے میگی نے بھی ساتھ جانا چاہا پر انہوں نے منع کر دیا تھا۔

ہاں بتا دوں گا بس ہماری بیٹی ٹھیک ہو۔ عرفان احمر سنجیدگی سے بولے ان کو اب اپنا

فیصلا بہت احمقانہ لگ رہا تھا جب انہوں نے جینا کو پاکستان جانے کی اجازت دے دی تھی وہ سوچ رہے تھے کہ ان کو روما بیگم کی بات مان لینی چاہیے تھی پر اب وہ کیا کر سکتے تھے سوائے پچھتانے کے گزرہ ہوا وقت واپس تو نہیں آسکتا تھا عرفان احمر کو سی آف کرنے بعد روما بیگم وہاں سے نکل گ ئی اب ایک اور منزل کی تلاش میں نکل پڑے تھے جس کا نام تھا "جینا" امان شاہ، حسن ارمان، زمان علی، یہ سب جینا کو ڈھونڈ رہے تھے جو جانے کہاں گم ہو گ ئی تھی دو لوگ اپنی زمیداری سمجھ کر اس کو ڈھونڈ رہے تھے تو ایک زمان تھا جو اب پاگلوں کی طرح جی تلاش کر رہا تھا بنا کسی کو خبر کی ئی یے اس کو جینا کی محبت کا احساس تب ہوا جب اس نے پوری طرح سے اس کو کھو دیا اور بری طرح سے جینا نے اس کو پہلے ہی کہا تھا تب احساس مت کرنا جب مجھے کھو دو پر اس نے کہا سنی تھی کس کی۔ اب دیکھنا یہ تھا جینا ملنی کسے تھی اور ملنی تھی بھی کہ نہیں ایک طرف زمان کا جنون بن گ ئی تھی تو دوسری طرف ماں باپ کی اکلوتی اور اولاد اور کوئی ی گناہ سے بچنے اور اپنی زمیداری کی حفاظت کے چکر میں اس کو ڈھونڈ رہا تھا سفر اور کہانی کا آغاز شروع ہو چکا تھا۔

محبت کی قدر نہ کرنے والوں کو سکون نصیب نہیں ہوتا جتنا ہو سکے اتنا محبت کی قدر کرنا سیکھو محبت ہر کسی کی قسمت میں نہیں ہوتی۔

صاحب آپ سے کوئی ملنے آئے ہیں۔امان شاہ ابھی لائی ونج میں بیٹھے ہی تھے کہ افروزہ ان کے گھر کی ملازم نے کہا

کون آیا ہے؟امان شاہ نے پوچھا

پتا نہیں جی بس گارڈ نے کہا کہ میں آپ کو بتادوں۔افروزہ نے لاعلمی ظاہر کرتے کہا

ان کو مردانہ خانے میں بیٹھاؤ اور ریفریشمنٹ کا بندوبست کرو میں بھی وہی آتا ہوں۔امان شاہ نے کہا تو وہ سر ہلاتی وہاں سے نکل گئی۔

میں بھی چلتا ہوں آپ ساتھ۔حسن بھی کھڑا ہوتا ہوا بولا وہ مردانہ خانے پہنچے تو ایک پنتالیس سال کا خوبرو اور گورا مرد چہرے پہ بہت سنجیدگی سجائے کھڑا تھا امان شاہ نے تو ان کو نہیں دیکھا تھا کبھی مگر ان کو دیکھ کر حسن نے اپنا گلا تر کیا کیوں کی وہ اور کوئی نہیں جینا کے فادر تھے جو کل ہی پاکستان پہنچ کر جینا کو لینے یہاں آئے تھے کل رات کا بھی انہوں نے نجانے کیسے صبر کیا تھا۔

اسلام علیکم: امان شاہ ان کی طرف ہاتھ بڑھا کر بولے

وعلیکم اسلام: عرفان احمر نے ان سے ہاتھ ملا کر سلام کا جواب دیا۔

بیٹھے انکل۔حسن نے جلدی سے ان کو بیٹھنے کا کہا تب تک منیر ان کا خادم ریفریشمنٹ کا سامان ٹیبل پہ سجا کر باہر نکل گیا۔

حسن بیٹے جینی کہاں ہے اس کو بولاؤ میں اس کو لینے آیا ہوں۔ عرفان احمر بیٹھتے ہی انگریزی میں حسن سے جینا کے مطلق پوچھا ان کی بات پہ امان شاہ کو پتا لگ گیا کہ یہ جینا کا فادر ہے ورنہ وہ تو بس یہ سوچ رہے تھے کہ کون ہے اور ان سے کیوں ملنے آیا تھا جینا کا باپ بھی ہو سکتا ہے یہ تو انہوں نے سوچا ہی نہیں تھا کیوں کی جینا اتنی انگریزوں کے ملک کی نہیں لگتی تھی جب کی عرفان احمر رنگ اور بالوں بولنے کے طریقے اور ہر انداز سے دوسرے ملک کے لگ رہے تھے کیوں کی عرفان احمر کے فادر مسلمان تھے پر ماں کرسچن تھی اور عرفان احمر اپنی ماں پہ تھے الگ الگ مذہب ہونے پہ ان میں زیادہ مس ئی لا نہیں ہوا کہ بچے کی پرورش مسلم انداز میں ہو گی یا کرسچن میں کیوں کی عرفان احمر کے فادر احمر رضا نے شادی سے پہلے ہی سوڈا جو عرفان احمر کی والدہ تھی ان سے کہہ دی تھا کہ بیٹا ہو یا بیٹی اس کی نالج میں بس اسلام کی باتیں ہو گی اور کچھ نہیں حقیقت میں بھی تو اولاد اپنے باپ کی ذات سے جانی جاتی ہے مگر شاید بعد میں سوڈا اختلاف کرتی اس لیے انہوں نے پہلے ہی اپنی شرط ان کے سامنے رکھی تھی جس پہ انہوں نے کوئی ی اعتراض نہیں کیا تھا عرفان احمر کی شادی روما بیگم سے پسند کی تھی مگر روما بیگم بلکل ایشین بیوٹی تھی اس لیے نین نقش جینا نے اپنی والدہ سے جب کی چہرے اور بالوں کا رنگ اس نے اپنے باپ سے لیا تھا۔

انکل وہ۔ حسن کو سمجھ نہیں آیا کہ ان کو یا کہے کہ جینا پورے ایک مہینے سے لا پتہ ہے اور ان کے بجد ڈھونڈنے کے باوجود بھی اس کا کچھ پتا نہیں چلا تھا۔

کیا بات ہے میں نے بس جینی کا ہی پوچھا ہے بہت ٹائم سے اس نے ہم سے بات نہیں کی ہم بہت پریشان ہو گ

پریشان ہو گ ئی ے تھے تم نے بھی اپنا نمبر بند کر رکھا ہے اس لیے میں خود ہی اس کو لینے آ گیا ہوں اس کی والدہ اس کے انتظار میں ہے اور تمہاری شادی بھی شاید ہو گ ئی ہو گی۔ عرفان احمر نے اس کو جز بز دیکھا تو کہا جب کی امان شاہ نے خاموش بیٹھے تھے۔

ہم آپ کو ساری بات بتاتے ہیں پر آپ پلیز تحمل سے سنیے گا۔امان شاہ نے ان کو کہا جی کہ ئی یے پر میں ایک دفعہ جینا کو دیکھ لیتا تو بہتر تھا۔ عرفان احمر کے لہجے میں بیٹی سے ملنے کی تڑپ تھی جس کو محسوس کرتے امان شاہ اور حسن کو اپنا وجود زمین پہ گڑھتا محسوس ہوا۔

اصل میں جینا گم ہو گ ئی ہے۔ حسن نے کہا

کیا مطلب گم ہو گ ئی ہے میری بیٹی کوئی ی بچی تو نہیں اور آپ کو اندازہ ہے کے آپ کہہ کیا رہے ہو۔ عرفان احمر تو بھڑک ہی اٹھے حسن کی بات پہ اس لیے فورن سے کہا ہم نے آپ سے کہا نہ آپ پلیز تحمل سے بات سنے۔امان شاہ نے ان کو ٹھنڈا کرنا چاہا۔

یہ لڑکا ہمیں ہماری بیٹی کی گمشدہ ہونے کا بتا رہا ہے اور آپ کہہ رہے ہیں کہ میں تحمل سے آپ کی بات سنوں میری بیٹی یہاں کسی کو جانتی کہاں تھی اگر آپ میری بیٹی کی حفاظت نہیں کر سکتے تھے تو بتا دیتے میں اپنی بیٹی کے لیے گارڈز کا انتظام کرتا جو سائے کی طرح اس کے پیچھے ہوتے۔ عرفان احمر غصے سے بولے۔

دیکھے یہ وقت ایسا نہیں کہ غصہ کیا جائے غصے سے کام بگڑتے ہیں سنورتے نہیں اور وہ بس آپ کی نہیں ہمیں بھی اپنی بیٹیوں جیسی عزیز تھی ہم پوری کوشش کر رہے ہیں انشااللہ جلد پتا لگ جائے گا اس کا۔ امان شاہ نے صلح انداز میں کہا

کب سے میری جینی لاپتہ ہے؟ عرفان احمر نے بے تاثر چہرے سے پوچھا

ایک مہینے سے۔ حسن نے شرمندگی سے بتایا

اتنا وقت آپ نے تلاش میں لگا دیا تب بھی پتا نہ چلا حیرت ہے۔ عرفان احمر طنزیہ ہوئے

ہم نے سچ میں بہت کوشش کی ہے کراچی کی وہ ایک جگہ نہیں جہاں ہم نے جینی کی تلاش نہ کی ہو ہوسپٹلز تک کو ہم نے نہیں چھوڑا۔ حسن نے وضاحت دیتے ہوئے کہا

آپ کی کوشش سے میری بیٹی تو نہیں ملی نہ میں کیا جواب دوں گا اس کی ماں کو۔ عرفان احمر خود پہ جبر کرتے بولے۔

آپ نے یہ نہیں پوچھا کے وہ کیسے غائب ہوئی ی یا کیوں مطلب کوئی ی سوال؟امان شاہ نے الجھ کر پوچھا

وجہ جاننے سے زیادہ مجھے میری بیٹی کہاں ہے وہ جاننا ضروری ہے۔عرفان احمران کو دیکھتے بولے۔

ہمیں امید ہے جینا جلدی مل جائے گی۔امان شاہ نے کہا

آپ نے جتنا جینی کو تلاش کیا اتنا کافی ہے مذید آپ کو اس تکلف میں پڑنے کی ضرورت نہیں وہ میری بیٹی ہے اور میں اس کا باپ ہوں خود تلاش کر لوں گا آپ کا شکریہ۔عرفان احمر اٹھتے ہوئے سخت لہجے میں ان سے کہنے لگا۔

آپ بڑے ہو کر ایسے بچوں جیسی ضد نہ کرے آپ اکیلے ہیں اور یہاں آپ کسی کو جانتے بھی نہیں آپ نہیں کر پاؤ گے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔امان شاہ بھی اٹھ کر بولے

میں اکیلا نہیں ہوں میرا اللہ میرے ساتھ ہے اور میں نے کہا نہ آپ کو اس تکلف

اس تکلف میں پڑنے کی ضرورت نہیں تو مطلب نہیں اور میں چاہے کسی کو جانتا ہوں یا نہیں آپ سب تو یہاں کے ہر جگہ سے اور لوگوں سے واقف ہے نہ تو کیا آپ کچھ کر پائے نہیں نہ اور آپ تو اکیلے بھی نہیں پھر بھی کچھ کر نہ پائے بس بزدلوں کی

طرح موبائل بند کر کے رکھ لیا کہ بس وہ اب بے خبر ہو گے۔ عرفان احمر غصے سے جب کی آخری جملا طنزیہ حسن کی طرف دیکھ کر بولے۔

ایسا نہیں ہے انکل

بس مجھے میری جینی کا سامان دے اب میں جانوں یا میری بیٹی۔ عرفان احمر حسن کی بات ان سنی کر کے بولے

سامان؟ حسن کو سمجھ نہیں آیا۔

ہاں سامان میری جینی کا اس کے پاسپورٹ سے لیکر ہر ڈاکیومنٹس اس کا اور باقی کے دیگر چیزیں۔ عرفان احمر نے کہا تو حسن نے سمجھنے والے انداز میں سر ہلایا عرفان احمر جینا کی ہر ایک چیز لیکر وہاں سے نکل گئے تھے اور ان کے دو ٹو انداز میں کہہ دیا تھا اب ان جینا کی تلاش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں وہ خود کر لیں گے ان کے کہنے کے انداز سے حسن کے ساتھ ساتھ امان شاہ بھی شرمندہ ہو گئے تھے سامان لینے کے بعد عرفان احمر وہاں سے نکل گئے تھے۔

زمان آفس میں بیٹھا کوئی فائل پڑھ رہا تھا جب حسن تھکے ہارے جواری کی طرح آکر صوفے پہ بیٹھ گیا۔

تمہیں کیا ہو گیا پریشان لگ رہے ہو؟ زمان ایک نظر اس پہ ڈال کر بولا۔

تمہیں کیا خود تو بہت پر سکون ہو نہ باقی دنیا جائے بھاڑ میں۔ حسن بنا تاثر لیے بولا

مجھے تمہاری بات سمجھ نہیں آئی ی۔ زمان نے فائی ل ایک طرف رکھ کر ہاتھ کی مٹھی بنا اس پہ اپنا چہرہ ٹکا کر بولا

تمہارے سمجھنے کی ہے بھی نہیں اس لیے خاموش رہو۔ حسن نے سخت لہجے میں کہا۔

بات کیا ہے مجھے بھی تو بتاؤ ایسے انگارے کیوں چبا رہے ہو؟ زمان نے تعجب سے پوچھا

زمان تمہیں پتا بھی ہے گھر میں ہو کیا رہا ہے؟ حسن نے سنجیدگی سے پوچھا

کیا ہو رہا ہے ایسا جو مجھے نہیں پتا؟ زمان نے پوچھا

تمہیں کیسے پتا ہو گا تم تو اپنی دنیا میں مست مگن ہو یہ چین سکون تو ہمارا برباد ہوا ہے نہ۔ حسن نے چیخنے والے انداز میں کہا

حسن آرام سے بات کرو گھر نہیں آفس ہے یہ۔ زمان ناگواری سے بولا

شکریہ جناب بتانے کا ہمیں تو معلوم ہی نہیں تھا۔ حسن نے طنزیہ کہا۔

حسن اگر تمہیں بات بتانی نہیں تھی تو آئے کیوں میں پہلے ہی اپسیٹ ہوں اور تم مزید اپنی باتوں سے اور اسٹریس دے رہو ہو۔ زمان چڑ کر بولا۔

لگ تو نہیں رہا کہ تم پریشان ہو۔ حسن اس کو دیکھتا بولا۔

کسی کی پریشانی اس کے چہرے پہ لکھی نہیں ہوتی کہ میں پریشان ہوں۔زمان نے کہا میں کسی کی بات کر رہا بھی نہیں میں تمہاری بات کر رہا ہوں۔حسن نے باور کرایا۔

کچھ بات ہے بتانے کو یا میں اپنا کام کروں۔زمان نے خود پہ ضبط کرتے آرام سے پوچھا جینی کے فادر آئے تھے۔حسن اس کہ چہرے پہ نظریں جمائے بولا۔

پھر؟زمان نے اپنے ڈر پہ قابو پا کر پوچھا۔

پھر یہ کے جینی ک ؟ پھر یہ کے جینی کو تو نہیں پر اس کی ہر ایک چیز کو لیکر چلے گ ئی ے اور بڑے ادب سے کہا کہ ہم اب اس کی تلاش نہ کرے۔حسن نے عجیب مسکراتے لہجے میں کہا

کونسا جینا کا سامان کیا وہ سامان لیکر نہیں گ ئی تھی؟زمان نے شاک میں پوچھا نہیں وہ تو جس حال میں تھی ویسے ہی نکل گ ئی تھی جانا کہاں تھا اس کو یہ تو خود نہیں پتا تھا۔حسن کو زمان کے پوچھنے پہ حیرت ہوئی ی پر اس نے بتایا زمان کو آپ زلزلوں کی زد میں آتا معلوم ہوا اس کو لگا تھا کہ شاید جینا ناراض ہو کر بس بنا بتائے نکل گ ئی ہو گی اور وہ جہاں کہی ہو گی ٹھیک ہو گی مگر یہ اب وہ کیا سن رہا تھا زمان کو اپنا دم گھٹتا محسوس ہوا وہ بنا حسن کو دیکھے باہر نکل گیا حسن نے خالی نظروں سے اس کو جاتا دیکھتا رہا۔

آپ کے لیے کھانا لاؤں؟ حسن کمرے میں آیا تو گل نے پوچھا

بھوک نہیں مجھے۔ حسن نے انکار کرتے کہا ان کی شادی کو دو ہفتے ہو گئے تھے اس حادثے کے بعد جلد اور سادگی سے کرنا چاہتے تھے پر لوگوں کو باتیں کرنے کا بہانا مل جاتا اس لیے جیسی انہوں نے شادی کی تیاریاں سوچی تھی ویسے ہی کر ڈالی تھی۔

طبیعت تو صحیح ہے نہ؟ گل نے فکر مندی سے پوچھا۔

ہاں بس ایسے ہی باقی سب نے کھانا کھایا ہے؟ حسن نے ہلکا سا مسکرا کر اس کے ہاتھ تھام کر پوچھا

جی کھا لیا تھا۔ گل نے سر جھکا کر جواب دیا۔

میری طرف دیکھو۔ حسن نے اس کے ایک گال پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

ج جی۔ گل نے اس کی طرف دیکھ کر بامشکل بول پائی حسن کو اپنے اتنے قریب دیکھ کر اس کو اپنی ٹانگوں پہ کھڑا رہنا مشکل لگ رہا تھا۔

ناراض تو نہیں ہو نہ میں نے تمہارے ساتھ ٹھیک سے وقت ہی نہیں گزارا۔ حسن ہاتھ کی انگلی اس کے چہرے پہ پھیر کر پوچھا

ن نہیں ہوں میں ن ناراض۔ گل نے حسن کی انگلی جو اس کے چہرے پہ گھوم رہی تھی وہ پکڑ کر کہا

اچھا پکی بات ہے۔ حسن اپنی مسکراہٹ دبائے گل سے پوچھا جس کا چہرہ انار کی طرح سرخ ہو گیا تھا۔

جی پکی بات ہے۔ گل نے جواب دیا۔

تم نے کھانا کھایا؟ حسن اس کو کمر سے پکڑ کر اپنے اور قریب کر کے پوچھا

نہیں مجھے لگا آپ آئیں گے تو ساتھ کھائیں گے۔ گل حسن نے سینے پہ ہاتھ رکھ کر بولی۔

میری وجہ سے تم اتنی دیر تک بھوکی رہی اور رہتی اگر میں نہ پوچھتا تو۔ حسن نے ناراضگی سے پوچھا

مجھے بھوک بھی نہیں تھی نہ اس لیے۔ گل نے جلدی سے وضاحت دے کر کہا۔

لے آؤ کھانا کھاتیں ہیں۔ حسن اس کے ماتھے پہ اپنا لمس چھوڑ کر اسے آزاد کرتا بولا۔

ٹھیک ہے۔ گل کہتے ہی کمرے سے باہر چلی گئی۔

سات ماہ بعد:

سگریٹ پینا کب سے شروع کر دی ہے؟ حسن زمان کے کمرے میں آ کر بولا جہاں سارا کمرہ سگریٹ کے دھوئے سے بھرا پڑا تھا اس نے آ کر کمرے کی کھڑکیاں کھول دی اور زمان کے ایک ہاتھ سے سگریٹ لیکر ایش ٹرے میں رکھ دی۔

کبھی کبھی پی لیتا ہوں۔زمان ٹیک چھوڑ کر کرسی

نے شرمندگی سے کہا

تب مانگوں گے نہ جب وہ ملے گی تمہیں۔حسن بنا دیکھے کہا

مل جائے گی۔زمان مضبوط لہجے میں بولا

ہاں مل تو جائے گی پر تمہیں نہیں۔حسن نے مزاق اُڑانے والے لہجے میں کہا۔

سوچ سمجھ کر بولو۔زمان غصے سے بولا

میں نے جب کہا تھا تب نے میری بات مانی تھی۔حسن سے یاد کروانا ضروری سمجھا

مانتا ہوں غلط کیا میں نے اور مجھے احساس ہے اس بات کا پر اس طرح تمہیں اس کا کیسی

اور کے ہو جانے کی بات دوبارہ مت کرنا۔زمان سخت لہجے میں کہا

اچھا تو تمہیں اب اس سے تمہیں محبت ہے۔حسن ہنس کر بولا

ہنس کیوں رہے ہو؟زمان نے سوال کیا

میں نے کہا تھا نہ کم تمہیں اس سے محبت ہو گی اور احساس کر لوں دیر نہ کرنا پر تم نے دیر

کر دی اور بہت کر دی۔حسن نے سنجیدگی سے کہا پر زمان نے اب کوئی ی جواب نہ دیا۔

کیا ہم ایسے ہی بس دوسروں کے آسرے اپنی بیٹی کو چھوڑ دے کہ وہ ڈھونڈ کر ہمیں

اطلاع کر دے گے۔روما بیگم نے عرفان احمر سے سوال کیا۔

دوسروں کے آسرے کہا ہیں میں خود پاکستان ان سات ماہ میں دو دفعہ جا کر آیا ہوں پر نجانے کہاں چلی گ ئی ہے ابھی تک کچھ پتا ہی نہیں چل رہا۔عرفان احمر سانس بھر کر بولے۔

آپ کو ان لوگوں پہ کیس کرنا چاہیے تھا ایسے ہی انہوں نے بتایا اور آپ آرام سے واپس آگ ئی ے ہماری بیٹی تھی وہ ایسے کیسے گم ہو گ ئی ان کے گھر تھی نہ تو کیسے وہ اتنے لاپرواہ ہو گ ئی ے ہماری بیٹی اتنے واقت سے غائب ہے میں نے اس کی آواز نہیں سنی اس کا ڈانٹا تک نہیں اور آپ کو اپنی بیٹی کی فکر ہی نہیں۔روما بیگم چیخ کر ان سے بولی

کیا کیس کرواتا میں غلطی تو ہماری تھی نہ جو ہم نے غیر ملک میں اور غیر لوگوں میں اپنی بیٹی کو جانے کی اجازت دی ہم ان کو کیا کہتے جب کی غلطی سراسر ہماری ہے۔عرفان احمر کمزور سی آواز میں بولے۔

ہماری نہیں عرفان بس آپ کی ہے میں نے کہا تھا جینی کو نہ بھیجے وہاں پر آپ نے میری بات سن ہی نہیں رہے تھے اب دیکھ لیا نہ انجام ہم اپنی بیٹی کو دیکھنے کے لیے ترس رہے ہیں اگر ہم جانے نہ دیتے تو بس ایک دن ناراض ہوتی بعد ٹھیک ہو جاتی کم سے کم

نظروں کے سامنے تو ہوتی پر نہیں میری سننی کس نے ہے۔روما بیگم کمرے میں یہاں وہاں چکر لگاتے ہوئے بھی بولی

انشااللہ پتا لگ جائے گا اللہ پر بھروسہ رکھو۔عرفان احمر نے تسلی دلانے والے انداز میں کہا

کیسے باپ ہیں آپ بیٹی کا کچھ پتا نہیں پھر بھی اتنے رلیکس ہے میرا دل ہول رہا ہے یہ سوچتے سوچتے کہ میری پتا نہیں کہاں ہو گی اور کس حال میں ہو گی۔روما بیگم عرفان احمر کے سامنے کھڑی ہوتی ہوئی ی بولی۔

یہاں آئے بیٹھے۔عرفان احمر ان کو ہاتھ پکڑتے اپنے پاس بیٹھایا جو وہ نا چاہتے ہوئے بھی بیٹھ گئی۔

ہم نے کبھی کچھ غلط کیا ہے؟عرفان احمر نے سوال کیا

یہ کونسا وقت ہے ایسی باتیں کرنے کا۔روما بیگم نا سمجھی سے پوچھنے لگی۔

آپ بتائیں سیدھا ہو کر بولا۔

بس اب اس زھر کو منہ لگانا ہی رہ گیا تھا۔حسن پاس ہی بیٹھ کر اس سے بولا

تمہیں کیا مسئلہ ہے میری مرضی میں جو کروں۔زمان چڑ کر بولا۔

مجھے مسئلہ جو بھی ہے پر تم نے اپنا حال کیا کر رکھا ہے یہ بکھرے بال بڑی ہوئی ی

شیو اور شکن زدہ کپڑے تم ایسے تو نہیں رہتے تھے تو اب۔ حسن اس کے حلیے کی طرف اشارہ کرتا بولا۔

محبت ہو گئی ہے اور محبت نہ بڑی ظالم ہوتی ہے انسان کو اپنا آپ بھولا دیتی ہے کہیں کا نہیں چھوڑتی م سے لیکر اس کے ت تک بہت کھوکھلا کر دیتی ہے انسان کو اندر سے۔ زمان زخمی مسکراہٹ سے حسن کے کندھے پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

ہوش میں تو ہو نا زمان شراب پینا بھی تو نہیں کی شروع تم نے؟ حسن اس کی بات پہ فکر مند ہو کر بولا۔

توبہ توبہ شراب اور میں نہیں نہیں۔ زمان اس کی بات پہ کانوں کا ہاتھ لگا کر پھر اپر کی جانب دیکھ کر نہ میں سر ہلاتے کہا۔

تو کیا جینی کی گمشدگی کا صدمہ لے لیا ہے؟ حسن نے طنزیہ انداز میں پوچھا

جینا، جینا عرفان وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اور میں اس سے زیادہ محبت کرنے لگا ہوں کتنا اچھا لگ رہا ہے نہ سن کر اور ہمارا کپل کتنا زبردست ہو گا۔ زمان نے بچوں کے انداز میں خوش ہوتے ہوئے حسن سے کہا

تمہارا چیک اپ کروانا چاہیے ڈاکٹر سے کس طرح بہکی بہکی باتیں کر رہے ہو۔ حسن نے پریشانی سے کہا

ہاہاہاڈاکٹر چیک اپ بہکی بہکی باتیں ہاؤ فنی حسن۔زمان اس کی بات پہ قہقہہ لگا کر اس کے گال کھینچ کر بولا۔

زمان اپنا پاگل پن بند کرو اور ہوش میں آؤ۔ حسن اس کے ہاتھ ہٹا کر سخت لہجے میں بولا۔

اوکے اوکے نہیں کرتا میں کچھ تم بس جینا عرفان کو میرے پاس لے آؤ اس کو کہوں مجھے بہت یاد آتی ہے اس کی میرا دل اس کو دیکھنے کے لیے تڑپ رہا ہے۔زمان اس کے ہاتھ پکڑ تا منت بھرے لہجے میں بولا۔

کون جینا عرفان زمان وہ جینا جو کل تک تمہیں اپنی راتیں رنگین بنانے والی کال گرل لگ رہی تھی وہ جینا جس کو دیکھتے ہی تم اٹھ جاتے تھے وہ جینا جس سے بات کرتے وقت تمہارے لہجے میں دنیا جہاں کی ناگواری

آجاتی تھی وہ جینا جس پہ تم نے داعوا کیا تھا کہ تھوکنا پسند نہ کرو اور جینا جس کو تم نے اپنی انا کی خاطر کھو دیا اور اب وہ زندہ بھی ہے یا نہیں کچھ نہیں پتا تم اس سے محبت کرنے لگے ہو بہت حیرت کی بات ہے تمہاری انا نے کیسے اجازت دے دی۔ حسن اس کی بات اپنے دل کا غبار نکالنے لگا جو بہت مہینو سے دبائے بیٹھا تھا جب سعد نے اپنی غلطی کا اعتراف کیا تھا اور جینا کا کوئی ی قصور نہ ہونے کا بتایا تھا جس پہ امان شاہ نے اس سے

اپنے سارے تعلق ختم کر ڈالے تھے مگر زمان کی حالت اس دن کے بعد نہ مرنے والوں جیسی تھی اور نہ زندہ ہونے جیسی اس نے اپنے آپ کو کمرے تک محدود کر رکھا تھا دل چاہتا تو آفس جاتا ورنہ سارا دن کمرے میں سگریٹ پی کر اپنا سینا جلاتا رہتا۔

میں معافی مانگ لوں گا۔زمان نے شرمندگی سے ؟ آپ بتائیں جو میں پوچھ رہا ہوں۔ عرفان احمر نے اپنی بات پہ زور دے کر کہا۔

نہیں اللہ پاک کا کرم ہے ہم پہ کے ہمیں کبھی بھٹکنے نہیں دیا اور ہماری بہترین پرورش کے لیے اتنے اچھے والدین دی ئے جو ہر قدم پہ ہماری اصلاح کرتے رہے۔روما بیگم نے گہری سانس بھر کر کہا

پھر آپ ٹینس کیوں ہوتی ہیں کہ وہ اللہ ہماری بیٹی کے ساتھ کچھ غلط ہونے دے گا۔ عرفان احمر نے پر سکون لہجے میں کہا

مجھے اللہ پہ یقین ہے پر ہمیں بھی تو کچھ کرنا ہے نہ ایسے تو نہیں بس بنا ہاتھ پیر چلائے اپنی جینی کا انتظار کرنا ہے کہ وہ آجائے گی آپ یہاں آمریکا میں پر سکون ہو سکتے ہیں پر میں نہیں بیٹھ سکتی۔روما بیگم نے نم لہجے میں کہا

جینی جہاں کہیں بھی ہو گی ٹھیک ہو گی مجھے میرے رب پہ یقین ہے بس ہمیں صبر سے کام لینا ہے انشااللہ اس کا پتا جلد لگ جائے گا۔ عرفان احمر نے ان کا سر اپنے کندھے پہ

رکھ کر پر سکون کرنا چاہا۔

بہت ٹائم سے تمہاری غیر زمیداری دیکھ رہا ہوں کل آفس آجانا وقت پہ۔امان شاہ ڈنر کے وقت زمان سے کہا

جی آجاؤں گا۔زمان سالن اپنے قریب کرتے بولا

اور اپنا حلیہ درست کرنا تا کہ جب تم آؤ تو یہ لگے کہ بوس آرہا ہے نہ کے یہ لگے کہ لیلا فلم کا مجنوں آرہا ہے۔امان شاہ نے زمان کی بڑھی ہوئی شیو اور بال دیکھ کر اس پہ چوٹ کرتے کہا جس پہ پانی پیتے حسن کو زبردست کھانسی کا دورہ پڑا۔

حسن آپ ٹھیک ہیں؟ گل نے اس کی پیٹھ پہ ہاتھ پھیر کر فکر مندی سے پوچھا۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔ حسن اپنی ہنسی اور کھانسی پہ کنٹرول کرتا بولا جس پہ سب کھانے پہ مصروف ہو گئے۔

اگر تمہارے پاس شیونگ کا سامان ختم ہو گیا ہے تو بتا دو۔امان شاہ نے زمان کو جواب نہ دیتے دیکھا تو کہا

الحمدللہ میرے پاس ہے سامان اور میں کل آفس آجاؤں گا اور آفس کا بوس ہی لگوں گا کسی فلم کا مجنوں نہیں آپ پریشان نہ ہو۔زمان ایک سانس میں کہتا اپنا کھانا ادھورا

چھوڑتا ڈائی ینگ ٹیبل سے اٹھ گیا اس کے اس طرح جانے پہ ماحول میں سنجید گی چھا گ ئی۔

کھانا تو کھا لینے دیتے اس کو اتنے ٹائم بعد ہمارے ساتھ بیٹھا تھا اور آپ نے کڑوی اور طنزیہ بھری باتوں سے اس کا اٹھنے سے مجبور کر دیا۔ قدسیہ بیگم نے خفگی سے امان شاہ سے کہا۔

یہاں بولنے کی ہر کوئی ی ہمت رکھتا ہے پر سننے کی حس کوئی ی نہیں رکھتا۔ امان شاہ کہتے ہی اٹھ گ ئی ے ان کے جانے بعد ہر کوئی ی اٹھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا جب کی قدسیہ بیگم زمان کے کمرے کی طرف بڑھ گ ئی انہوں نے جیسے کمرے کا دروازہ کھولا ان کو حیرت کا جھٹکا لگا زمان کو دیکھ کر جو غصے سے اپنے کمرے میں توڑ پھوڑ کر رہا تھا قدسیہ بیگم جلدی سے اس کے پاس گ ئی۔

زمان یہ کیا کر رہو ہے ہو؟ انہوں نے پریشانی سے اس کے ہاتھ پکڑ کر کہا جس پہ زمان اپنا ہاتھ چھڑوا تا بیڈ کہ پاس آ کر چادر ہٹا کر زمین پہ پھیک دی اور ٹی وی کا رموٹ اٹھ ◆ وہ ہمارے گھر سے بہت دور ہے کم سے کم ایک گھنٹے کی مسافت کا فاصلہ ہے اور جینا اتنی رات کے وقت وہ بھی پیدل کیسے جا سکتی ہے۔ زمان کو یقین نہیں آیا۔

ویل مجھے جو لگا میں نے وہ بتایا انشااللہ آج نہیں تو کل پتا لگ ہی جانا ہے۔ موحد نے اس کو

امید دلائی ی۔

گاڑی کا نمبر تو ہو گا نہ اس سے پتا لگاؤ کہ کس کی ہے؟ زمان نے اچانک سے کہا

زمان ہم نے پہلے یہی کیا تھا وہ کسی ورکشاپ پہ ایک آدمی نے بہت منت سماجت کر کے ایک دن کے لیے رینٹ پہ لی تھی آدمی کون تھا انہوں نے کہا کہ وہ نہیں جانتے۔ موحد نے بتایا۔

تو کیا وہ گاڑیاں ایسے ہی کسی کو سونپ دیتے ہیں۔ زمان نے طنزیہ کیا۔

میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ موحد نے کندھے اچکا کر کہا۔

ایک سال بعد:

آج پھر اس کے کمرے کی حالت کسی زلزلے کے آنے کا پتا بتا رہی تھی وہ اپنے آپ میں نہ تھا کمرے کا حشر نشر کر ڈالا تھا کمرے کی جو چیز ہاتھ آ رہی تھی پھر زمین کو سلامی پیش کر رہی تھی ایک چیز ایسی نہ تھی جو اس نے سلامت چھوڑی ہو پر یہ اس کا غصہ تھا جنونیت تھی یاد کھ تھا پچھتاوا تھا جو بھی تھا پر ختم ہونے میں نہیں آ رہا تھا ابھی وہ بس پوری دنیا میں آگ لگانا چاہتا تھا وہ آخر تھک ہار کر زمین پہ بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھ گھٹنوں پہ فولڈ کر لیے بکھیرے بال سرخ آنکھیں جس میں سب ختم کرنے کی چاہ تھی یا اس

دشمن جاں کو ڈھونڈنے کا عزم تھا۔

تم جہاں بھی ہو میں تمہیں تلاش کر ہی لوں گا مجھے اپنے جال میں پھنسا کر دیوانہ بنا کر ایسے بھاگ جاؤں گی تو یہ تمہاری بھول ہے پہلے کچھ نہیں پر اب سب کچھ ہو تم میری ایسے میں تمہیں دور نہیں جانے دے سکتا خود سے اگر تم بھول گئی ہو تو اس بار ایسا یاد کرواؤ گا کہ خود کو بھول جاؤں گی پر مجھے بھولنے کا تصور بھی نہیں کر سکو گی۔وہ وحشت بھرے لہجے میں اس کے تصور سے مخاطب تھا۔

میرے خیال سے اب ہم

تمہارے خیال میں بھی نہیں رہے۔

شور کی آواز سن کر قدسیہ بیگم جو زمان کے کمرے سے گزر رہی تھی جلدی سے دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی ی اور سامنے کمرے کی بکھری حالت دیکھ کر ان کا سر چکرا کے رہ گیا یہ آج وہ پہلی بار یا دوسری بار نہیں دیکھ رہی تھی بلکہ ایک سال سے کئی دفعہ دیکھ چکی تھی جب جب زمان کو پینک اٹیک آتا زمان کے کمرے کی حالت ایسی ہو جاتی زمان نے جینا کو اپنے دماغ میں ایسا سوار کر لیا تھا کہ اس کو اب پینک اٹیک ہو رتا تھا جب اس کو پتا چلتا کہ اب بھی اس کے بارے میں کوئی ی معلومات نہیں ملی تھی زمان سوچ سوچ کے پریشان ہو گیا تھا کہ آخر جینا ہو گی تو ہو گی کہاں اس کو موحد کی کال آئی ی تھی

جس میں اس نے بتایا کہ جینا کو تلاش کرنا اس کی بس کی بات نہیں اب یہ سننا تھا زمان نے اپنا موبائل دیوار پہ دے مارا غصے سے۔

زمان سنبھالوں خود کو۔ قدسیہ بیگم اس کے پاس آکر بولی۔

نہیں سنبھالا جاتا۔ زمان اپنی سرخ آنکھ رموٹ اٹھا کر ڈریسنگ ٹیبل پہ لگے مرر پہ زور سے دے مارا قدسیہ بیگم کی چیخ آتے آتے رک گئی۔

زمان یہ کیا پاگل پن ہے۔ قدسیہ بیگم نے ٹوٹیں ہوئے کانچ دیکھ کر غصے سے اس سے پوچھنے لگی

امی جان مجھے ابھی اکیلا رہنا ہے آپ جائے یہاں سے۔ زمان آرام سے ڈریسنگ ٹیبل پہ پڑے اپنے قیمتی پرفیومز اور واچز اٹھا کر پھینک کر کہا

تمہیں اس حال میں دیکھ کر بھی میں چلی جاؤں؟ بلکل نہیں تمہیں اپنے باپ کی بات پہ اتنا غصہ آرہا ہے۔ قدسیہ بیگم اس کو اتنا غصے میں دیکھ کر بولی

مجھے کسی کی بات کا برا نہیں لگا میں بس ابھی تنہائی چاہتا ہوں کیا آپ دے سکتی ہیں۔ زمان اپنے بالوں میں ہاتھ پھیر کر بولا

رات ہو گئی ہے بجائے سونے کے تم یہ حرکت کر رہے ہو۔ قدسیہ بیگم نے کمرے کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

میرے سینے میں ایک آگ کا الاوا ہے جو پھٹ رہا ہے میرے دل میں میرے اندر اتنا شور ہے جو میں اس آواز سے اس کو دبانا چاہتا ہوں کیا آپ اب مجھے اکیلا چھوڑے گی۔زمان نے اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کر وحشت بھرے لہجے میں بولا

زمان کیا ہو گیا ایسا تو کبھی تم نے نہیں کہا تمہاری طبیعت تو ٹھیک ہے نہ۔قدسیہ بیگم پریشانی سے بولی

میں ٹھیک ہوں بس آپ دعا کیجئی یے گا کہ میرے دل کو سکون قرار مل جائے۔زمان ان کی گود میں سر رکھ کر بولا

ضرور میری جان پر دوبارہ کمرے کی یہ حالت مت کرنا تمہیں بھی چوٹ لگ سکتی ہے۔قدسیہ بیگم اس کے سر پہ ہاتھ پھیر کر بولی۔

امی جان اگر انسان اندر سے ہی زخمی ہو نہ تو اس کو یہ ظاہری چوٹیں اثر نہیں کرتی۔زمان تلخ لہجے میں بولا

ایسا نہیں کہتے۔قدسیہ بیگم نے اس کو ڈپٹا

کچھ پتا چلا؟زمان نے اپنے آفس میں کھڑے موحد سے پوچھا جس کو اس نے جینا کے بارے پتا لگانے کا کہا تھا

سوری ٹو سے زمان بٹ مجھے تو لگتا ہے کہ جینا عرفان نام کی کوئی ی لڑکی ہے ہی نہیں جتنی معلومات تم نے مجھے دی تھی میں نے پورے سات ماہ سے اس کیس پہ کام کر رہا ہوں پر ایک بات کیا کوئی ی نشانی بھی نہیں ملی اور تمہارا کزن جس کو بتایا گیا تھا ہائے وے کہ قریب جہاں ایکسڈنٹ ہوا تھا وہاں جو گاڑی ملی تھی اور کسی کے خون کے نشان تو ابھی تک ان کا بھی کچھ پتا نہیں چلا۔ موحد نے سنجیدگی سے زمان کو سب بتایا وہ زمان کا دوست بھی تھا اور اس کا تعلق ایجنسی سے تھا اس لیے زمان نے اس کو جینا کی تلاش کا کام سونپا تھا زمان نے اپنے ہر سورسز سے جینا کی معلومات کروانی چاہی تھی پر جینا کا نام نشان تک نہیں مل رہا تھا جس سے وہ ذہنی دباؤ کا شکار ہو رہا تھا۔

موحد ایسا کیسے ہو سکتا ہے کہ کچھ بھی پتا نہیں لگا تمہیں ایک رات میں جینا کہا جا سکتی ہے وہ تو کسی کو جانتی بھی نہیں۔ زمان نے سوال کیا

یہی بات تو مجھے خود پریشان کر رہی ہے پر ہو نہ ہو اس کا تعلق ایکسڈنٹ والی جگہ سے ضرور ہو گا۔ موحد نے پر یقین لہجے میں کہا تھا نرس میری وائی ف کیسی ہیں اور ہم کب تک ان سے مل سکتے ہیں؟ حسن نے پاس سے گزرتی نرس سے سوال کیا

جی بس کچھ ٹائم بعد اس کو روم میں شفٹ کرینگے تب آپ مل سکتے ہیں۔ نرس جواب دے کر چلی گ ئی۔

میں تب تک شکرانے کے نوافل ادا کر آؤں۔ حسن نے بچہ مریم بیگم کو دے کر کہا تو سب مسکرا دی ئی ے

بیشک اللہ کا شکر ادا کرنا تو بنتا ہے۔ قدسیہ بیگم نے مسکرا کر کہا۔

امی جان یہ مجھے پہ کیوں نہیں گیا؟ فلک نے سوئے ہوئے چھوٹے بچے کی طرف دیکھ کر کہا جو بہت گورا اور معصوم لگ رہا تھا پر ابھی اس کو دنیا میں آئے وقت ہی کتنا ہوا تھا فلک ابھی سے تو پتا نہیں لگے گا نہ اور مجھے تو یہ لگتا ہے کہ گل پہ جائے گا۔ مریم بیگم نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

پر بھانجا تو اپنی خالہ پہ جاتا ہے۔ فلک نے منہ بگاڑ کر کہا

اف فلک تمہارے جیسا ہو جائے گا بڑا ہو کر ہم اس کو کہہ دینگے شکل کا نہ بھی تو عقل پہ ضرور تم پہ جائے گا۔ قدسیہ بیگم نے فلک سے کہا

اچھا یہ بھی ٹھیک ہے پھر۔ فلک خوش ہوتے ہوئے بولی۔

میں نے بھی اب شکرانے کے نوافل پڑھنے تھے۔ مریم بیگم کہہ کر اٹھ گ ئی تو زمان بچے کی طرف متوجہ ہوا جس کی آنکھیں ابھی تک بند تھی زمان اس کو دیکھ کر مسکرایا اور اس کے ماتھے پہ پیار کیا۔

ہاں میں بس آرہا ہوں آفس تم ساری تیاری مکمل رکھنا یہ کنٹریکٹ ہمیں ہی ملنا چاہیے۔زمان گاڑی ڈرائی یو کر کے اپنے سیکیٹری سے بولا

جی سر سب ریڈی ہے بس آپ کا انتظار ہے آپ آجائے پھر ہی میٹنگ شروع ہو گی۔اعجاز جو اس کا سیکیٹری تھا فورن سے بولا۔

ہمم بس دس منٹ۔زمان کہتے کال کٹ کی اور موبائل ڈیش بورڈ پہ رکھ دیا۔

اسلام علیکم سر۔زمان جیسے پہنچا سب نے اس کو سلام کیا زمان سر کے اشارے سے جواب دیتا میٹنگ روم کی طرف بڑھ گیا اور جا کر اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا میٹنگ کے شروع ہونے کے بعد سب اس کے بحث مباحث کرنے لگے

مسٹر زمان آج کے دن امان شاہ کا ہونا ضروری تھا ان کی غیر موجودگی کی وجہ جان سکتے ہیں؟ شکیل بلوچ نے زمان سے پوچھا

نہیں۔زمان نے ٹکا سا جواب دیا۔

اسکیوز می۔شکیل بلوچ کو اس کے جواب پہ اپنی تزلیل محسوس ہوئی ی۔

ہم یہاں میٹنگ پہ آئے ہیں نہ کہ گوسپ کرنے۔زمان نے سنجیدگی سے ان کو بتایا۔

ہاں پر یہ بہت بڑا پروجیکٹ ہے ہم ایسے تو آپ کو نہیں دے سکتے نہ وہ بڑے ہیں ہم نے پندرہ سال ان کے ساتھ کا کیا ہے۔شکیل بلوچ نے کہا

بلکل پر اب یہ سیٹ میں نے اب سنبھالی ہے اور میں ہی بزنس سارا دیکھتا ہوں اب آپ پہ ہے کہ آپ ہماری کمپنی کو یہ کنٹریکٹ دیتے ہیں کہ نہیں کیوں کی ہمارے ساتھ کام کرنے میں جتنا آپ کو فائدہ ہو گا اتنا ہمیں آپ کے ساتھ کام کرنے میں نہیں ہو گا اب آگے آپ کی مرضی آپ کیا فیصلا کرتے ہیں۔زمان سنجیدگی سے بولا

مبارک ہو مسٹر زمان یہ پروجیکٹ آپ کو ہی ہماری کمپنی نے دیا ہے آپ کی ایک سال میں ہی بہت اچھی کارکردگی ہے ازمان اپنی سرخ آنکھوں سے ان کی طرف دیکھ کر بولا۔

گل کا آپریشن ہے آج تمہاری بہن اور تمہارا عزیز دوست کو تمہاری ضرورت ہے اور تم یہاں ایسے بیٹھے ہو۔قدسیہ بیگم نے اس کو یاد کروایہ گل شادی کے ایک سال بعد امید سے ہوئی ی تھی اور رات میں اس کی طبیعت اچانک سے خراب ہو گئی تھی اور کجھ ہی ٹائم بعد وہ ایک ننھی سی جان کو جنم دینے والی تھی سب ہوسپٹل میں تھے سوائے زمان کے اور قدسیہ بیگم اپنا کجھ ضروری سامان لینے آئی ی تھی۔

مجھے بھی تو ضرورت ہے اس کی تو کوئی ی میری ضرورت کا خیال کیوں نہیں کرتا؟زمان نے سوال کیا۔

مجھے حسن نے سب بتایا تھا زمان اور مجھے جینا کی تم سے محبت کا بھی پر میرے بیٹے تم اتنے

مطلبی کب سے ہو گئی ے۔قدسیہ بیگم اس کی بات سن کر بولی

محبت انسان کو سب کچھ بنا دیتی ہے اگر میں آپ کو مطلبی لگ رہا ہوں تو مطلبی ہی صحیح۔زمان طنزیہ ہنسی ہنس کر بولا

تم نے پہلے اپنا سوچ کر اس کو ٹھکرا دیا اور جب تمہارے دل نے اس کی تمنا کی تو اب تمہیں اپنے سکون اور چین خوشی کے لیے وہ چاہیے یہ مطلب اور خود پرستی ہی تو ہے مانا کہ محبت میں انسان خود غرض بن جاتا ہے پر تم نے حد ہی پار کر دی۔قدسیہ بیگم افسوس سے زمان کا چہرہ دیکھ کر بولی۔

پر مجھے بس اپنے سکون کے لیے تو نہیں چاہیے۔زمان نے کمزور سی دلیل دی

زمان فریش ہو جاؤ ہم نے ہسپتال جانا ہے تب تک میں میڈ سے کہہ کر تمہارا کمرہ سیٹ کروا دیتی ہوں۔قدسیہ بیگم اس کی بات نظر انداز کر کے بولی۔

میں ابھی اس کنڈیشن میں نہیں کہ کہیں جا پاؤں۔زمان سنجیدگی سے بولا۔

فریش ہو جاؤ میں باہر تمہارا انتظار کر رہی ہوں۔قدسیہ بیگم حکم دیتی نکل گئی زمان کچھ پل تو بیٹھا رہا پھر بچتا بچاتا خود کو واشروم کی طرف بڑھ گیا کمرے میں بہت سارے کانچ کے ٹکڑے بکھرے پڑے تھے۔

آ گیا بہن کا خیال؟ زمان جیسے ہی ہوسپٹل پہنچا تو کوریڈور میں بیٹھے امان شاہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا

اباجان پلیز یہ طنزیہ گفتگو آپ پر بلکل سوٹ نہیں کرتی مت کیا کرے۔ زمان آہستہ آواز میں ان سے بولا

تو بتادو کیا کرتا ہے سوٹ ہم پہ دوبارہ ہم سے بات کرنے وقت اس گفتگو کا انتخاب کرینگے۔ امان شاہ بھگو کر تیر مارا۔ زمان ایک نظر ان پہ ڈالتا حسن کے پاس گیا جو پریشانی سے چکر لگا رہا تھا۔

پریشان مت ہو سب ٹھیک ہو گا۔ زمان نے اس کی تسلی دی۔

ہاں پر ابھی تک ان کو آجانا چاہیے تھا آپریشن ختم کر کے۔ حسن نے رک کر اس کو کہا

زمان ابھی کچھ کہتا کہ نرس ایک گلابی رنگ کے کمبل میں ایک بچہ لیکر آئی ی جو امان شاہ نے آگے بھر کر تھام لیا۔

مبارک ہو بیٹا ہوا ہے۔ نرس نے بچہ ان کی طرف بڑھا کر مسکرا کر بولی جس پہ سب نے ماشااللہ کہا پھر سب نے باری باری بچے کو پیار کیا حسن کے پاؤں زمین پہ ہی نہیں ٹک رہے تھے اس کو یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ باپ کے رتبے پہ فائز ہو گیا کار کردگی ہے اپنے بزنس میں۔ شکیل بلوچ اٹھ کر زمان سے ہاتھ ملا کر بولے۔

شکریہ۔زمان نے یک لفظی جواب دیا۔

نام کیا سوچا ہے بچے کا؟ حسن نے گل سے پوچھا جو ابا جان رکھے آذان تو وہ دینگے نہ اس کے کان میں۔ گل نے اپنی گود لیٹے بچے کے ماتھے پہ پیار کرتے کہا جو مسکراتا ان کو دیکھ رہا تھا۔

پھر تو نام بھی ڈن ہو گیا۔ حسن نے مسکرا کر کہا

مطلب؟ گل نا سمجھی سے بولی

ہم بڑے ابا جان کو کہہ دینگے کہ اس بچے کا نام آذان رکھے۔ حسن نے بتایا۔

آذان۔ گل نے مسکرا کر نام دوہرایا۔

بلکل میری جان۔ حسن نے کہنے کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں پہ بوسہ دیا۔

آذان تو تم نے دینی ہے حسن باپ تم ہو اس کے میں تو دادا ہوں۔امان شاہ نے حسن سے کہا جو اس کو اپنے بچے کہ کان میں آذان پڑھنے کا کہہ رہا تھا وہ اس وقت وہی تھے جہاں گل کو پرائی یویٹ روم میں شفٹ کیا تھا کل اس نے ڈسچارج ہو کر گھر واپس آنا تھا۔

پر بڑے ابا جان آپ بڑے ہیں تو آپ دیتے تو زیادہ بہتر ہوتا۔ حسن نے کہا۔

نہیں تمہیں دینی ہے یہ کام باپ کا ہوتا ہے اور بچے کی پیدائی ش ہو تو پہلے اس کے کان میں آذان ہو تو زیادہ اچھا ہوتا ہے کہ وہ جیسے ہی پہلا جملہ سننے تو وہ اللہ ہو اور تم نے اتنی دیر کر دی ہے۔امان شاہ نے مسکرا کر کہا پھر حسن نے بچے کے کان میں آذان دی اور اس کا نام آذان رکھا تھا۔

کیسے ہو زمان کافی مصروف ہو گ ئی ے ہو تم۔زمان کسی کام سے شاپنگ مال آیا تھا جہاں اس کی ملاقات اس کے کالج فیلو لیلا سے ہوئی ی۔

ٹھیک اور تم یہاں کیسے تم تو باہر شفٹ نہیں ہو گ ئی تھی۔زمان اس کو دیکھ کر بولا

میں تو کچھ ماہ پہلے ہی آئی ی تھی سوچا تھا کہ اب سب دوستوں سے ملوں گی اور دیکھو تمہیں مجھے یہاں مل گ ئی ے۔لیلا نے مسکرا کر بتایا۔

نائی س مجھے کچھ کام تھا بس میں یہاں اس لیے آگیا ورنہ میں نہیں آتا۔زمان نے بتایا۔

مطلب تو یہی ہوا نہ پھر کے خدا ہماری ملاقات کروانا چاہتا تھا۔لیلا نے شوخ لہجے میں کہا۔

ہمم۔زمان نے بس سر ہلایا۔

اچھا یہ بتاؤ شادی ہو گ ئی ہے تمہاری کے ابھی کنوارے ہو؟لیلا اس کے ساتھ چلتے

چلتے پوچھنے لگی۔

ابھی شادی کا نہیں سوچا۔زمان نے بتایا۔

اف ایک تو تم ہینڈسم مرد شادی میں تاخیر بہت کرتے ہو۔لیلا نے ناک سکوڑ کر کہا۔

تمہارا کیا پلین ہے فیوچر میں پھر؟زمان اس کی طرف دیکھ کر پوچھا

ابھی تو کچھ خاص نہیں مما شادی کا سوچ رہی ہے پر ابھی کچھ سال کا مجھے ریلیف چاہیے۔لیلا نے اپنے بال کان کے پیچھے کر کے بتایا۔

کیوں چاہیے ریلیف؟زمان نے پوچھا

تمہیں عماد یاد ہے جو ہمارا ساتھ پڑھتا تھا؟لیلا نے اس کو یاد کروانا چاہا۔

ہاں وہ چشماٹو جو سارا ٹائم اپنی عینک کو ٹھیک کرنے میں لگا رہتا تھا۔زمان نے کچھ یاد آنے پہ ہنس کر کہا۔

زمان۔لیلا نے اس کے اِسطرح کہنے پہ گھورا۔

اچھا اچھا بتاؤ تم ؟ تم۔زمان اب کی سنجیدگی سے بولا

ہاں وہی پر اب وہ کافی چینج ہو گیا ہے سمارٹ اور گڈ لوکینگ ہو گیا ہے اور ہم ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں پر اس کا بزنس ابھی نیا اسٹابلیش ہوا ہے تو اس کو کچھ وقت چاہیے۔لیلا نے اس کو بتایا۔

اوہ پر تمہیں تو وہ کچھ خاص پسند نہیں ہوتا تھا تو اب شادی زندگی کا بہت بڑا فیصلا ہے گزار لوں گی اس کے ساتھ۔زمان نے اس سے پوچھا۔

پہلے نہیں ہوتا تھا پر اب ہے اور ہماری رائے ایک انسان کے لیے ہمیشہ ایک نہیں رہتی ایک وقت ایسا آتا ہے کہ ہماری سوچ دوسرے انسان کے لیے بدل جاتی ہے کبھی وہ بدلاؤ اچھا ہوتا ہے تو کبھی برا۔لیلا نے مسکرا کر بتایا۔

ہاں یہ تو تم نے سہی کہا کہ سوچ جذبات بدلنے میں وقت نہیں لگتا پر جذبات سمجھنے میں انسان کبھی کبھی دیر کر دیتا ہے۔زمان نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

ہاں ویسے ہی بلکل جس طرح ہمیں کوئی ی چیز میسر ہوتی ہے اور ہم قدر نہیں کرتے مگر جب ہی چیز دور چلی جاتی ہے تو اس کی کمی ہمیں شدت سے محسوس ہوتی ہے۔لیلا نے اس کی بات پہ سمجھنے والے انداز میں کہا زمان نے بنا کوئی ی جواب دی ئی ے اس کو دوبارہ ملنے کا کہتا اپنے راستے چلا گیا۔

اباجان مجھے آپ کو کچھ بتانا تھا۔زمان امان شاہ کہ کمرے میں آتا بولا

کہو؟امان شاہ نے اجازت دی۔

میں دراصل آفس کے کام سے لاہور جا رہا ہوں ایک ٹینڈر ہے اس کا وزٹ کرنا ہے کچھ

دن لگے گے واپسی پہ سوچا آپ کو اور امی جان کو بتادوں۔زمان نے کہا

ٹھیک ہے تمہارا کام ہے تمہیں بہتر پتا ہو گا۔امان شاہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

جی۔زمان بولا۔

کس کے ساتھ ہے پھر میٹنگ اور وہ ٹینڈر کس کے نام پہ ہے؟امان شاہ نے سوال کیا۔

آفاق آفندی نام ہے لاہور میں اس کا بہت بڑا بزنس ہے اور یہ ٹینڈر بھی شاید اسی کے نام ہے مجھے سائٹ پہ جانا ہے وہاں تو اس سے بھی ملاقات شاید ہو جائے یا اس کے سیکیٹری سے۔زمان نے تفصیلی جواب دیا۔

آفاق آفندی نام تو میں نے پہلی دفعہ سنا ہے۔امان شاہ نے کہا

میری ملاقات بھی اس سے پہلی دفعہ ہو گی۔زمان نے بتایا۔

ٹھیک بزنس میں انسان ہر نئے پرانے لوگوں سے مل لیتا ہے۔امان شاہ مسکرا کر بولے۔

جی یہ تو ہے۔امان متفق ہو کے بولا

کب جانا ہے تم نے؟امان شاہ نے پوچھا۔

صبح نو بجے۔امان نے ٹائم بتایا۔

سر ہم نے آفاق آفندی سے بات کر لی ہے اور آپ سے وہ لاہور میں ضرور ملینگے۔اعجاز نے زمان کو انفارم کیا

گڈ بٹ تم تو کہہ رہے تھے کہ وہ زیادہ تر میٹنگس میں اپنے سیکیٹری کو بھیجتا ہے۔زمان نے کہا وہ لاہور جانے کے لیے نکل چکے تھے۔

جی سر پر ان کی جو سیکیٹری ہے وہ لڑکی ہے اس بار اور اس لیے وہ اس کو اکیلے نہیں بھیجتے خود ساتھ ہوتے ہیں۔اعجاز نے وجہ بتائی

سہی۔زمان بس اتنا بولا۔

میں نے ان کی سیکیٹری کو ای میل اور آپ کے بارے میں معلو معلومات دے دی تھی۔اعجاز نے اور بتایا

ہمیں بس اس ٹینڈر سے مطلب ہے اور بس آفاق آفندی کی سیکیٹری سے نہیں۔زمان نے کہا اور ای ئی رفون اپنے کان میں گھسالی۔لاہور پہنچ کر زمان اپنے فلیٹ میں گیا جو اس نے لیا تھا وہ کمرے میں فریش ہونے کے بعد ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑا ہو کر اپنے بال سیٹ کرنے لگا مر رمیں اپنا چہرہ دیکھنے کے بعد اس کے دماغ میں ایک شعر اچانک سے آگیا جو اکثر وہ جینا کے بارے میں سوچتا تو آجاتا تھا مرزا غالب کا۔

آئی ینہ دیکھ کر اپنا سامنہ لیکر رہ گ ئی ے

صاحب کو دل نہ دینے پہ کتنا غرور تھا۔

زمان جب کبھی یہ شعر دوہراتا اس کو مطلب سمجھ میں نہ آتا زمان اپنا سر جھٹکتا تیار ہونے لگا کیوں کی اس کو پتا تھا اگر وہ جینا کو بارے میں سوچتا تو وقت نے ایسے ہی گزر جانا تھا اور اس کو پتا بھی نہیں لگنا تھا۔

کہاں ہو جینا واپس آجاؤ میں اب کبھی تمہیں کوئی ی تکلیف نہیں دوگا۔ زمان تصور میں اس کو دیکھتا بولنے لگا۔

انتظار رہتا ہے تمہارا کبھی صبر سے تو

کبھی بے صبری سے۔

آذان سو گیا؟ گل باہر لان میں آئی ی تو مریم بیگم نے پوچھا۔

جی چھوٹی امی جان بہت مشکل سے سولایا۔ گل بیٹھتے ہوئے بولی۔

نہیں سو رہا تھا تو مجھے دے دیتی ہم گیم کھیلتے۔ فلک نے چائے کا سپ لیتے ہوئے گل سے کہا۔

آرام سے سو جاتا تھا پہلے مگر تم نے جو کچھ دن اس کے سونے کے ٹائم اٹھاتی پھرتی تھی نہ اس سے اب وہ سونا نہیں بس چاہتا ہے کہ کوئی ی اس کو بس گھماتا رہے۔ گل نے گھور

کر فلک سے کہا۔

ہاں تو دن میں میرا وقت پڑھائی ی کرتے گزرتا ہے اور آج تو چھٹی تھی میں نے سوچا آزان سے باتیں کروں گی مگر تم ظالم چاہتی ہو کہ وہ بس سوتا رہے۔ فلک نے آنکھیں سکوڑتے اس کو دیکھ کر کہا۔

وہ تو جیسے تمہاری باتیں سناتا ہے نہ۔ گل نے طنزیہ کہا مریم بیگم ان کو بس لڑتا دیکھ رہی تھی۔

الحمد اللہ سنتا ہے وہ الگ بات ہے کہ سمجھتا کچھ نہیں۔ فلک نے بالوں کی لٹ گھماتے ہوئے کہا۔

سن لیں امی جان۔ گل نے مریم کی طرف دیکھ کر کہا

ہاں تو اور کیا سمجھتا کچھ نہیں اس لیے میں چاہتی ہوں کہ وہ میرے ساتھ زیادہ وقت گزارے تاکہ میری طرح عقلمند ذہن اور الٹرا ٹیلینٹڈ بنے۔ فلک نے اِترا کر کہا۔

گل بی بی وہ آذان اٹھ گ ئی ے ہیں اور رو رہے ہیں۔ گل کچھ بولنے والی تھی کہ ملازمہ اس کے پاس آکر بولی۔

ابھی تو میں اس کو سولا کر آئی ی تھی اور اتنی جلدی اٹھ بھی گیا۔ گل اپنا سر پکڑ کر بولی۔

ہاں سونے کا علاوہ بھی انسان کا دل چاہتا ہے کوئی ی اور کام کرے۔ فلک کہتے ہی وہاں

سے بھاگ گئی آذان کے پاس

چھوٹی امی جان فلک نے اپنی اتنی عادت ڈالی ہے آذان میں کہ رات کو وہ میرے سے چپ ہی نہیں ہوتا بس روتا رہتا ہے نہ خود سوتا ہے نہ مجھے سونے دیتا ہے۔ گل نے مریم بیگم کو پریشانی سے بتایا

بچے یہی تو کرتے ہیں نہ اور بچہ پیدا کرنا یا اس کی پرورش کرنا انتظار میں وہ بے چین رہتا تھا جس کا کچھ پتا نہیں مل رہا تھا اور آج وہ اس کو ملی بھی تھی تو کہاں جہاں اس نے کبھی سوچا بھی نہیں تھا وہ اس کے سامنے کھڑی تھی سکن کلر کے پرنٹڈ سوٹ میں سلیقے سے ڈوپٹہ سر پہ جمائے۔

زمان آر یو اوکے؟ آفاق نے سوال کیا۔

ہاں میں ٹھیک ہوں۔ زمان ہوش میں آتا بولا جب کی نظریں ابھی تک لڑکی پہ ہی تھی جو پیپرز کو اپر نیچے کر رہی تھی۔

یہ ہے جنت میری سیکیٹری۔ آفاق نے تعارف کروایا

جنت؟ زمان شاک میں اس کو دیکھ کر بولا۔

ہاں کیوں۔ آفاق تعجب سے بولا۔

نہیں بس ایسے ہی۔ زمان گڑبڑا کر بولا

جنت میں نے تمہیں بتایا تھا نہ زمان علی کا یہ وہی ہے زمان علی شاہ۔ آفاق لڑکی کے سامنے کھڑے ہوتے ہوئے بتایا۔

نائی س ٹو میٹ مس ''جنت'' زمان اس کے سامنے کھڑا ہوتا نام پہ زور دیتا اس کی طرف اپنا مضبوط ہاتھ بڑھا کر بولا۔

اسلام علیکم مسٹر زمان بٹ میں کسی غیر مرد سے ہاتھ نہیں ملاتی۔ سنجیدگی سے کہا گیا۔ زمان کو اس کی زبان سے علی کے بجائے زمان سن کر ایسا لگا کہ کسی نے زوردار تھپڑ اس کے منہ پہ مارا ہو اور وہ اس کو غیر مرد بول رہی تھی اس نے کہاں سوچا تھا کہ جینا کبھی اس سے اِس طرح سے بھی مخاطب کر سکتی تھی پر زمان کو اس کی نظریں تکلیف دے رہی تھی جس میں شناسائی کی رمق تک نہ تھی جو اکثر اس کو دیکھنے پہ جگنوں اور چمک ہوتی تھی وہ اب زمان کو ڈھونڈنے سے بھی نہیں ملی۔

سوری زمان پر یہ حقیقت ہے جنت ہاتھ نہیں ملاتی میرے علاوہ کسی سے بھی مجھے جنت کا دوست ہونے کا شرف حاصل ہے۔ آفاق اس کو معذرت کرتا بولا

کوئی ی بات نہیں۔ زمان جینا عرف جنت جو کوئی ی بھی تھی اس کی طرف دیکھ کر بولا۔

آفاق سر میٹنگ روم چلے؟ جنت نے آفاق سے کہا زمان کو ہر طرح سے نظر انداز کیا گیا

جیسے کے وہ ہو ہی نہ۔

ہاں چلو۔آفاق ایک فائی ل پکڑتا بولا۔پھر وہ چاروں میٹنگ روم کی طرف بڑھ گئی ے جہاں باقی لوگ ان کا انتظار کر رہے تھے زمان جس سائی یڈ بیٹھا تھا وہاں جنت جینا کو دیکھ آسانی سے دیکھ سکتا تھا زمان کا پورا دھیان اس پہ ہی تھا جب کی جینا جنت نے ایک دفعہ بھی اس کو نہیں دیکھا تھا اپنی اتنی نظر اندازی پہ زمان کا دل تکلیف کی شدت سے بھر آیا تھا۔

بدلے ہیں انداز ان کے کچھ اس انداز

سے کہ اب وہ بڑے انداز سے نظر انداز

کرتے ہیں۔

کسی ریسٹورنٹ میں چل کر آرام سے ڈسکشن کرتے ہیں۔آفاق میٹنگ روم سے باہر نکلنے کے بعد ان سے بولا۔

آفاق سر کھانے کا علاوہ بھی کچھ سوچ لیا کرو۔جنت نے طنزیہ کہا

ارے کھانے کا کہاں میں تو اس لیے کہہ رہا تھا تا کہ مائی ینڈ فریش ہو۔آفاق نے گڑ بڑا کر وضاحت دی۔

تو خیال بس ریسٹورنٹ کا ہی کیوں آیا اور جگہ کا کیوں نہیں آیا؟اس نے ہلکہ سا مسکرا کر

سوال کیا زمان کو اس کا آفاق سے اس طرح بات کرنا ایک آنکھ نہ بھایا مگر وہ چپ رہا اس کو موقع چاہیے تھا جینا سے بات کرنے کا جو یہاں ملنے کے اثار لگ ؟ پرورش کرنا اس کی دیکھ بھال ہوا اچھی تربیت کرنا اتنا آسان کام تھوڑی ی ہے ماں کو اس کے لیے اپنا سب کچھ نظر انداز کر کے اس کو وقت دینا ہوتا ہے اور ان سب میں سے پہلے قربان ان کی نیند ہوتی ہے اللہ نے ایسے ہی تو ماں کے پیروں میں جنت ڈالی۔ مریم بیگم نے اس کو سمجھایا جس پہ گل مسکرادی اور آرام سے اپنے لیے چائے نکالنے لگی اس کو پتا تھا اب جب تک حسن نہیں آجاتا فلک نے آذان کی جان نہیں چھوڑنی۔

یار کیا بندہ ہے ویری اوسم۔

چلنے کا انداز تو دیکھو

افف اللہ کوئی ی اتنا پیارا کیسے ہو سکتا ہے

کاش ان کو میں پسند آجاؤں۔

کیسے مغرونہ انداز میں سب کو نظر انداز کر رہا ہے۔ زمان جیسے ہی آفاق آفندی سے ملنے اس کے آفس آرہا تھا تو اس کے اسٹاف میں جو لڑکیاں تھی اس کو دیکھ کر کمنٹ کرنے لگی جس کو وہ نظر انداز کرتا اپنے سکیٹری کو اشارہ کرتا آفاق آفندی کے کیبن میں داخل

ہوا۔

ہیلو مسٹر زمان علی میں بھی آپ کا ویٹ کر رہا تھا۔زمان کے اندر داخل ہوتے ہی آفاق آفندی اپنی جگہ سے اٹھ کر بولے۔آفاق آفندی ایک پچیس سال کا جوان مرد تھا جو خوش شکل اور خوش مزاج دونوں تھا بزنس کے علاوہ اس کو ایڈونچر کا کریز تھا۔

ویٹ کیوں میں تو اپنے وقت پہ آیا ہوں۔زمان اس سے ہاتھ ملا کر بولا۔

وقت پہ تو آئے ہیں پر میں وقت سے پہلے آیا تھا اس لیے انتظار کرنا پڑا۔آفاق ہنس کر بولا۔

سہی تو آپ ہیں آفاق آفندی میں کسی بزرگ آدمی کا سوچ رہا تھا کہ وہ ہو گا۔زمان سنجیدگی سے اس کو دیکھ کر بولا۔

جی میں ہوں آفاق آفندی اور سوچنے سے کیا ہو گا اگر حقیقت کچھ اور ہو تو۔آفاق شوخ لہجے میں بولا

کام کی بات کرے۔زمان بولا

شیور اینڈ سٹ پلیز۔آفاق اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا بولا

ویسے آپ کو میرے ساتھی اعجاز نے اپ ڈیٹ بتا دی ہو گی۔زمان بیٹھتے ہوئے بولا جب کے اس کا سیکیٹری اعجاز اس کے پیچھے ہاتھ باندھے کھڑا تھا۔

ہاں بتایا تو تھا اور ہم سوچ رہے تھے آپ کی آفر کے بارے میں میری سیکٹری اور جو میری دوست بھی ہے وہ آئے تو میں آپ کو کچھ پیپرز دیکھاتا ہوں۔ آفاق نے جواب دیا تبھی کیبن کا دروازہ نوک کرتے کوئی ی داخل ہوا زمان نے اس کی طرف دھیان نہیں دیا پر آفاق کا چہرہ دروازہ کی طرف ہی تھا وہ بولا۔

اتنی دیر کر دی تم نے۔

سوری بٹ ٹریفک بہت زیادہ تھی اس لیے کچھ دیر ہو گئی۔ سنجیدگی سے وجہ بتائی گئی آواز سن کر زمان کو حیرت کا شدید جھٹکا لگا وہ بے ساختہ اپنی جگہ سے اٹھ کر مڑ کر آنے والی ہستی کو دیکھا اس کو اسطرح اٹھتا دیکھ کر آفاق بھی اٹھ گیا مگر زمان کو یقین نہیں آرہا تھا کہ وہ جس کو دیکھ رہا ہے وہ واقعے میں حقیقت ہے اس نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھول کر دیکھا مگر منظر وہی تھا زمان کو سمجھ نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا ریکشن دے جینا ہاں جینا عرفان جس کی تلاش اس نے دو سال سے کی جس سے ملنے کے انتظار لگ نہیں رہے تھے۔

جب کبھی بولتا ہے ہنس کر کسی اور سے تو

کتنے خنجر میرے سینے میں اُتر جاتے ہیں۔

اب خیال خیال کی بات ہے کیا کہا جا سکتا ہے۔ آفاق نے کندھے اچکا کر کہا

سر ایک ایمر جنسی ہوئی ی ہے کیا میں جاؤں؟ اعجاز نے زمان سے پوچھا۔

ہمم جاؤ۔ زمان نے کوئی ی سوال کیے بنا اجازت دی۔

تھینک یو سر۔ اعجاز شکریہ ادا کرتا نکل گیا۔

افف اس کی بھی کال ابھی آنی تھی۔ آفاق کا موبائل رنگ کیا تو بولا۔

کس کی کال ہے؟ جنت نے پوچھا۔

زمزم کی۔ آفاق نے بتایا۔

زمان اف یو ڈونٹ مائی نڈا گر میں کچھ ٹائم یہ کال سن لوں۔ آفاق نے زمان سے پوچھا

زمان تو خوش ہی ہو گیا اور شکر ادا کرنے لگا۔

ہاں کیوں نہیں تم سن لو کال ٹیک یو ٹائم۔ زمان اپنے لہجے کو سنجیدہ رکھ کر بولا۔

او کے بس میں ابھی آیا۔ آفاق بول کر ایک طرف چلا گیا۔ جنت نے بھی جانے کے لیے قدم بڑھایا ہی تھا کہ زمان نے اس ہاتھ پکڑ کر سامنے والے کیبن میں لے گیا اور اس کو لوک کیا جنت کسی پتنگ کی طرح اس کے ساتھ چلتی گ ئی۔

یہ کیا بد تمیزی ہے مسٹر زمان۔ جنت اس سے دور ہو کر سخت لہجے میں بولی۔

ڈونٹ سے می زمان سے علی او نلی علی۔ زمان اس کا بازوں پکڑتا بولا۔

اپنی حد میں رہے۔ غصے سے کہا گیا۔

جینا تم کہاں چلی گ ئی تھی تمہیں پتا بھی ہے نہیں میں کتنا تڑپا ہوں تمہارے لیے اور تم اس طرح گم ہو گ ئی کہ ملی ہی نہیں کہیں۔ زمان محبت سے اس کا چہرہ تھام کر ایک ایک لفظ بتاتا گیا۔

کون جینا میں جینا نہیں جن

وہ جنت کہنے والی تھی کہ زمان اس کے ہونٹوں پہ انگلی رکھ دی اور اس کو آگے کہنے سے روک لیا۔

کس کو بیوقوف بنا رہی ہو تم مجھے اپنے علی کو۔ زمان اس کے کان کے پاس اپنے لب رکھتا سرگوشی لہجے میں بولا جینا نے بے ساختہ اپنی آنکھیں بند کر لی اور گہرے سانس لینے لگی۔

تم ٹھیک ہو؟ زمان اس کو گہری سانسیں بھرتا دیکھ کر فکر مند ہوا۔

دور رہو مجھ سے۔ جینا نے اپنا چہرہ دوسری طرف کر کے کہا۔

جینا

مت کہو مجھے جینا جنت نام ہے میرا۔ زمان کے بولنے سے پہلے ہی جینا نے چیخ کر کہا۔

نام بدلنے سے حقیقت نہیں بدل جاتی جینا عرفان۔ زمان اس کا چہرہ اپنی طرف کر کے اس کے نام پہ زور دے کہ بولا۔

مجھے جانا ہے باہر آفاق سر مجھے نہ پا کر پریشان ہو گے اور آپ بھی یہی ہے۔ جینا نے پریشانی سے دروازے کی جانب دیکھ کر کہا۔

اس کا نام اپنی زبان سے نہ لو اور دوسری بات وہ پریشان ہو یا نہ ہو تم اس کی فکر نہ کرو بس میری بات سنو میری پریشانی دیکھو۔ زمان پہلے سخت پھر آرام سے بولا۔

وہ میرا دوست بھی ہے اور بوس بھی میں فکر بھی کروں گی اس کی اور نام بھی لوں گی آپ کو بتانے کی ضرورت نہیں۔ جینا نے طنزیہ کہا

جینا کیا ہو گیا ہے کیوں اس طرح اسٹینجر کی طرح بات کر رہی ہو آپ جناب کہہ کر۔ زمان نے چڑ کر کہا۔

مسٹر زمان مجھے آپ کی کسی بات کا جواب نہیں دینا۔ جینا نے دو ٹوک کہا۔

علی کہو۔ زمان ضبط کرتا بولا۔

آپکا نام جو ہے میں اسی سے پکاروں گی۔ جینا کہتے ہی جانے لگی۔

مجھے پتا ہے تم ناراض ہو پر میں معافی چاہتا ہوں پلیز مجھے معاف کرو۔ زمان منت بھرے لہجے میں بولا۔

میں کیوں ناراض ہو گی شاید کوئی غلط فہمی ہوئی ہے آپ کو جینا نے نظریں چڑا کر بولا

جینا عرفان کب تک تمہارا یہ جنت بننے کا ڈرامہ چلے گا۔زمان بیزاری سے بولا

دیکھو زمان

علی۔زمان نے یاد کروایا۔

Whatever, منہ بنا کے کہہ گیا

دیکھو جینا عرفان ابھی تو زیادہ ٹائم نہیں پر میں تم سے ملنا چاہوں گا اور وہاں ساری باتیں ہو گی۔زمان اس کے ماتھے پہ اپنے لب رکھتا وہاں سے چلا گیا جب کی پیچھے جینا پتھر کی ہو گئی اس نے اپنا ہاتھ اپنے ماتھے پہ رکھا اور نفعی میں سر ہلاتی باہر نکل گئی اس نے کمزور نہیں پڑنا تھا خود کو باور کروایا۔

آفاق میں گھر چلتی ہوں اب۔جینا اس کے کیبن میں آتی بولی۔

اچھا زمان سے بھی بات ہوئی ی وہ کہہ گیا کہ ٹینڈر پہ ملاقات ہو گی۔آفاق نے بتایا۔

ہمم۔جینا نے بس اتنا کہا۔

اپسیٹ لگ رہی ہو۔آفاق نے پوچھا۔

ہلکا سا سر میں درد تھا بس اور کچھ نہیں۔جینا نے سامان سمیٹ کر جواب دیا۔

اوہ سوری مجھے تمہیں زیادہ کام نہیں دینا چاہیے ابھی

آفاق پلیز۔جینا نے ٹوکا

میں چھوڑ آؤں؟ آفاق نے بات بدل کر آفر کی۔

نہیں میں زمزم کی گاڑی لیکر آئی ی تھی۔ جینا نے انکار کیا

اچھا سہی خیال سے جانا۔ آفاق نے ہدایت کی۔

بچی نہیں میں۔ جینا گھور کر کہتی نکل گ ئی۔ آفاق اس کے چڑنے پہ مسکرا دیا۔

زمان آج بہت خوش تھا گھر آکر اس نے حسن کو کال کر کے جینا کے مل جانے کا بتایا تو اس نے یقین نہیں کیا اس کو لگا زمان مزاق کر رہا ہے جو دو سال سے نہیں ملی وہ یوں اچانک اس کو لاہور میں کیسے مل گ ئی۔

زمان تم نے پی تو نہیں لی نہ؟ حسن نے سوال کیا۔

بکو مت حسن میں آج بہت خوش ہوں فائی نلی جینا مل گ ئی۔ زمان نے مسکرا کر کہا۔

ناراض ہو گی غصہ ہو گی تم پہ چیخی بھی ہو گی۔ حسن نے پوچھا

نہیں ایسا کچھ نہیں ہوا۔ زمان اداس ہو گیا

اچھا تم نے پوچھا پھر اس سے کہ کہاں چلی گ ئی تھی اور لاہور کیسے پہنچ گ ئی میں اس کو والدین کو بتا دو یا وہ ان کے رابطے میں ہے اگر رابطے میں ہے تو پاکستان میں کیا کر رہی ہے آمریکا کیوں نہیں گ ئی اور آمریکا نہیں گ ئی تو ہمیں خبر تو کرتی اپنے سلامت

ہونے کا تو بتاتی ہم کتنے پریشان تھے اس کے رات میں جانے کی وجہ سے۔ حسن ایک ہی سانس میں سارے سوال پوچھ ڈالے۔

کتا پیچھے پڑا ہے جو بنا سانس لیے بولے جا رہے ہو؟ زمان نے طنزیہ کہا۔

نہیں میں نے ویسے ہی پوچھا مجھے لگا شاید بعد میں پوچھنا بھول جاؤ ایسا ہوتا ہے نہ کے آپ کے دماغ میں بہت سوال ہوتے ہیں اور آپ جب پوچھتے ہیں تو اس وقت سب بھول جاتے ہیں اس میں نے ایک بار میں ہی پوچھ لیا تاکہ بھول نہ جاؤں۔ حسن نے زمان کو اپنا فلسفہ سنایا۔

ماشاءاللہ، اللہ اتنی عقل سب کو دے۔ زمان نے دوبارہ طنزیہ کہا۔

اچھا اب طنزیہ بند کرو اپنے اور جو پوچھا ہے وہ بتاؤ میں بھی لاہور آؤں گا جینا سے پوچھوں گا کہ اس نے ایسا کیوں کیا مجھ پہ یقین کرتی بتاتی ایسے ہی اس کو نہیں جانا چاہیے تھا۔ حسن نے کہا

ابھی مت آنا وہ تو اپنا نام ہی دوسرا بتا رہی ہے اور ایک عجیب بات کہ وہ آفاق آفندی کی سکیٹری ہے۔ زمان نے کچھ حیرانکن لہجے میں کہا۔

تمہیں دیکھ کر اس نے نہیں کہا مطلب جیسا پہلے۔ حسن نے بات ادھوری چھوڑ دی۔

نہیں بلکل نہیں پہلے جیسا کچھ نہیں تھا وہ مجھ سے ایسے بات کر رہی تھی جیسے میں اس

کے نیا ہوں اور مجھے زمان بول رہی تھی۔زمان نے افسردہ ہو کر بتایا وہ جہاں جینا سے ملنے پہ خوش تھا اتنا پریشان تھا جینا کے انداز دیکھ کر۔

نام زمان ہے تو زمان ہی کہے گی نہ۔حسن کو زمان کی آخری بات سمجھ نہ آئی ی۔

میرے لاکھ منع کرنے کہ بعد بھی وہ علی کہتی تھی۔زمان نے یاد کروایہ۔

اوہ۔حسن کو اچانک یاد آیا۔

اور تمہیں پتا ہے جب میں نے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا تو کہتی ہے میں غیر مردوں سے ہاتھ نہیں ملاتی۔زمان جل کہ بولا۔

ہاہا۔بڑا اچھا کیا جینی نے۔حسن قہقہہ لگا کر بولا۔

مزاق نہیں ہے حسن۔زمان سخت لہجے میں بولا۔

اوکے پر اب وہ تو چن چن کے بدلے گی تم سے۔حسن نے مزے سے بتایا۔

مطلب؟زمان کو سمجھ نہ آیا۔

مطلب یہ مکافاتِ عمل ہے رولایا ہے تو رونا بھی پڑے گا۔حسن گہری سانس بھر کر بولا۔

میں اس کی ہر بات مان لوں گا وہ جو چاہے سزا دے میں اُف تک نہیں کہوں گا بس وہ مجھے معاف کر دے۔زمان سانس خارج کرتا بولا۔

تمہیں پتا ہے عورت جو ہوتی ہے نہ دیکھنے میں بہت نازک ہوتی ہیں پر اگر اپنی پہ آئے نہ تو چٹانوں سے زیادہ سخت بن جاتی ہے۔ حسن نے زمان سے کہا۔

جانتا ہوں اور جینا تو پہلے سے ہی مضبوط تھی دوسری لڑکیوں کی نسبت کسی کا ایک لفظ نہ برداشت کرنے والی میری ہر بات ہر ڈانٹ غصہ چپ اور مسکراتے برداشت کر جاتی تھی۔ زمان آنکھیں بند کرتا بولا۔

پھر کونسا تم نے اس کی قدر کی۔ حسن نے کہا

غلطی پہ تھا تب احساس نہیں ہوا اب ہوا ہے احساس تو کہہ رہا ہوں۔ زمان نے بتایا۔

زمان اگر تم اس دن وہ الفاظ اپنے منہ سے اس کے لیے نہ نکالتے نہ تو وہ گھر سے نہ نکلتی اور نہ ہی آج جو ہے وہ پہلے ہوتا سب ٹھیک ہوتا نہ تم ایسے مجبور ہوتے نہ اس کے ماں باپ اس کے لیے تڑپتے۔ حسن نے اس کی غلطی بتائی۔

جانتا ہوں میں اس دن میں نے اس کا بھرم توڑ دیا اس کو لگا تھا میں اس پہ یقین کروں گا پر میں نے نہیں کیا۔ زمان قرب سے بولا

لڑکی سب کچھ برداشت کر سکتی ہے پر اپنے کردار پہ ایک حرف غلط نہیں سنے گی لڑکی کی شادی چاہے کسی آوارہ بدمعاش قسم کے مرد سے ہو جو اس کو مارتا ہو پیٹتا ہو ظلم کرتا ہو وہ اپنے گھر کو بسانے کے لیے سب برداشت کر لیں گی چپ رہ لیگی پر بات جب اس

کے کردار پہ آتی ہے نہ تو کسی کسی کی نہیں سنتی وہ چاہے پھر شوہر اس کے دل کا مکین ہی کیوں نہ ہو وہ چھوڑ دیتی ہے کیوں کی عورت کو کوئی ی بھی چیز اپنی عزت اور اپنے کردار سے بڑھ کر عزیز نہیں ہوتی۔ حسن نے زمان کو بتایا کہ اس سے کیا ہو گیا ہے۔

جینا معاف کر دے گی مجھے میں اس سے معافی مانگوں گا تو وہ محبت کرتی ہے مجھ سے معاف کر دے گی۔ زمان یقین سے کہا۔

دعا ہی کر سکتے ہیں۔ حسن ہنس کہ بولا۔

ہاں وہی کر لوں کیا پتا تمہاری دعا سے میرا بھلا ہو جائے۔ زمان نے دعا کرنے کا کہا

ہاں کروں گا اور اب کال کٹ رہا ہوں تمہاری طرح میں فارغ نہیں بلکہ ایک عدد بیوی اور بچے والا ہوں۔ حسن نے رعب سے کہا۔

تم کیا کال کٹ کرو گے میں خود کر لیتا ہوں۔ زمان نے کہتے ہی کال کٹ کر دی۔

کمینہ۔ حسن موبائل کو گھورتے بڑبڑایہ۔

جب سے آفس سے آئی ی ہو بہت ٹینس لگ رہی ہو کوئی ی بات ہوئی ی ہے کیا؟ زمزم نے کافی کا کپ جینا کو دیتے ہوئے سوال کیا۔

نہیں کوئی ی بات نہیں بس ہلکہ سا سر درد ہے آرام کروں گی تو ٹھیک ہو جائے گا۔ جینا

نے جواب دیا۔

اوہ پہلے بتاتی نہ میں تمہارا چیک اپ کرتی ہوں۔زمزم فکر مندی سے بولی۔

ارے نہیں اتنا بھی نہیں آپ کو تو موقع چاہیے اپنی ڈاکٹری دیکھانے کا۔جینا اس کو رکتے بولی۔

کیا کرو تم جو اپنی طرف سے اتنی لاپروہ ہو مجھے تو پھر کی ئی ر کرنی ہے نہ تمہاری۔زمزم نے وجہ بتائی ی۔

نہیں ہوں میں لاپروہ۔جینا نے کہا

جینا

جنت کہے۔جینا نے منت کی۔

یہاں کونسا ہمارے علاوہ کوئی ی ہے۔زمزم لاپروہ انداز میں بولی۔

میں چاہتی ہوں میں جینا نام سے نا پہچانی جاؤں میں کبھی نہیں چاہتی تھی کہ مجھ سے اب کوئی ی ملے پر۔جینا اتنا کہہ کر خاموش ہو گ ئی۔

پر کیا جینا؟زمزم نے پوچھا۔

کچھ نہیں میں بس آرام کرنا چاہتی ہوں۔جینا کپ رکھتی وہاں سے اٹھ گ ئی زمزم نے اس کو جاتا دیکھ کر سانس بھر کر رہ گ ئی۔کمرے میں آکر جینا آئی ینے کے سامنے

کھڑی ہو گئی اور خود کو دیکھنے لگی اس کو ابھی بھی اپنے ماتھے پہ زمان کا جلتا لمس محسوس ہو رہا تھا کتنی دعائیں کی تھی اس نے کہ کبھی زمان سے آمنا سامنا نہ ہوا گر ہو تو وہ اس کے دل میں نہ ہو تب وہ زمان کی محبت اپنے دل سے ختم کرنا چاہتی تھی پر محبت بھی کبھی انسان کے اندر سے ختم ہوئی ہے جینا بیڈ پہ لیٹ کر اپنی زندگی کے بارے میں سوچنے لگی کس قدر بدل گئی تھی دو سالوں میں نہ پہلے کی طرح وہ زندہ دل تھی اور نہ ہر وقت مسکراتی رہتی تھی ان دو سالوں نے اس سے سب کچھ چھین لیا تھا یا اس نے خود کو ان سب سے دور کر دیا تھا جینا کی آنکھوں سے آنسو نکلتے تکیے میں جذب ہو گئی ہے۔

اور پھر تمہارے بعد مجھے اس تکیے سے

محبت ہوئی ہے جس نے چپ چاپ

میرے آنسوؤں کا بھرم رکھا۔

دو سال قبل:

گاڑی پیر پہ لگنے کی وجہ سے اس کا سر ڈیش بورڈ پہ لگا تھا وہ کچھ دیر تو اپنا سر اس پہ جمائے رکھا جمائے رکھا پھر جلدی سے چاروں طرف دیکھنے لگا جہاں سوائے اندھیرے کہ کچھ

نہ تھااس حیرانی سے خود کو دیکھا پھر اپنے سینے پہ ہاتھ رکھ کر ماتھے پہ رکھا جہاں اس کو کچھ درد محسوس ہوا اس نے اپنا ہاتھ وہاں سے ہٹایا اور اپنے ہاتھ دعا کے انداز میں اٹھائی یں۔

یااللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر کے تم نے میری زندگی بچائی ی ورنہ مجھے تو لگا آج میں گیا کام سے پر آپ نے سوچا ہو گا ابھی اس دنیا کو میری ضرورت ہے ہائے ویسے اللہ میری توبہ جو میں اب کبھی ایڈونچر کے چکر میں ڈرائی یو کی آج تو میری یہ نازک جان بھی چلی جاتی پر شکر میں بچ گیا پر نجانے کس کو اپنی زندگی پیاری نہیں تھی جو میری گاڑی کے سامنے آگیا۔آخری بات پہ وہ چونکہ اور اپنے سر پہ ہاتھ مارا جو پہلے ہی زخمی تھا اس نے جلدی سے گاڑی سے نکل کر باہر دیکھنا چاہا کہ کیا ہوا پر شاید وہ جام ہو گیا تھا اس کی سیٹی گم ہو گئ ی دل زور سے دھڑک نے لگا اور اپنی گاڑی کی حالت دیکھی جہاں ونڈو سے دوھا آرہا تھا۔

اللہ جی میری عمر ہی کیا ہے بس ت ئ یس سال اتنی مدد کی ہے کچھ اور کر دو یہ لوک کھلوادے سچی ابھی میں مرنا نہیں چاہتا جل کے راکھ ہو کے تو بلکل بھی نہیں ایسے تو اللہ مجھے تو قبر بھی نصیب بھی نہیں ہو گی اور میں اللہ جی اتنا گناھگار بندہ بھی نہیں کہ آپ مجھے قبر بھی نہ دے۔اس نے کندھے سے دروازہ کو زور دے کر اللہ سے باتیں کرنے

لگا اس ماتھے پہ پہلے ہی چوٹ آئی ی تھی اپر سے گاڑی کا دروازہ توڑنے کے چکر میں سر درد کرنے لگا تھا اور کندھا الگ سے زخمی ہو گیا تھا پر اس نے کوشش جاری رکھی تھوڑا سا ہلنے کی آواز آئی ی تو اس نے شکر ادا کیا اور اس نے سیٹ بلیٹ اتار کر ایک اور دھکا دیا تو وہ جو پہلے سے ہی دروازے کا لوک شاید کھل گیا اس کے ایسے کرنے پہ وہ دھڑام سے گاڑی کی سیٹ سے گرتا روڈ پہ آ گرا وہ دوہائی یاد دینے ہی والا تھا پر اس کی نظر سامنے بیھوش پڑے وجود پہ پڑی جو اس کی وجہ سے ہی اس حال میں تھی وہ اپنی تکلیف نظر انداز کرتا اٹھ کر بھاگتا وہاں پہنچا سامنے لڑکی کو دنیا جہاں سے بے خبر اور اتنا خون دیکھ کر اس کا سانس خشک ہو گیا اس نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اپنی موبائل نکالنا چاہا جو نہیں تھی اس نے چہرے پہ ہاتھ پھیر دوبارہ اپنی گاڑی کی جانب آیا اور وہاں اپنی موبائل دیکھنے چاہی جو سیٹ سے نیچھے گری پڑی تھی اس نے ہاتھ بڑھا کر اس کو نکالا اور جلدی سے ایک نمبر ملایا جو دو بیل پہ اٹھالی گ ئی تھی۔

ہیلو کہاں ہو تم؟ اس نے چھوٹتے ہی سوال کیا۔

کیا بات ہے اتنے گھبرائے ہوئے کیوں ہو۔ دوسری طرف سے جواب کے بجائے سوال کیا گیا۔

سوال پہ جواب دینا ہوتا ہے نا کہ اپنا سوال پوچھا جاتا ہے۔ وہ پہلے ہی پریشان تھا اس کی

بات پہ تپ کہ بولا۔

میں تو کلنک پہ ہوں تمہیں بتایا تھا نہ کہ یہاں ہم آگ ئی ے تو میری دوست نے اپنی کلنک پہ آنے کا کہا تھا ابھی بس نکلنے والی ہوں۔ ❓

اس نے جواب دیا۔

میں ایک ایڈریس مسیج کر رہا ہوں جلدی سے وہاں پہنچو۔اس نے اپنی پیشانی پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

اوکے پر تم ٹھیک ہو تم تو اپنے دوستوں کے ساتھ تھے نہ؟اس نے پوچھا۔

خدا کے واسطے ابھی کچھ مت پوچھو جلدی سے آجاؤ دیر نہ ہو جائے۔اس نے سامنے بیھوش پڑی جینا کی طرف دیکھ کر کہا۔

اوکے ایم کمنگ۔اس نے تسلی دی۔اس نے موبائل جیب میں ڈالی اس کے بعد وہ گاڑی میں اپنا سارا سامان جو ایک دو چیز تھی وہ جیسے تیسے کر کے نکالی تب تک اس نے جس کو کال کی تھی وہ بھی آگ ئی تھی۔

اومائے گوڈ آفاق یہ کیا تم سے ایکسڈنٹ ہو گیا۔اس نے گاڑی سے نکلتے باہر جینا کو دیکھ کر شاک سے کہا۔

زمزم یار ابھی کوئی ی سوال نہیں میں اس لڑکی کو تمہاری گاڑی میں لیٹا رہا ہوں تم

جلدی ڈرائی یو کر کے اپنے گھر کی طرف چلو آفاق نے اس سے کہا

دماغ ٹھیک ہے تمہارا اس کو ہوسپٹل لیجائے گے ورنہ یہ مر بھی سکتی ہے اور تم چاہتے ہو گھر چلے۔زمزم اس کی بات سن کر غراتے بولی اور جینا کی طرف دیکھا۔

میرا دماغ ٹھیک ہے اس لیے کہہ رہا ہوں تم چپ چاپ گاڑی ڈرائی یو کرنا ورنہ تمہیں یہی چھوڑ کر جا رہا ہوں۔آفاق جینا کو اپنے بازوں میں اٹھاتا بولا اور گاڑی کی پچھلی سیٹ پہ اس کو لیٹایا۔

میں ڈاکٹر ہوں آفاق اور یہ خون دیکھو کتنا بہہ گیا اس بیچاری کا اندھوں کی طرح گاڑی چلا رہے تھے کیا۔وہ گاڑی کی فرنٹ سیٹ پہ بیٹھتے ہی اس کو سنانے لگی۔

فار یوئی رکائی نڈ انفارمیشن کہ اندھے گاڑی نہیں چلاتے اور یہ حادثہ ہونا تھا ہو گیا۔آفاق نے جواب دیا۔

آفاق دیکھو تمہاری ضد کی وجہ سے اس کی جان بھی جا سکتی ہے گھر نہیں ہسپتال جانا بہتر ہے اس کے علاج میں ذرا بھی تاخیر ہوئی ی تو اور گھر میں کیا کرینگے ہم۔اس نے آفاق کو آگاہ کرنا چاہا۔

بلکل تاخیر ہونے کی وجہ سے اس کی جان جا سکتی ہے کیوں کی ہماری وجہ سے بھی بہت تاخیر ہو چکی ہے اور دوسری بات کہ تم ڈاکٹر ہو اس کا علاج گھر میں کروں گی اکیلے بنا

کسی کو بتائے میں ہر ایک چیز لاؤں گا میڈیکل کی جو اس کے علاج میں کام آئے گی پر تم نے کیسے بھی کر کے اس لڑکی کی جان بچانی ہے ورنہ میں کبھی خود کو کبھی معاف نہیں کر پاؤں گا۔آفاق پیچھلی سیٹ کی طرف دیکھ کر بولا۔

آفاق اس حادثے نے تمہارے دماغ پہ گہرا اثر چھوڑا ہے میں اکیلے کچھ نہیں کر سکتی تم بچانہ تو اس کی جان چاہتے ہو پر کام وہ کر رہے ہو جس سے اس کے بچنے کے چانس کی ہی نہ ہو۔زمزم چڑ کر بولی۔

ہسپتال لیجائے گے نہ تو مجھے جیل تو ہو گی سو ہو گی پر اس کا علاج نہیں کرینگے کہ پولیس کیس ہے اور دوسری بات کہ جب پولیس آئے گی نہ تو وہ اپنی تفتیش کرنے لگ جائے گی ہمیں تو نہیں پتا نہ کہ یہ کون ہے اس لیے ان سب سے بچنے کے لیے بہتر ہے کہ ہم یہ سب راز میں رکھے۔آفاق نے اس بار سنجیدگی سے کہا۔

ہم یہاں کے نہیں ہے آفاق ہم نے ہفتے بعد لاہور واپس جانا ہے زمزم نے کہا

ابھی تم گھر عام انداز میں سب بتایا۔

کتنا لائی ٹلی لے رہے ہو تم اس بات اپنی غلطی تو تمہیں لگ ہی نہیں رہی اور گاڑی کا جو حال ہوا تھا نہ اس کو دیکھ کر سب کو یہی لگے گا کہ گاڑی چلانے والا تو مر کپ گیا ہو گا پر پتا نہیں کیسے تمہیں بس سر پہ چوٹ آئی ی۔زمزم اس کے سر پہ بندھی پٹی دیکھ کر بولی۔

میری جان کی دشمن۔آفاق اس کی بات پہ تپ گیا۔

گاڑی کا کیا بنا مطلب کے پورہ دن گزر گیا اس لڑکی کے گھر والوں نے اس کو ڈھونڈنے کی کوشش تو کی ہو گی نہ اور پولیس تو اس گاڑی تک پہنچ بھی گئی ہو گی تو کیا انہوں نے گاڑی کہ نمبر پہ تم سے پوچھ تاش نہیں کی؟زمزم نے الجھ کر پوچھا۔

وہ گاڑی میری نہیں تھی۔آفاق آرام سے بولا

مطلب تم تو اپنی گاڑی میں گئے تھے نہ تو۔زمزم تعجب سے بولی

ہاں پر میری گاڑی خراب ہو گئی تھی اور خوشقسمت سے ورکشاپ قریب ہی تھا اور پھر میں نے ان سے اپنی گاڑی میں جو مسئلا تھا وہ دیکھنے کو کہا تو انہوں نے کہا ایک دن لگے گا اس لیے پھر میں ان کے ورکشاپ سے ایک گاڑی لیکر گیا تھا تب یہ حادثہ ہوا۔آفاق نے سنجیدگی سے جواب دیا

پھر بھی ان کے پاس تو گئے ہو گے پھر اور اگر انہوں نے تمہارا نام لے لیا تو۔زمزم خدشہ ظاہر کیا۔

میں نے ان کو اپنی طرف سے سمجھا دیا ہے کہ کیا کرنا بس تم اور سوال مت پوچھو۔آفاق نے جان چھڑوانے انداز میں کہا۔

تمہیں تو میرا شکر گزار ہونا چاہیے اور تم اتنی بیزاری دیکھا رہے ہو۔زمزم نے شکوہ

کیا۔

دوست ہو میری اور ایک ڈاکٹر بھی اس لیے جو کیا تمہارا فرض تھا اس میں شکر گزار کیوں ہونا لگا میں۔ آفاق نے اس کی بات ہوا میں اُڑائی ی۔

تمہارے جیسا دوست اللہ کسی کو نہ دے۔ زمزم ٹیبل پہ پڑی فائی ل اس کے کندھے پہ مارتی بولی۔

انشااللہ اب ہر کوئی ی تمہاری طرح خوشقسمت تو نہیں ہو سکتا نہ۔ آفاق نے مسکراتے ہوئے اس کو تنگ کرنا چاہا۔

تم سے بات ہی نہیں کرنی چاہیے۔ وہ غصے سے اس کو کہتی وہاں سے جانے لگی۔

اچھا سنو تو۔ آفاق نے اس کے پیچھے آواز لگائی ی۔

کیا ہے؟ پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا۔

شکریہ میری دوست بننے کے لیے اور ہر قدم پہ میرے ساتھ چلنے کے لیے اگر کوئی ی مجھ سے پوچھے نہ کہ دوستی کا اصل مطلب کیا ہے تو میں بس تمہارا نام لوں گا تمہارا تو نہیں پتا پر میں خوشقسمت ضرور ہوں کہ میری زندگی میں زمزم مرتضیٰ ہے جو میری دوست ہے۔ آفاق قدم قدم چلتا اس پاس آکر کہنے لگا اور اس کے سامنے کھڑا ہوتا چہرے پہ پھونک مار کر گزر گیا جب کی زمزم کے قدم چلنے سے انکاری ہو گ ئی ے

اس کو اپنے دل کے دھڑکنے کی آواز کانوں میں سنائی دیتی محسوس ہوئی اس کے لیے آفاق کا بہترین دوست ماننے پہ ہی ایک خوبصورت سا احساس چھو کر گزر گیا تھا وہ جانتی تھی کہ وہ آفاق کو الگ نظریے سے دیکھتی ہے پر آفاق نہیں اس کے لیے پیار محبت کچھ نہیں وہ بس اپنی زندگی میں مگن رہنے والا ہے وہ اگر اس کا چاہتا ہے تو بس ایک دوست کی ہی ہے

تم گھر چل کے اس کا علاج کرو پھر دیکھتے ہیں کیا کرنا ہے۔ آفاق کچھ سوچ کر بولا۔

بہت رسک ہے یہ۔ زمزم نے اس کو خبردار کرنا چاہا۔

اللہ ہے نہ بس تم ڈرائیو کچھ تیز کرو۔ آفاق کہتا ونڈو سے باہر دیکھنے لگا۔ وہ دونوں جینا کو گھر لے آئے تھے زمزم نے اس کو ایک لسٹ دی تھی جس میں اس نے ضرورت کے سارے سامان تھے آفاق اکیلا تھا تو اس نے اپنے کچھ قابل یقین دوستوں کو مدد کا کہا تھا اور زمزم نے اپنی ایک دوست سے کہا جس کے لیے وہ لاہور سے یہاں آئی ی تھی جینا کو سر پہ گہری چوٹ آئی ی تھی اور اس کی ٹانگوں میں فریکچر ہونے کا خطرہ تھا آفاق خون کا بندوبست کرو۔ زمزم جہاں اس نے جینا کے علاج کے لیے کمرہ سیٹ کیا تھا وہاں سے آکر آفاق سے بولی جو کمرے کے باہر چکر کاٹ رہا تھا۔

پوری رات ہم ان چیزوں کے لیے مارے مارے پھرے ہیں اور خون تمہیں اب

چاہیے۔آفاق نے تپ کے زمزم سے کہا

بکواس نہیں کرو آفاق جلدی سے جو کہا ہے وہ کرو ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں اس کو ہسپتال لے جانا ضروری تھا مگر تم کبھی کسی کی سنو تب نہ اگر اس کے گھر والوں نے پولیس میں رپورٹ کروائی ی اور ان کو پتا لگ گیا نہ تو ہمیں کرمنل سمجھے گے۔زمزم اس کی بات پہ بھڑک کر بولی۔

نہیں پتا چلے گا تم فکر نہیں کرو میں نے اپنے بچنے کے لیے پکا بندوبست کیا ہے۔آفاق کچھ سوچ کر بولا۔

تمہیں تو دھشتگرد لوگوں میں ہونا چاہیے تھا پتا نہیں میرے دوست کیسے بن گ ئی ے۔زمزم اس کی بات طنزیہ کر کے بولی

کونسا گروپ ہے اس کے خون کا؟آفاق اس کی بات نظر انداز کرتا بولا۔زمزم نے اس کو بتایا پھر آفاق گھر سے نکل گیا اور زمزم جینا کے پاس گ ئی دو گھنٹے بعد آفاق گھر میں داخل ہوا تھا خون کے بندوبست کے ساتھ زمزم نے اپنی طرف سے جینا کی ہر طرح سے دیکھ بھال کی چوبیس گھنٹوں میں اگر ہوش نہ آتا تو کوما میں جانے کا خطرہ تھا وہ فکر مند سی باہر آئی ی اور آفاق کے ساتھ بیٹھ گ ئی۔

کیا ہوا سب ٹھیک ہے؟آفاق نے پوچھا۔

ابھی تک تو ٹھیک ہے سب اگر اس کو ہوش نہیں آیا نہ تو تمہاری وجہ سے مجھے بھی جیل کی شکل دیکھنی پڑے گی۔زمزم نے اپنا چہرہ ہاتھوں میں گرائے جواب دیا۔

ایسا کیوں بول رہی ہو اللہ بہتر کریگا۔آفاق رلیکس انداز میں بولا۔

تم اتنے پر سکون کیسے ہو؟ تمہیں ذرا ملال نہیں کہ تمہاری وجہ سے کسی کی زندگی خطرے میں ہے۔زمزم نے پوچھا۔

میں پر سکون اس لیے ہوں کیوں کی مجھے اپنے اللہ پہ یقین ہے اس نے یہاں تک اتنا ساتھ دیا ہے آگے بھی بہتر کریگا اور رہی بات مجھے ملال نہیں تو ہاں نہیں بس دکھ ہے تھوڑا اس کی حالت کا میری اتنی غلطی نہیں تھی اس لڑکی نے خودکشی کرنے کی کوشش کی تھی اگر وہ چاہتی نہ تو ہٹ کر اپنی جان بچا سکتی تھی مگر وہ اپنی جگہ سے ہلی تک نہیں اور میں نے جو سنسان جگہ سمجھ کر گاڑی کو فل اسپیڈ پہ چھوڑ دیا تھا اس سے ہو گیا پھر چھوٹا سا ایکسڈنٹ۔آفاق نے عام انداز میں کی حیثیت سے اور کوئی ی بات نہیں سوائے دوست کے اور اس کے لیے یہی بہت تھا زمزم گہری سانس لیکر جینا کے پاس چلی گئی۔

آفاق ایک بیڈ نیوز ہے۔دوسرے دن زمزم اس کو کال کر کے بولی۔

کیا بات ہے؟ آفاق نے پوچھا۔

وہ کوما میں چلی گئی ہے آفاق اب کیا ہو گا۔زمزم نے پریشانی سے بتایا۔

کوما میں کیسے اتنی زخمی بھی تو نہیں تھی اور نہ میں نے اتنی زور سے گاڑی کا ٹکر مارا تھا۔آفاق اس کی بات سن کر بولا

آفاق مزاق کا بھی ایک وقت ہوتا ہے۔زمزم چڑ کر بولی۔

یہ مزاق ہے بھی نہیں۔آفاق نے جواب دیا۔

اِس کے گھر والوں کا پتا لگاؤں اور ان کی فیملی کو خبر کر دو۔زمزم نے حل بتایا۔

میں آتا ہوں پھر بات کرتے ہیں۔آفاق نے سنجیدگی سے کہا۔

اوکے جلدی کرو۔زمزم نے گہری سانس بھر کر کہا موبائل اس نے رکھ کر لائی ونج میں بیٹھ گئی اور اپنا سر ہاتھوں سے دبانے لگی۔

ہاں اب بولو کیا مشورہ دے رہی تھی۔کچھ دیر بعد آفاق اس کے پاس بیٹھ کر بولا۔

فیملی کا پتا کرو اس کا مجھے لاہور واپس جانا ہے۔زمزم نے سنجیدگی سے کہا۔

میں ایسا نہیں کر سکتا یہ جب تک بلکل صحتیاب نہیں ہو جاتی۔آفاق نے بھی سنجیدہ ہو کر جواب دیا۔

تمہیں اندازہ بھی نہیں ہو گا یہ سب اس لڑکی کے لیے کتنا مس ئی لا بنا سکتا ہے وہ تین دنوں سے گھر سے غائب ہے اگر اب بھی ان کے گھر والوں کو اس کے بارے میں پتا

نہیں لگا نہ تو وہ پریشان تو ہو گے اور باتیں الگ بنے گی کے نجانے وہ کہاں گئی اس پہ الزام بھی لگ سکتے ہیں تم نہیں جانتے لڑکی کی عزت کتنی نازک ہوتی ہے۔زمزم نے اس کو سمجھانا چاہا۔

ہو گیا تمہارا۔آفاق ٹھوری پہ ہاتھ رکھ کر بولا۔

ہاں۔زمزم منہ پھلا کر بولی۔

تمہیں نہ ایک کتاب لکھنی چاہیے جس کا نام ہوا بائی وٹ وومن۔آفاق نے ہاتھوں کے اشارے سے اس کو بتایا۔

ابھی ان باتوں کا کرنا ضروری نہیں۔زمزم ضبط سے بولی۔

ویسے آنسٹلی بتاؤ مجھے نہ یہ لڑکی پاکستانی نہیں لگتی۔آفاق نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

مطلب۔زمزم کو سمجھ نہ آیا۔

اس دن جب میں اس کو دیکھنے آیا تھا تب اس کا چہرہ دیکھ کر مجھے اندازہ ہوا ایسا مطلب چوٹ کہ کچھ نشان ہے اس کے چہرے پر اور پھر بھی وہ اتنی خوبصورت لگ رہی تھی لائی ک سلیپنگ بیوٹی۔آفاق نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

کام کی بات کرو۔زمزم نے مشکل سے اپنے لہجے میں قابو پا کر کہا ورنہ اس کے منہ سے کسی اور لڑکی کی تعریف ایک آنکھ نہیں بھا ہی اس کو۔

میں یہ کہہ رہا تھا جب یہ ٹھیک ہو جائے گی نہ میں نے اس کو پرپوز کر دینا ہے۔آفاق نے مزے سے اس کو بتایا۔

نجانے کون ہے کہاں سے ہے اور کیسی ہو گی اور تم ایسے ہی اس پہ نگاہ ٹکائے ہوئے ہو بس خوبصورتی دیکھ کر چہرے کے خوبصورت ہونے سے کیا ہوتا ہے۔زمزم نے طنزیہ کہا

تمہیں کیا مس ئی لا ہے دیکھا نہیں تھا اس کا علاج کرتے ہوئے کتنی معصومیت تھی اس کے چہرے پہ۔آفاق نے کہا

نہیں میں نے نہیں دیکھا کیوں کی سوتے ہوئے ہر کوئی ی بچہ لگتا ہے اور معصوم بھی۔زمزم نے سرسری لہجے میں کہا

بس وہ جلدی ٹھیک ہو جائے پھر اس کے گھر والوں کا پتا بھی پوچھ لینگے۔آفاق نے کہا

پتا نہیں کب ہوش آئے تب تک ہم کیا کرینگے اور اگر اس کے گھر والے تب اس کو نہ اپنائے تو۔زمزم نے فکر مندی سے کہا۔

میں اپنا لوں گا ویسے بھی امی کو بڑی جلدی ہے اپنے پوتے پوتیا دیکھنے کی۔آفاق صوفے پہ ٹیک لگا کر بولا۔

بہت گھٹیا ہو تم۔زمزم نفعی میں سر ہلاتی بولی۔

اکیس بیس کی ہو گی اور اس کے بال کرلی تھے چہرے کا کلر تو بہت گورا لگا مجھے۔آفاق نے کچھ خاموشی کے بعد بولا۔

خون کم ہونے کی وجہ سے اس کی رنگت پیلی ہو گئی ہے۔زمزم نے اپنا ماتھا پیٹ کر کہا۔

ہاتھ نہیں دیکھے تھے اتنے نازک ملائم تھے گورے گورے اور جب میں نے اس کو آفاق شرم کرو کسی لڑکی کے بارے میں ایسے نہیں بولتے بغیر رشتے کے تم خود تو گھنگار بن رہے ہو ساتھ میں اس کو بھی بنا رہے ہو۔زمزم نے تاسف سے اس کی بات رک کر کہا۔

سوری میں کچھ اوور ہو گیا۔آفاق شرمندگی سے بولا۔

اس کے کپڑوں سے مجھے ایک پل کے لیے لگا شاید وہ اپنے مایوں والے دن بھاگ کر گھر سے نکلی ہو کیوں کی اس کے کپڑوں کا رنگ اور ہاتھوں میں پہنے گجروں سے تو یہی لگا۔زمزم پر سوچ انداز میں کہا۔

بنا جانے کسی کے لیے غلط رائے قائم نہیں کرتے ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کسی تقریب سے نکلی ہو اور مجھے کچھ اداس سی لگی تھی میں دور سے بھی محسوس کر سکتا تھا وہ ایک جگہ اسٹل ہو کر کھڑی تھی میرے اتنے دفعہ ہارن بجانے پہ بھی وہ ٹس سے مس نہ

ہوئی ی۔آفاق نے کہا

اصل بات تو اس کے ٹھیک ہونے بعد پتا چلے گی۔

آفاق دو مہینے ہو گئ ے ہیں اب میں مذید یہاں کراچی میں نہیں رہ سکتی تم اس کو کسی ہوسپٹل میں ایڈمٹ کرواؤ یا کوئی ی نرس رکھو پر اب میں نہیں رہ سکتی میں جاب کرتی ہوں اس کا بھی تو مجھے سوچنا ہے نہ۔زمزم اور آفاق لنچ کرنے باہر آئے تھے جب زمزم کباب منہ میں ڈال کر کہا۔

پریشان تو میں بھی بہت ہوں لاہور سے مینجر کی بار بار کالز آرہی ہے کہ سر آجائے آفس کام کچھ خراب ہو رہا ہے ور کرز وقت پہ نہیں آتے یہ وہ بلا بلا۔آفاق بھی بریانی کا چمچ منہ میں ڈال کے بولا۔

پھر کیا کرنا ہے؟زمزم نے پوچھا

لاہور چلتے ہیں واپس میں کل ٹکٹ بک کرواتا ہوں۔آفاق نے آرام سے بم پھوڑا۔

ہیں اور یہ لڑکی؟زمزم شاک میں بولی۔

لڑکی نہیں جینا نام ہے اس کا۔آفاق اس کو ٹوک کر بولا۔

جینا۔زمزم نے کنفرم کرنا چاہا۔

بلکل۔آفاق پانی پیتے بولا۔

تمہیں کیسے پتا؟زمزم مشکوک نظروں سے اس کو دیکھ کر بولی۔

یہ دیکھو۔آفاق نے اپنی جیکٹ کی جیب سے ایک بریسلیٹ نکال کر اس کے سامنے کیا۔

واؤ کتنا پیارا ہے۔زمزم اشتیاق سے وائی ٹ ہیرو سے جگمگاتے بریسلیٹ کو ہاتھ میں پکڑتی بولی۔

ڈائی منڈ ہیرے کے قریب اس کا لاک کھولو گی نہ تو دو ہارٹ نظر آینگے ایک م ؟

یہی بات ہے؟زمزم نے شکر کا سانس لیا اور دوبارہ پوچھا

ہاں اور کیا بات ہونی ہے۔آفاق کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی ی۔

نہیں وہ بس کچھ نہیں میں جینا کی بھی تیاری کرتی ہوں اب تو ہمیں ہائے وئے سے جانا ہو گا نہ؟زمزم نے کہہ کر آخر میں سوال کیا۔

ہاں میں جینا کے ساتھ بائے روڈ آؤں گا پ

بس اور کچھ نہیں میں بھی تمہارے ساتھ ہو گی۔زمزم نے اس کی بات روک کے کہا۔

اوکے ایزیو وش۔آفاق نے آنکھیں مسلتے ہوئے کہا۔

اس کو اپنے طرف ہر جگہ اندھیرا ہی اندھیرا نظر آرہا تھا وہ روشنی کو تلاش کر رہی تھی پر

اس کو کچھ بھی نہیں ملا سوائے اندھیرے کے ایک جگہ اس کو تھوڑی روشنی کی کرن نظر آئی وہ بھاگ کر وہاں جانے لگی وہاں پہنچی تو اس کو ایک شخص نظر آیا جس کی پیٹھ وہ باآسانی دیکھ سکتی وہ چل کر جیسے ہی اس کے پاس آئی اور اس کو چھونا چاہا تو وہ ہوا میں تحلیل ہو گیا وہ ڈر کر پیچھے ہوئی۔

علی

اس نے چیخ کر زمان کو پکارا۔اس نے آنکھیں کھولی تو خود کو کمرے میں دیکھا جہاں اندھیرا نہیں بلکہ روشنی تھی وہ اجنبی نظروں سے چاروں طرف دیکھنے لگی وہ وائی ٹ اور پنک کلر کے کمبینیشن روم میں تھی اور سامنے بڑی سی ایل ڈی ٹی وی تھی اور بیڈ کے سائیڈ پہ ایک صوفہ تھا سامنے دوسرے طرف کھڑکی تھی جو بند تھی اور آگے کو پردے گرائے ہوئے تھے اور رائٹ سائیڈ پہ ایک دروازہ تھا جو شاید واشروم کا تھا جب کی ڈریسنگ ٹیبل لیفٹ سائیڈ پہ تھی اس کو اپنا دماغ چکراتا محسوس ہوا اٹھنے کی کوشش کی مگر اپنا وجود سن ہوتا محسوس ہوا ہلنے سے انکاری اس کے ماتھے پہ ہلکے ہلکے پسینے کی بوندیں نظر آنے لگی اس کو سمجھ نہیں آرہا تھا وہ کہاں تھی دوسرا یہ کے وہ اٹھ بھی نہیں پارہی تھی جینا کو کچھ یاد نہیں تھا ابھی سوائے اِس کے کہ ابھی وہ کسی انجان جگہ پہ اس کو سائیڈ ٹیبل پہ پانی کا جگ نظر آیا اس نے اپنا ہاتھ بڑھا کر اس کو نیچے گرا دیا

جس کے ٹوٹنے کی آواز سے زمزم جو لائی ونج میں بیٹھی کتاب پڑھ رہی بھاگ کر اس کے کمرے میں گئی اور سامنے جینا کو ہوش میں آتا دیکھ کر وہ اس پاس آئی ی۔

شکر تمہیں ہوش تو آیا۔زمزم نے مسکرا کر کہا جینا انجان نظروں سے سامنے کھڑی لڑکی کو دیکھنے لگی جو لمبی گلابی قمیص اور وائی ٹ ٹرائی وذر پہنے اس کو مسکراتا دیکھ رہی تھی۔

آپ کون اور مجھے اپنی مما اور ڈیڈ کے پاس جانا ہے۔جینا نے اپنے سر پہ ہاتھ رکھ کر کہا۔

میں ڈاکٹر زمزم ہوں اور ابھی تم بات نہ کرو سر میں درد ہو گا جو ٹھیک نہیں۔زمزم نے آرام سے کہا

میرے پاؤں ہل کیوں نہیں رہے۔جینا نے گھبرا کر پوچھا۔

وہ اس لیے کیوں کی تم نو ماہ سے کوما میں تھی۔زمزم نے بتایا۔

نو ماہ۔جینا شاک میں بولی۔

جی اس لیے تمہیں ایسا محسوس ہو رہا ہے تم فکر نہیں کرو آہستہ آہستہ ٹھیک ہو جائے گا۔زمزم نے اس کو تسلی دی۔

مجھے میرے مما ڈیڈ کے پاس جانا ہے آپ ؟ نظر آینگے ایک میں علی نام ہے اور دوسرے میں جینا تو مجھے اندازہ ہوا کہ اس کا نام جینا ہو گا اور علی کا مجھے نہیں پتا۔آفاق

کندھے اچکا کر بولا۔

تمہیں یہ کہاں سے ملا؟ زمزم نے پوچھا

جب اس کو تمہاری گاڑی میں لیٹانے کے بعد اٹھانے کے لیے بڑھا تھا نہ تب نظر آیا تھا گرا ہوا تھا میں نے اٹھا کہ جیب میں رکھ دیا تھا تو پھر کل اس کو کھولنے کا اتفاق ہوا۔ آفاق نے بتایا۔

اچھا۔ زمزم نے اتنا کہا

بڑی فیملی سے بلونگ رکھتی ہے پر حیرت ہے اس کا باپ اس کو کروڑوں کا بریسلیٹ دلا سکتا ہے پر اس کی گمشدی پہ ٹی وی پہ ایڈ نہیں دے رہا کہ اس کی بیٹی کا جس کو پتا لگے ان کو انفارم کرے اس کو پھر یہ انعام ہو گا نہیں تو سوشل میڈیا پہ ہی اپیل کرے۔ آفاق نے کہا۔

وہ اس لیے کہ اس کا باپ تمہاری طرح بیوقوف سوچ کا مالک نہیں ہو گا جو اپنی جوان خوبصورت بیٹی کا اشتہار ٹی وی پہ دے کہ گم ہو گئی ہے بڑائے مہربانی آپ ہم سے اس کی تلاش کرنے میں تاون کرے۔ زمزم کو آفاق کی عقل پہ ماتم کرنا کا دل کیا۔

اووہ میں بھی نہیں نہ۔ آفاق زبان دانتوں تلے دبائے اپنے سر پہ ہاتھ مار کہ بولا۔

لوگوں کو تو یہی لگے گا نہ کہ وہ اپنی مرضی سے گئی ہو گی اور لڑکا ہوتا یہ کوئی ی بچہ تو

الگ بات تھی مگر کسی لڑکی کے بارے میں ایسے تو خود اپنے گھر کی عزت خراب کرنی ہوئی ی نہ۔زمزم نے بتایا۔

سہی پر اللہ اتنا عقلمند بھی کسی کو نہ بنائے۔آفاق اس کو آنکھ مار کر کہا جس پہ وہ گھور کے رہ گ ئی۔

بولوں کیا بات ہے جو اتنی صبح کو کال کی ہے۔آفاق نیند میں ڈوبی آواز میں کہا۔

دن کے بارہ بج رہے ہیں اور تمہیں یہ صبح لگ رہی ہے۔زمزم پوچھا۔

وقت بتانے کے لیے کال کی ہے۔آفاق نے سوال کیا۔

نہیں وہ میں کل پوچھنا بھول گ ئی تھی جینا کا کیا کرنا مطلب وہ کس کے زمے ہو گی ہم واپس جا رہے ہیں تو فیملی کو تو ہم اس کے جانتے نہیں۔زمزم اپنے کپڑے الماری سے نکال کر بولی۔

کسی اور کے زمے کیوں وہ ہمارے ساتھ ہو گی لاہور میں۔آفاق نے آرام سے اس کے سر پہ دھماکا کیا۔

یہ مزاق تھا؟زمزم نے پوچھا

بلکل نہیں۔آفاق نے فورن کہا

وہ کوما میں ہے آفاق اگر تمہیں یاد ہو تو۔زمزم ایک ایک لفظ پہ زور دے کر بولی۔

یاد ہے مجھے پتا ہے وہ تمہاری زمیداری نہیں پر تم نے بہت ساتھ دیا ہے آگے بھی دو تم ویسے بھی اپنے فلیٹ میں اکیلی رہتی ہو۔جینا کو ابھی کی ئی ر کی ضرورت ہے اور تمہارے علاوہ مجھے کسی پہ یقین نہیں۔آفاق سنجیدگی سے بولا

تمہیں اس کی اتنی فکر کیوں ہو رہی ہے آفاق ہمارے لیے وہ اجنبی ہے بس پھر بھی تم۔زمزم نے دھڑکتے دل سے سوال کیا۔

کیوں کی اسکے ساتھ جو ہوا وہ ہونا ہی تھا مجھ سے نہیں تو کسی اور سے مگر یہ کسی اور سے نہیں مجھ سے ہوا ہے اور میں نہیں چاہتا کہ کوئی ی کوتائی ی ہو مجھے اللہ کے سامنے جوابدہ بھی ہونا ہے۔آفاق نہیں جواب دیا۔

یہی بات ہدوبارہ اس کو بیڈ پہ بیٹھایا۔

چلی تو تھوڑی ہوں پر لگ رہا ہے جیسے جانے کتنا سفر کیا ہے۔جینا بیڈ پہ بیٹھتی گہری سانس لیکر کہا۔

نو ماہ بعد اپنے قدموں پہ کھڑی ہوا ثر تو ہو گا نہ۔زمزم اس کی بات سن کر ہنس کر بولی۔

آپ نے بتایا نہیں میں کہاں ہوں اور آپ کے ساتھ کیوں ہوں؟ جینا نے کہا

آفاق آئے گا آج وہ تمہیں سب بتائے گا۔تب تک میں تمہارے لیے ناشتہ لاتی

ہوں۔زمزم اس کے گال پہ ہاتھ رکھتی بولی۔

کون آفاق؟ جینا نے نا سمجھی سے پوچھا۔

سوری وہ اس کی گاڑی سے تمہارا ایکسڈنٹ ہوا تھا۔زمزم نے معذرت کرتے کہا۔

آپ کے شوہر ہے وہ؟ جینا نے پوچھا۔

نہیں نہیں ہم بس دوست ہیں۔زمزم جلدی سے بولی۔

اووہ۔جینا نے ہونٹوں کو گول کا شیپ دیتے کہا

ناشتے میں کیا کھاؤں گی؟زمزم اٹھتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی۔

ابھی میں کچھ نہیں کھاؤں گی۔جینا نے منع کیا۔

تمہیں اپنی ڈائیٹ کا خیال کرنا ہے میں ناشتہ لاتی ہوں اس کے بعد تمہیں کچھ دوائی بھی کھانی ہے۔زمزم کہتی باہر نکل گئی۔جینا نے اس کو جاتا دیکھ کر دکھ بھری سانس خارج کی۔

میرے سارے رنگ اتر گئے۔

میرے سارے خواب بکھر گئے۔

اسلام علیکم: آفاق زمزم کے پاس آکر کہا جو کچن میں کوکنگ کر رہی تھی۔

وعلیکم اسلام: تم تو بزی تھے پھر اتنے ٹائم پہ کیسے آگ ئی ے؟ زمزم نے مسکراتے ہوئے کہا

تمہارا حکم تھا کیسے بجانہ لاتا۔ آفاق فرج کھول کر عام لہجے میں بولا۔

ہاں پتا ہے کھانے کے لیے آئے ہو میرے لیے نہیں۔ زمزم سلاد پلیٹ میں سجا کر بولی۔

کیا پکا رہی ہو خوشبو تو زبردست آرہی ہے کوئی ی خاص دن ہے آج۔؟ آفاق نے پوچھا۔

ہاں کمرے میں جاؤں جینا کے پتا چل جائے گا۔ زمزم نے بتایا۔

اچھا ابھی جاتا ہوں۔ آفاق کہتا نکل گیا۔

اوایم جي۔ آفاق تقریبً چیخ کر بولا جینا جو کھڑکی کے پاس کھڑی باہر کا نظارا دیکھ رہی تھی گھبرا کر اپنے پیچھے دیکھا جہاں ایک لڑکا بلورنگ کا تھری پیس پہنے نفاست سے ہی ئی راسٹائی ل بنائے اس کو حیرت سے دیکھ رہا تھا۔

تمہیں ہوش کب آیا تم امیجن بھی نہیں کر سکتی میں کتنا خوش ہوا ہوں تمہیں ایسے دیکھ کر۔ آفاق بے تکلفی سے بولا جیسے جانے کتنی دوستی ہو ان کی جینا نے کوئی ی جواب نہیں دیا بس سنجیدہ نظروں سے دیکھتی رہی۔

مانا کے خوبصورت ہو پر جواب تو دو۔ آفاق اس کے ساتھ کھڑا ہوتا بولا

آپ کی گاڑی سے میرا ایکسڈنٹ ہوا تھا؟ جینا نے سوال کیا۔

نائی س وائی س اور ہاں سوری میری وجہ سے تمہارا اتنا برا ایکسڈنٹ ہوا۔ آفاق سر کھجاتے ہوئے بولا۔

برا کہاں ہوا تھا اگر برا ہوتا تو میں زندہ نہ ہوتی۔ جینا سنجیدگی سے اس کو دیکھ کر بولی اور آہستہ آہستہ چل کر کمرے سے نکل گئی۔

یہ طنز یہ کہہ گئی ہے یا مجھے شرمندگی سے بچا رہی تھی۔ آفاق اس کے جانے کے بعد خود سے پوچھنے لگا۔

ارے تم باہر کیوں آگئی مجھے بولا لیا ہوتا۔ زمزم اس کو لائی ونج میں آتا دیکھ کد یکھ کر بولی۔

کیا کسی نے مجھے تلاش نہیں کیا ان نو ماہ سے؟ جینا اسکی بات ان سنی کرتی بولی۔

وہ دراصل ہم نے تمہاری موجودگی خوفیار کھی ہمیں نہیں تھا پتا تمہارا کون ہو کہاں سے ہو۔ زمزم اس کو صوفے پہ بیٹھاتی سب کجھ بتانے لگی جس کو وہ بنا کسی تاثر کے سنتی رہی آفاق بھی ان کے پاس آکر بیٹھ گیا اور جینا کو دیکھا جو گلابی رنگ کی کھلی شرٹ اور گلابی پلازو میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی اپر سے اس کے چہرے کی سنجیدگی پر وہ اس کی

آنکھوں کو دیکھ کر ٹھٹکا جہاں کوئی ی رنگ نہیں تھا اور نہ کوئی ی تاثر خالی اور بے رنگ سی تھی۔

تمہیں ہم پہ غصہ تو نہیں نہ؟ آفاق نے پوچھا

نہیں۔ جینا نے سنجیدگی سے کہا

تم اپنے گھر کا بتادو ہم ان کو بتادینگے سب۔ آفاق نے کہا

مجھے وہاں نہیں جانا کچھ دنوں بعد یہاں سے چلی جاؤں گی آپ لوگوں کا شکریہ جو اتنے مہینے میرا بوجھ اٹھایا۔ جینا نے ان دونوں کو دیکھ کر کہا۔

بوجھ تو نہیں سمجھا ایسا تو نہ کہو۔ زمزم نے خفگی سے کہا۔

خیر میں میرا نام جینا عرفان احمر ہے اور میں چاہتی ہوں کہ آپ لوگ مجھے جنت کہے جب تک میں یہاں ہوں۔ جینا نے سپاٹ انداز میں ان سے بولی۔

کیوں؟ آفاق نے جلدی سے کہا

سوال کرنا ضروری نہیں۔ جینا نے کہا

اصل میں برا مت ماننا آفاق بہت فرینک قسم کا بندہ ہے اس لیے تم سے سوال کر رہا ہے کیوں کی اس کو ہر بات جاننے کا بہت تجسس رہتا ہے۔ زمزم نے جینا کو بتایا

کھانا بھی کھلاؤ اب باتیں تو ہوتی رہینگی۔ آفاق اس کی بات پہ گھور کر بولا۔

آؤ پھر ڈرائی ینگ روم میں۔زمزم نے کہااور جینا کو ہاتھ دے کر چلنے میں مدد دی۔

میں اب خود چل سکتی ہوں۔جینا نے کہا

تو کیا ہوا۔زمزم لاپروائی سے بولی

جینا صبح کے وقت اپنے کمرے کی کھڑکی کے سامنے کھڑی تھی جب اس کی نظر گارڈن میں نماز پڑھتی زمزم پہ پڑی وہ محویت سے نماز میں مگن تھی جینا کو دور سے ہی اس کو دیکھ کر اندازہ ہو گیا جینا کچھ پل تو اس کو دیکھتی رہی پھر جب اس نے قرآن پڑھنا شروع کیا تو جینا اپنے کمرے سے نکل کر گارڈن میں آگئی اور زمزم سے کچھ دور ہو کر بیٹھ گئی اور زمزم کی تلاوت سننے لگی۔

وَاصْبِرْ عَلٰی مَآ اَصَابَکَ اِنَّ ذَالِکَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ

ترجمہ: تمہیں جو بھی تکلیف پہنچے تم اس پہ صبر کرو بیشک یہ بڑی ہمت کا کام ہے

(سورۃ القمان 17)

جینا بہت غور سے اس کو سن رہی تھی زمزم تلاوت سے فارغ ہو گئی تو جینا کو بیٹھا دیکھ کر مسکرا دی۔

تم کب آئی ی؟زمزم نے قرآن کو عقیدت سے چوم کر سوال کیا۔

کچھ ٹائم پہلے۔ جینا ہوش میں آتی بولی۔

مجھے پتا نہیں چلا۔ زمزم مسکرا کر بولی

آپ مصروف تھی اللہ تعالیٰ سے کلام کرنے میں اور آپ کی آواز بہت خوبصورت ہے۔ جینا نے ہلکہ سے مسکرا کر کہا۔

کیا سچ میں تمہیں میری آوازا چھی لگی؟ زمزم خوش ہوتے ہوئے بولی۔

بلکل۔ جینا نے جواب دیا۔

ت ؟ جینا نے جواب دیا۔

تم نماز نہیں پڑھتی؟ زمزم نے پوچھا۔

میں بہت بری ہوں اللہ مجھ سے ناراض ہو گا میں نے اتنا غلط جو کیا۔ جینا نے دکھ سے کہا

اللہ کیوں ناراض ہو گا اگر تمہیں لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ناراض ہے تو معافی مانگ لوں وہ بہت رحیم اور کریم ہے انسان کو معاف کر دیتا ہے۔ زمزم نے پیار سے سمجھایا۔

شرک کی کوئی ی معافی نہیں ہوتی شرک کرنے والوں کو اللہ ناپسند کرتا ہے۔ جینا نے نم لہجے میں بولی۔

کیا مطلب تمہارا؟ زمزم نا سمجھی پوچھ بیٹھی۔

میں نے انسان کی محبت میں اپنے رب کو بھول گ ئی اور اس سے اپنا تعلق جوڑا بھی تو

اپنے مطلب کے لیے اس کے سامنے سجدہ کرتی میں اس سے اپنی محبت کے بجائے میں نے انسان کی محبت کو مانگا۔ جینا نے ندامت سے سر جھکا کر کہا۔

اللہ معاف کر دے گا تم ایک دفعہ اس کے سامنے کھڑی تو ہو جاؤ اللہ معاف کر دینے والا ہے وہ تو انسان ہوتا ہے جو معاف نہیں کرتا اگر کر بھی لیں تو بار بار جتلا بھی دیتا ہے بھولنے نہیں دیتا۔ زمزم نے اس کو حوصلہ دیا۔

وہ میری سنے گا؟ جینا نے امید سے پوچھا۔

ہاں کیوں کی وہ سنتا ہے جب کوئی ی دوسرا نہیں سنتا اور ٹھیر جاتا ہے جب دوسرا نہیں ٹھیرتا۔ زمزم نے مسکرا کر کہا۔

پر میری تو کبھی کوئی ی نہیں سنی دعا میں نے بہت دفعہ کی تھی پر قبول ہی نہیں ہوئی ی ۔ جینا نے مایوسی سے مسکراتے کہا

ضروری قبول ہو گی تمہاری دعائیں یہ واعدہ ہے اللہ کا اللہ تمہاری بہتری کے لیے تاخیر ضرور کرتا ہے مگر وہ بھولتا نہیں۔ زمزم نے اس کو مایوس دیکھ کر کہا۔

اندر چلیں اگر آپ فارغ ہیں تو؟ جینا نے اٹھتے ہوئے کہا۔ تم چلو میں آتی ہوں۔ زمزم اس پہ اپنی بات کا اثر نہ پڑتے دیکھ کر کہا اس کی بات سن کر جینا چلی گ ئی زمزم نے اس کو جاتا دیکھ آہ بھری اور خود بھی اٹھنے لگی۔

کیا تم کسی سے محبت کرتی تھی؟ زمزم لائی ونج میں اس کے پاس بیٹھتی پوچھنے لگی۔

سولہ سال کی تھی تب مجھے ایک شخص پسند آگیا تھا۔ جینا نے گزرا وقت یاد کرتے کہا۔

سولہ سال؟ زمزم نے حیرت سے پوچھا۔

ہاں میری عمر ابھی بیس کی ہے اور میں آمریکا کی ہوں وہاں رہتی ہوں پیدا بھی وہی ہوئی ی تھی اور جس سوسائٹی میں موو کرتی تھی نہ وہ پندرہ سال کی عمر کے بچوں کے گرلز فرینڈز اور بوئے فرینڈز ہوتے تھے۔ جینا نے طنزیہ مسکراہٹ سے کہا

تو کیا وہ تمہارا بوئے فرینڈز تھا؟ زمزم نے اپنی حیرانی پہ قابو پاتے پوچھا ورنہ وہ سوچ رہی تھی اگر وہ آمریکا سے ہے تو یہاں کیا کر رہی ہے۔

نہیں وہ ایشن مرد تھا ایشن بیوٹی۔ جینا زمان کو دیکھا پہلا لمحہ یاد کرتی بولی اور اس کے چہرے پہ چمک آگئی تھی جس سے وہ ناواقف تھی جب کی زمزم غور سے اس کے چہرے کے تاثرات دیکھ رہی تھی۔

میں نے کبھی اس کو بوئے فرینڈ بنانے کا سوچا بھی نہیں تھا میں نے جب اس کو دیکھا تھا نہ تو وہ کچھ لڑکوں سے بات کر رہا تھا اور اس کے چہرے کی سنجیدگی دیکھ کر مجھے وہ بہ ؟ آسان کر دے گا تمہیں اپنی زندگی پر سکون محسوس کروں گی کیوں کی اصل سکون تو اللہ کی محبت اور عبادت میں ہے۔ زمزم نے اس کے ہاتھ تھام کر پیار سے سمجھایا۔

اس کو بھولنے کی دعائیں کروں جس کے پانے کے لیے دعائیں کی تھی کبھی۔ جینا ساکت سی اس کی بات سن کر بولی۔

ہاں۔ زمزم نے سر ہلا کر کہا۔

پھر یوں ہوا کے رب کے سامنے رونا پڑا اس شخص کو بھلانے کیلئے۔۔۔

ہائے کیسی ہو تم؟ آفاق جینا کے پاس آتا بولا جو سیڑھیوں پہ بیٹھی تھی۔

ٹھیک۔ جینا نے جواب دیا۔

میں اتنا برا بھی نہیں آرام سے بات کر سکتی ہیں۔ آفاق نے شوخ لہجے میں کہا۔

زمزم گھر نہیں ہسپتال گئی ہیں۔ جینا اس کی بات نظر انداز کرتی بولی۔

ہاں وہ تو میں جانتا ہوں وہ اس وقت وہی ہوتی ہے مریضوں سے سر کھپاتی ہے۔ آفاق نے ہنس کر کہا۔

میں آپ کے لیے کافی بناتی ہوں۔ جینا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

چائے بنا دو اور اس کے ساتھ رول فرائے بھی کر دو۔ آفاق بھی اس اٹھتا بتیسی کی نمائش کرتا بولا۔۔

سوری پر مجھے بس چائے اور کافی بنانا آتی ہیں۔ جینا نے کچھ شرمندگی سے کہا۔

کوئی ی بات نہیں میں وہ خود کر لوں گا۔آفاق مسکرا کر بولا۔

اوکے۔جینا کہتی کچن میں چلی گ ئی۔

ویسے مجھے تم سے کچھ کہنا تھا اس لیے یہاں آیا تھا۔آفاق فرج سے رول کی پلیٹ نکالتا بولا۔

کیا کہنا ہے؟جینا چولہے پہ گرم پانی رکھتی بولی۔

کہنا نہیں دینا ہے۔آفاق نے کہتے ہی اپنی جیب سے اس کا بریسلیٹ نکالتا اس کی طرف بڑھا کر بولا۔

آپ کے پاس کیا کر رہا ہے؟جینا نے ایک نظر اس بریسلیٹ پہ ڈال کر کہا۔

تم یہاں ہو تو یہ بھی ہو گا نہ۔آفاق بات گھماتا بولا۔

آپ یہ بیچ دے۔جینا نے آرام سے کہا۔

کیوں؟آفاق نے تقریباً چیخ کر کہا۔

کڑور سے زیادہ قیمت ہے اس کی اس کا ہر موتی بہت ایکسپینسو ہے۔جینا نے اس کی بات سنی ہی نہیں۔

ہاں پر بیچنا کیوں۔آفاق نے دوبارہ پوچھا۔

مجھے پ ئی سو کی ضرورت ہے اور آپ لوگوں کا جو خرچہ مجھ پہ ہوا ہے وہ بھی تو دینا ہے

اور مجھے کہیں جانا ہو تو شاید کام آ جائے جب تک میں کوئی ی جاب نہ تلاش کرو۔ جینا نے سپاٹ انداز میں کہا

تم ہماری بے عزتی کر رہی ہو۔ آفاق غصے سے ہاتھ میں پکڑی ٹرے ٹیبل پہ کرتا بولا

بے عزتی کیسی میں اپنے اپر کسی کا احسان نہیں لینا چاہتی۔ جینا نے ناچاہتے ہوئے بھی وضاحت دی۔

میں نے یا زمزم میں سے کسی نے کہا آپ سے کہ ہم نے احسان کیا آپ پہ؟ آفاق نے بازوں سینے پہ باندھ کر سنجیدگی سے پوچھا۔

نہیں آپ دونوں بہت اچھے ہیں پر میں اب اور آپ لوگ پہ بوجھ نہیں پڑنا چاہتی۔ جینا نے کہا

ہمارا فرض تھا جو کیا اور رہی بات یہاں سے جانے کی تو آپ یہ خیال نکال دے اور یہی رہے گی اور آپ اپنا خرچہ خود کرنا چاہتی ہیں تو میرے آفس میں جاب کر لے۔ آفاق نے آفر کی۔

نہیں شکریہ۔ جینا نے پانی میں دودھ ڈال کر انکار کیا۔

زمزم سمجھادے گی تمہیں یہ ہمارا دونوں سامان وہاں سے لیکر نکل آئے ہوگے۔ جینا نے کے لہجے میں باپ کا پیار تھا۔

کیا پتا ایسا نہ ہو؟ زمزم نے جانچنا چاہا۔

ایسا ہی ہوا ہو گا۔ جینا نے یقین سے کہا۔

میں آفاق آفندی کے آفس جاؤں گا ابھی کچھ کام ہے۔ زمان موبائل میں کچھ ٹائی پ کرتا اپنے سیکرٹری اعجاز سے بولا

پر سر ہمیں تو ابھی سائی ٹ پہ جانا تھا۔ اعجاز نے اس کو یاد کروایا۔

میں بعد میں وہاں کا وزٹ کروں گا ابھی اور میرا امپورٹنٹ کام ہے۔ اس کی بات سن کر زمان نے اس کی طرف دیکھ کر سنجیدہ ہو کر بولا۔

اوکے سر۔ اعجاز نے سر جھکا کر کہا۔ زمان بنا کچھ کہے گاڑی میں بیٹھتا آفاق آفندی کے آفس جانے والے راستے پہ گاڑی موڑ کا رخ موڑ دیا۔

جنت یہ کچھ فائی ل ہیں سر آفاق نے کہا تھا کہ آج ان کو چاہیے تھی۔ جنت کمپیوٹر پہ کچھ لکھ رہی تھی جب اس کی کولیگ اس کو فائی ل پکڑاتی بولی

اچھا میں جا کر دیتی ہوں ان کو۔ جنت نے اس کی بات سن کر سنجیدگی سے جواب دیا۔

ہاں پر پہلے تم ریڈ ضرور کرنا۔وہ اس کو ہدایت کرتی چلی گ ئی جنت نے کمپیوٹر کو بند کیا اور آفاق کے کیبن میں گ ئی وہ اندر آئی ی تو آفاق نہیں تھا اس کو لگا شاید واشروم میں ہو اس لیے سائی ڈ پہ ٹیبل کے پاس صوفی پہ بیٹھ گ ئی اور فائی لز پڑھنے لگی تبھی اس کو کلک کی آواز آئی ی تو اس نے اپنا سر اٹھا کر دیکھا تو اس کا دل زور سے دھڑ کا سامنے داخلی دروازہ کھول کر زمان اپنی قاتلانہ مسکراہٹ سے اس کی جانب دیکھ رہا تھا جینا نے اپنی سوکھے لبوں پہ زبان پھیری اور دوبارہ اپنے کام میں لگ گ ئی زمان اپنے قدم بڑھاتا آس پاس دیکھا جہاں ان کے علاوہ اور کوئی ی نہیں تھا وہ شکر ادا کرنے لگا کہ آفاق نہیں ہے اب وہ آرام سے جینا کو تنگ کر سکتا تھا۔

ہیلو مس جینا اپس جنت کیسی ہیں آپ؟ زمان نے جان بوجھ کر جنت نام لیکر اس کو تپایا۔

یہ آپ کا سر درد نہیں۔جینا نے سپاٹ انداز میں کہا۔

میرا سر درد تو ہے۔زمان نے اس کے گال پہ ہاتھ رکھ کر گھمبیر لہجے میں کہا جینا کا دل ڈوب کے ابھرا اس کو زمان کی جرئ ت پہ حیرت تو ہوئ ی پر اس کو عجیب بھی لگا اس کو کہاں عادت تھی زمان کی اس بے تکلفی کی اس خود کو کمپوز کیا اور اپنے چہرے سے زمان کا ہاتھ جھٹکا اور غرانے والے انداز میں کہا۔

اپنے حد میں رہے مسٹر زمان دوبارہ مجھ سے بات مت کرئی یے گا اور اگر کرے بھی تو

دس قدم دور پہ ورنہ مجھ سے برا کوئی ی اور نہیں ہو گا اور یہ آپ دانتوں کی نمائش کیوں کر رہے ہیں میں نے کوئی ی جوک نہیں سنایا آپ کو۔ جینا جو اس کو سنانے میں تھی پر اس کو بس مسکراتا دیکھ کر چڑ کر بولی زمان کو جینا کے اسطرح ہاتھ جھٹکنے پہ برا تو بہت لگا پر اس نے نظر انداز کر کے جینا کو مسکرا کر دیکھنے لگا جو اس کو دور رہنے کا بول رہی تھی اس کو مزہ آ رہا تھا جینا کو تپا چہرہ دیکھ کر وہ جو کچھ پہلے دور تھا اب ٹ اب ٹیبل پہ بیٹھ کر جینا کو شوخ نظروں سے دیکھتا بولا۔

تم سا کوئی ی پیارا کوئی ی معصوم نہیں ہے تم جان ہو میری تجھے معلوم نہیں ہے۔ زمان گانا گاتے مسکرا کر جینا کو دیکھا جو بار بار آنکھوں سے اشاروں سے پیچھے دیکھنے کا کہہ رہی تھی مگر وہ سمجھ نہ پایا اس کو لگا جینا ناراض ہے اس لیے پھر وہ شروع ہو گیا۔

مختصر سی زندگی ہے

کیا تیرا روٹھنا ضروری ہے۔

آج تو زمان کے انداز ہی نرالے تھے مگر جینا کو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا اس لیے اس نے خود ہی زمان کے چہرے پہ ہاتھ رکھ کر اس کو پیچھے دیکھنے پہ مجبور کیا زمان جو مسکرا کر اس کو دیکھ رہا تھا پر جب اس کی نظر پیچھے سینے پہ باندھے سنجیدہ سے آفاق پہ پڑی تو وہ گڑ بڑا کر ٹیبل سے اٹھتا سیدھا ہو کر کھڑا ہو گیا جینا ایسے فائی ل میں مگن ہو گ ئی جیسے وہاں ہو

ہی نہیں۔

مسٹر زمان آر یو او کے ؟آفاق نے دونوں کو ایک نظر دیکھتا پوچھنے لگا۔

تم کب آئے ؟زمان کھسیانا ہو کر اپنے بالوں میں ہاتھ ڈالتا اس سے پوچھا آفاق کی بات تو جیسے سنی ہی نہ ہو۔

جب آپ اپنی خوبصورت آواز کا صحر میرے غربت خانے میں پھیلا رہے تھے۔آفاق اپنی مسکراہٹ ضبط کرتا سنجیدگی بولا۔

اچھا مزاق تھا۔زمان مصنوعی مسکراہٹ سجائے بولا۔

ویل یہ مزاق تو نہ تھا آپ تشریف رکھے۔آفاق نے اس کو بیٹھنے کا اشارہ کرتا بولا۔

او نہیں مجھے ضروری کام تھا پہلے پر ابھی ایک اور کام آ گیا ہے تو میں وہاں جاؤں گا پھر ملاقات ہو گی۔زمان کہتا بنا اس کی سنے باہر نکل گیا اس کو جاتا دیکھ کر آفاق نے شرارت بھری نظروں سے جینا کو دیکھا جو اس کے دیکھنے پہ گڑبڑا کر بولی۔

یہ کچھ فائی لز ہیں جو آپ کو چاہیے تھی میں اب جاتی ہوں۔جینا اس کو فائی لز پکڑاتی نو دو گیارہ ہو گئی۔

کیا یہ دونوں ایک دوسرے کو پہلے سے جانتے ہیں کچھ تو چھوٹ رہا ہے۔آفاق اپنی ٹھوری پہ ہاتھ رکھتا آخر میں ارجن ڈرامے کا ڈائی یلاگ مارتا بولا۔

زمان آفاق کے آفس سے نکلتا اپنی گاڑی میں آکر بیٹھا تھا چہرے پہ خوبصورت سی مسکراہٹ رقصا تھی زمان مسکراتے مسکراتے چہرہ ونڈو کے پار دیکھنے لگا اس کو آج جینا کا غصے سے بھرا چہرہ بہت پسند آیا تھا اس کی مسکراہٹ ختم ہونے کا نام ہی نہیں رہی تھی وہ پرانی باتیں بھول گیا تھا بس جو آج ہے وہ یاد تھا کچھ لوگ ہماری زندگی میں اتنے خاص ہوتے ہیں کہ ان کے ساتھ پانچ منٹ کی گفتگو ہمارے چہرے پر گھنٹوں رہنے والی مسکراہٹ کا سبب بنتی ہے زمان کے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی ہوا تھا جینا اس کو اب سانس کی طرح ضروری تھی۔

شام میں جب آفاق اپنے گھر آیا تو بنا کسی کی جانب دیکھتا اپنے کمرے میں جانے لگا تو اس کی ماں نے آواز دی۔

آفاق ادھر تو دیکھو کون آیا ہے۔ شازیہ بیگم نے اپنے ساتھ بیٹھی زمزم کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

اوو زمزم تم سوری میں نے دیکھا نہیں تھا تمہیں۔ آفاق ان کی طرف ان کی طرف آتا بولا۔

کوئی ی بات نہیں تم اتنے مصروف ہو گئی ے ہو تو سوچا میں ہی مل آؤں تم

سے۔زمزم نے مسکرا کر کہا

تم لوگ بیٹھو میں ذرا کچن میں جاتی ہوں۔شازیہ بیگم اٹھ کر ان سے بولی جس پہ انہوں نے سر ہلایا۔

کیسے یاد کر لیا مجھے آج تم نے۔آفاق اس کے پاس والے صوفے پہ بیٹھتا پوچھنے لگا

ایسے ہی کافی دنوں سے مل کر بات نہیں کی نہ ہم نے تو سوچا آج تمہارے ساتھ باہر ڈنر پہ جاؤں۔زمزم نے مسکرا کر بتایا۔

ہاں آفس میں کام بہت بڑھ گیا ہے۔آفاق تھکے لہجے میں بولا۔

اووو تو تم نہیں چلو گے؟زمزم نے اس کے چہرے پہ تھکاوٹ دیکھ کر بولی

نہیں کیوں نہیں چلوں گا میں بس فریش ہو جاؤں پھر چلتے ہیں۔آفاق نے آرام سے کہا۔

اوکے۔زمزم نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔

جینا بھی ہو گی؟آفاق جو اندر جانے والا تھا اچانک سے رک کر اس سے پوچھنے لگا۔

نہیں بس ہم دونوں۔زمزم نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

سہی ہے۔آفاق سر ہلاتا فریش ہونے کے لیے چلا گیا۔زمزم نے گہری سانس لی اور جینا کو میسج کیا کہ رات کے کھانے پہ اس کا انتظار نہ کرے۔

جینا کو زمزم کا میسج مل گیا تھا وہ کچن میں آ کر اپنے لیے کچھ بنانے کا سوچا پھر اس کو یاد آیا کہ اس کو تو بنانا ہی نہیں آتا اس نے اپنے ماتھے پہ ہاتھ مارا اور فریج کھول کر دیکھنے لگی جہاں بریانی کی پلیٹ ہی تھی بس اس کے لیے جینا نے گہری سانس لی اور اس کو نکال کر گرم کرنے لگی تاکہ کھا سکے کچھ وہ بریانی لیکر صوفے پہ بیٹھ گئی ابھی اس نے ایک چمچ ہی منہ میں ڈالا ہو گا کہ اس کا موبائل بجنے لگا اس نے نمبر دیکھا تو کوئی ی انون تھا جینا نے نظر انداز کیا اور کھانے میں مگن ہو گئی پر شاید کال کرنے والا بھی کوئی ی ڈھیٹ تھا جو اس کے کال نا اٹھانے پر بھی بار بار کال کی ئے جا رہا تھا جینا نے کوفت موبائل کو دیکھا اور پلیٹ کچن میں واپس رکھتی کال ریسیو کر لی۔

کہاں گم تھی کب سے کال کی ئے ہی جا رہا ہوں اور تم اٹھا ہی نہیں رہی تھی۔ دوسری طرف سے زمان نے کی آواز ابھری جس میں بے چینی صاف عیاں تھی۔

مجھے کال کیوں کی؟ جینا کو زمان کے کال کرنے پہ شاک تو لگا پر اس نے نارمل لہجے میں پوچھا۔

مجھے تو لگا تم یہ پوچھوں گی کہ میرا نمبر کہاں سے لیا۔ زمان نے اس کی بات سن کر شرارت سے بولا۔

ضروری تو نہیں مسٹر زمان کے جو آپ کو لگے وہ درست ہو۔ جینا نے طنزیہ آواز میں کہا۔

جینا میں جانتا ہوں تم مجھ سے خفا ہو۔ زمان اب سنجیدہ ہو کر بولا۔

میں غیروں سے خفا نہیں ہوتی۔ جینا نے سپاٹ انداز میں کہا۔

تمہارے لیے میں غیر کب سے ہو گیا؟ زمان نے ناراضگی سے پوچھا

آپ ہمیشہ سے ہی غیر تھے پر سولہ سال کی جینی بیوقوف تھی جو اپنے اور غیروں کا فرق نہ سمجھ پائی پر جنت اچھے سے جانتی ہے۔ جینا نے جواباً کہا

تمہیں اندازہ بھی نہیں تمہارا یہ انداز میرے دل میں کتنی تکلیف پیدا کر رہا ہے۔ زمان نے دکھے دکھ سے اپنی آنکھیں بند کرتے کہا۔

مجھے اندازہ لگانا ہے بھی نہیں مسٹر زمان کام کی بات کرے کس لیے زحمت کی مجھے کال کرنی کی۔ جینا نے سنجیدگی سے پوچھا۔

تم سے ملنا چاہتا ہوں کچھ بتانا چاہتا ہوں دو سالوں میں جو ہوا وہ ہر ایک بات۔ زمان نے کہا۔

میں آپ سے ملنا ہرگز نہیں چاہوں گی۔ جینا نے صاف انکار کیا۔

کل شام سات بجے میرا سیکیٹری تمہیں لینے آئی یگا تیار رہنا۔ زمان اس کا انکار کسی خاطے

میں نہ لاتے آرام سے بولا۔

میں نہیں آؤں گی۔ جینا نے دانت پیس کے جواب دیا۔

ہاں میں جانتا ہوں تمہیں ابھی سے مجھے دیکھنا کا دل کر رہا ہو گا پر ابھی رات ہے نہ ٹھیک نہیں لگتا اس لیے کل شام تم اور میں اور ہم اپنے سارے گلے شکوے دور کر دیگے پھر سب ٹھیک ہو جائے گا۔ زمان محبت سے چور لہجے میں بولا۔

کتنا آسان ہے نہ آپ کے لیے سب کچھ ٹھیک کرنا پر میں نہیں آؤں گی نہ تو مجھے کوئی ی شکوہ ہے اور نہ گلا اس لیے آپ اپنی آفر کسی اور لڑکی کو دے۔ آخری بات جینا نے کس دل سے کی تھی وہ بس وہی جانتی تھی۔

جینا یاد کرو میں علی ہوں جس سے تمہیں محبت ہے۔ زمان نے آنکھیں میچ کر کہا۔

آپ سے محبت کر کے میں نے محبت ضائع کی اور کچھ نہیں زمان تمہارے الفاظوں نے مجھے اتنا اجاڑا ہے نہ کہ دنیا کے سارے رنگ بھی مجھ میں بھر دو تو بھی میں سیاہ ہی رہوں گی۔ جینا نے نم لہجے میں کہا۔

میں شرمندہ ہوں جینا عرفان مجھے اپنی غلطی کا اندازہ ہے اور شدت سے ہے میں تم سے مل کر معافی مانگنا چاہتا ہوں۔ زمان نے منت بھرے لہجے میں کہا۔

معافیاں تکلیف کا خسارہ نہیں ادا کر سکتی تم جانتے تھے میرے دل میں تمہارے سوا

کوئی ی نہیں پھر بھی تم نے مجھے توڑ دیا اور ایسا توڑا ہے کہ اس کی کرچیاں بھی مجھے نہیں ملی۔ایک آنسو جینا کی آنکھ سے گرا۔

کتنی خاموش تھی وہ ہجر کی راتیں

دل کی دھڑکن سے اب کان پھٹتے ہیں

میں کفارہ ادا کر لوں گا بس تم مجھے ایک موقعہ دو اپنی صفائی میں کچھ کہنے کا۔زمان نے کہا۔

میں اب تم سے بات نہیں کرنا چاہتی میں نے تمہاری وجہ سے اپنے سب رشتوں کو کھو دیا ان سے کبھی نہیں ملی بس زمان تم کل کسی کو بھی نہیں بھیجو گے۔جینا نے اٹل لہجے میں کہا اور کال کٹ کر دی زمان کتنی دیر تک موبائل کی بند اسکرین کو تکتا رہ گیا۔

جلا دو ان کتابوں کو جن میں لکھا ہے کہ

محبت اگر سچی ہو تو لوٹ آتی ہے۔

تم آؤ ں گی جینا عرفان تمہیں آنا ہو گا میری انجانے میں کی گ ئی غلطی کی سزا تم اتنی بھیانک نہیں دے سکتی۔زمان نے تصور میں جینا کو مخاطب کرتے کہا۔

کال کاٹنے کے بعد جینا اپنے کمرے میں آ کر بیڈ پہ اپنا سر پکڑ کے بیٹھ گ ئی اس کو زمان کا اب نیا انداز سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس کو اگر احساس ہوا ہے تو بس ہوا ہے یوں اس

طرح اس سے باتیں کرنا معنی خیز لہجہ اس کو الجھن میں ڈال رہا تھا جینا پہ لیٹ گئی اور زمان کو سوچنے لگی کہ کیا اس کو ملنا چاہیے زمان س ؟ جواب فورن سے انکار میں آیا تھا دل نے نفی کی تھی اتنی دفعہ وہ زمان کے ہاتھوز خمی ہوا تھا وہ جینا نے سونے کی کوشش کرتی آنکھیں بند کر لی اس کو نیند نہیں آئی ی آنکھیں کھول دی کیوں علی مجھے دوبارہ اس سچویشن میں ڈال رہے ہو جس سے میں بہت مشکل سے نکلی ہوں جینا نے خیالوں میں زمان سے شکوہ کیا آنکھیں بھیگتی چلی گئی پر نیند شاید آج اس سے روٹھ گئی تھی۔

ہم روتے رہے فیصلانہ کر سکے

تم یاد آرہے ہو یا ہم کر رہے ہے۔

آپ کی بات ہوئی ی زمان سے کب آرہا ہے وہ واپس؟ حسن نے امان شاہ سے پوچھا۔

میری تو کوئی ی بات نہیں ہوئی ی اس سے پر شاید ہفتے کے اندر آجائے۔ امان شاہ نے اخبار پڑھتے جواب دیا۔

مشکل ہے۔ حسن نے زمان کی پہلے کی گئی کال پہ باتیں یاد آئی ی تو کہا۔

مشکل کیوں؟ امان شاہ نے حیرت سے پوچھا۔

وہ میرا مطلب تھا کہ زمان کو لاہور میں ایک خالی پلاٹ تھا وہ پسند آیا تھا اور وہ جگہ خریدنا چاہتا ہے اس لیے شاید دیر ہو آنے میں ان چیزوں میں وقت تو لگتا ہے نہ۔ حسن ان کے پوچھنے پہ گڑبڑا کر بولا۔

کونسا پلاٹ مجھ سے تو کوئی ی بات نہیں کی اس نے۔امان شاہ نے پوچھا۔

مجھ سے بھی ایسے ہی سرسری ساذکر کیا تھا۔ حسن نے بالوں میں ہاتھ گھماتا بولا۔

اچھا۔امان شاہ نے سر ہلایا۔

میں آتا ہوں۔ حسن نے اپنے موبائل پہ زمان کی کال دیکھی تو کہا۔

ہیلو زمان کیسے ہو؟ حسن اپنے کمرے میں آکر اس سے حال چال پوچھا۔

بہت برا۔زمان نے بیڈ پہ لیٹے جواب دیا۔

کیوں کچھ ہوا ہے کیا؟ حسن نے گل کو دیکھ کر پوچھا جو آذان کو فیڈر پلا رہی تھی اور آذان فیڈر کی جانب گندہ منہ کر کے دیکھ رہا تھا۔

کچھ ہوا ہے کا نہ پوچھو جینا سخت خفا ہے مجھ سے اتنا کہ نہ پوچھو۔زمان نے تھکے انداز میں کہا۔

یہ شعر تھا؟ حسن کو سمجھ نہ آیا تو پوچھا

یہ میری حالت ہے۔زمان نے جواب دیا

زمان صاف صاف بات کیوں نہیں کرتے کیوں پریشان ہو تم۔ حسن نے چڑ کر پوچھا

وہ کہتی ہے اس نے مجھ سے محبت کرنے میں اپنی محبت کو ضائع کر دیا۔ زمان طنزیہ مسکراہٹ سے بولا

ہمم بہت دیر اندازہ ہوا اس کو۔ حسن نے پر سوچ انداز میں کہا۔

کیا مطلب تمہارا کہ دیر اندازہ ہوا۔ زمان اس کی بات کا مفہوم سمجھتا سخت لہجے میں بولا۔

زمان تم نے اس لڑکی کی قدر نہیں کی جو تمہیں کسی اور کے ساتھ بات کرتا دیکھ کر برداشت نہیں کر پاتی تھی اس لڑکی کو کھویا جو اپنی سوچ میں تمہیں جنت میں ستر حوروں کے ساتھ کیسے دیکھ پائے گی ان باتوں کے لیے پریشان ہوتی ہو گی۔ حسن نے کھوئے ہوئے انداز میں کہا۔

آئے لو یو علی اور میں نہیں دیکھ سکتی تمہیں کسی اور کے ساتھ میری برداشت سے باہر ہوتا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ میں ان لڑکیوں کی آنکھیں نکال دوں جو تمہاری طرف اٹھتی ہیں۔

حسن کی بات سن کر زمان کے کانوں میں جینا کا کہا پرانا جملا یاد آ گیا زمان نے گہری سانس لی۔

میں جینا ک جینا کو منالوں گا اور وہ مان جائے گی۔ زمان نے مضبوط لہجے میں کہا۔

ہوپ سوبٹ زمان جینی کی فیملی کو تو بتائے نہ ہم اور جینی کیوں ان سے الگ ہو کر رہ رہی ہے۔ حسن نے زمان سے پوچھا۔

نہیں ان کو نہ بتانا ورنہ وہ جینا عرفان کو آمریکا لیجائی یگے اور میرے لیے پھر زیادہ مشکل ہو جائے گا اس کو منانا۔ زمان حسن کی بات سن کر فورن سے بولا۔

اوکے ہے تو یہ غلط پر تمہارے لیے میں خاموش رہتا ہوں۔ حسن نے کہا۔

اوکے تھنکس۔ زمان نے شکریہ ادا کیا اور کال کاٹ دی۔

کیا بات کر رہے تھے بھائی سے؟ گل بیڈ پہ حسن کے پاس بیٹھتی پوچھنے لگی۔

بھائی بیٹے کے علاوہ میرا بھی کبھی سوچ لیا کرو۔ حسن اس کو اپنے قریب کرتا بولا۔

کرتی تو ہوں۔ گل حسن کے کندھے پہ ہاتھ رکھتی نظریں جھکا کر بولی۔

کب رکھا؟ حس نے اپنا ہاتھ اس کے بالوں میں پھنسا کر کہا۔

حسن میں آذان کو دیکھوں۔ گل شرم سے لال ہوتی حسن سے الگ ہوتے بولی۔

سارا دن تو دیکھتی ہوں اس کو اور وہ کھیل رہا ہے اس کی فکر نہ کرو میری کرو۔ حسن گل کو کمر سے پکڑتا اپنے بیحد نزدیک کرتا بولا۔

آپ ہی مصروف رہتے ہیں اور الزام مجھ پہ لگا رہے ہیں۔ گل حسن کی شرٹ کہ بٹن پہ ہاتھ پھیرتی بولی

اچھا جی تمہاری شکایت دور کرتے ہیں پھر۔ حسن اس کے چہرے کی جانب دیکھتا بولا۔

وہ کیسے؟ گل نے پوچھا۔

آذان کو فلک کے کمرے میں چھوڑ آؤ پھر ہم باہر چلتے ہیں گھومنے۔ حسن نے مسکرا کر کہا۔

اوکے۔ گل نے بھی مسکرا کر کہا۔

جینا صبح اٹھی تو دن کے بارہ بج رہے تھے اس نے حیرت سے ٹائم کو دیکھا اس نے آفاق کو میسج کر کے آج اپنے آفس نہ آنے کا بتایا ساری رات ٹھیک سے اس کو نیند نہیں آئی ی تھی فجر پڑھ کہ اس کی آنکھ لگی تھی اس لیے اتنا ٹائم ہو گیا جینا سستی سے اٹھتی واشروم کی طرف چلی گئی فریش ہونے کے لیے وہ واشرم سے نکلی تو اس نے بلیک ڈھیلی قمیص اور بلیک پلازو پہن رکھا تھا وہ بہت نکھری نکھری سی لگ رہی تھی رات کے اثرات بلکل بھی اس کے چہرے سے ظاہر نہیں ہو رہے تھے جینا اپنے بالوں میں برش پھیرتی کمرے سے باہر آگئی لائی ونج میں زمزم کو دیکھ کر اس کو حیرت ہوئی ی جو صوفے پہ لیپ ٹاپ گود میں رکھے بیٹھی تھی اور اس میں جانے کیا دیکھ رہی تھی جو چہرے پہ حد زیادہ سنجیدگی اور شاید دکھ افسوس بھی تھا جینا اس کے پاس ہی بیٹھ گئی پر

زمزم اس قدر گم تھی کہ اس کے بیٹھنے کا نوٹس تک نہیں کیا جینا نے گہری سانس لی اور خود ہی کندھا ہلا کر اس کو مخاطب کیا۔

کیا دیکھ رہی ہو ایسا جو اتنا سنجیدہ ہو گئی ہو؟

جینا تم کب آئی ی؟ زمزم نے لیپ ٹاپ پہ نظر ہٹا کر اس کو دیکھ کر کہا

میں ابھی پر تمہیں کیا ہوا ہے ایوری تھنگ از اوکے؟ جینا نے پوچھا

یار کیا بتاؤں شیانہ کو آگے پیچھے گولی لگ گئی جس سے وہ مر گئی وہ کیوں مر گئی اتنی اچھی اور نیک دل کی تھی۔ زمزم نے دکھ سے اس کو بتایا۔

کون شیانہ اور ؟ شیانہ اور کیا مطلب کہ آگے پیچھے گولی لگ گئی۔ جینا نے نا سمجھی سے پوچھا۔

اور تمہیں پتا ہے ازلان کی حالت بہت خراب ہے وہ تو اس کی قبر کے سامنے بیھوش ہی ہو گیا تھا۔ زمزم نے اس کی سنی ہی نہیں اور افسردہ لہجے میں بتایا۔

زمزم شیانہ کون کیا وہ تمہارے ہسپتال کا کیس ہے مطلب کے تم نے اس کا علاج وغیرہ کیا اور گولی کیسے مطلب لگی۔ جینا نے الجھ کر پوچھا اس کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ زمزم اتنا دکھی کیوں ہے اس کو لگا وہ ڈاکٹر ہے تو شاید کوئی ی حادثہ ہوا ہو وہاں۔

یار میرے ہسپتال کیسے میں پاکستانی عشق لا ڈرامے کی بات کر رہی ہوں وہ صحافی تھی

اور ایسی ویسی نہیں بہت نیک اور ہمدرد اس کی شادی ہو گئی تھی ازلان سے پر یار ظالموں نے اس کا قتل کر دیا۔ زمزم نے ایسے بتایا جیسے نجانے کیا بات ہو گئی ہو۔

ایک منٹ تو کیا تم اتنی دیر سے ڈرامے کی کہانی دیکھ کر اس کا سوگ منا رہی تھی۔ جینا منہ کھولے اس سے پوچھنے لگی وہ کیا سمجھی تھی اور بات تھی کیا۔

ہاں اور کونسی شیانہ کا میں ذکر کروں گی۔ زمزم نے سوں سوں کرتے کہا۔

حد ہے میں پتا نہیں کیا سمجھی تھی اور تم ایک ڈرامے کی وجہ سے اتنا ایمو شنل ہو گئی تھی۔ جینا صوفے سے ٹیک لگا کر گہری سانس بھر کر بولی۔

پر یار تم تیرہ اپیسوڈ تو دیکھتی اس کا سچ میں رونے لگ جاتی ازلان اتنا تڑپ کر اس کو بولا رہا تھا کہ شیانہ آجاؤ آئے مسنگ یو سچ میں اتنا دکھ ہوا کہ کیا بتاؤں میں اب پتا نہیں چودہ اپیسوڈ میں شیانہ آئے گی بھی کے نہیں۔ زمزم نے ناخن منہ میں ڈالے افسوس سے بولی۔

ابھی تو تم نے کہا کہ وہ مر گئی تو واپس کیسے آئے گی انڈین ڈرامہ ہوتا تو سوچا جا سکتا تھا کیا پتا وہ دوسرا جنم کرواتے پر پاکستانی ڈراموں میں کہاں ہوتا ہے ایسا سین۔ جینا پہلے بیزاری اور آخر میں ہنس کر بولی۔

نہیں وہ کیا ہے نہ وہ اس کو خیالوں میں نظر آتی ہے اس لیے میں نے کہا۔ زمزم نے

وضاحت دی

جو بھی بس وہ ڈرامہ تھا یہاں انسان کو حقیقت میں کسی کا دکھ محسوس نہیں کرتا اور تم ڈراموں کی جو بس دیکھاتے ہیں حقیقت ان سے بر عکس ہوتی ہے اس پہ اتنا دکھی اور رونے جیسی شکل بنائی ہوئی ہے۔ جینا نے طنزیہ انداز میں کہا۔

تمہیں نہیں پتا یار مرد بھی روتے ہے وہ بھی ایک لڑکی کے لیے

اور ایسا فلموں اور ڈرموں میں ہوتا ہے۔ جواب فورن سے جینا نے دیا اس کی بات مکمل ہونے سے پہلے

کچھ لوگوں کی زندگی میں حقیقت میں بھی ہوتا ہے۔ زمزم نے برا منہ بنا کر کہا

نہیں ہوتا اصل میں بس ہر کوئی دل توڑنا جانتا ہے اور ان کو احساس بھی نہیں ہوتا۔ جینا نے نفرت سے کہا۔

ہر عمل کا ایک رد عمل ہوتا ہے

نفرت بتا رہی ہے کہ محبت غضب کی تھی۔

جینا کی بات پہ زمزم نے شعر عرض کیا۔

تمہیں دیکھ کر لگتا نہیں کہ تم ڈاکٹر ہو کہاں وہ پریکٹیکل لائف پہ یقین رکھتے ہیں اور ہوتے ہیں اور ایک تم ہو جو ڈرامے اور پیار پہ اتنا سنجیدگی سے سوچتی سوچتی ہو۔ جینا نے

اس کو دیکھ کر کہا۔

تمہیں تو مجھے ایسا نہیں بولنا چاہیے کیوں کی تم خود کسی کی محبت میں گرفتار ہو۔زمزم انجانے میں اس کی دکھتی رگ پہ ہاتھ رکھ گئی تھی۔

رات کا کیا پروگرام ہے تمہارا؟ جینا اس کی بات نظر انداز کرتی بولی۔

ہاں وہ رات مجھے دوبارہ ڈرامے کا تیرہ اپیسوڈ دیکھنا ہے۔زمزم نے اپنی بہت بڑی مصروفیت بتائی جینا اس کی بات سن کر نفی میں سر ہلانے لگی۔

ڈراموں کے علاوہ پوچھ رہی ہوں۔جینا نے مصنوعی مسکراہٹ سے پوچھا۔

اور تو کوئی ی خاص نہیں۔زمزم کندھے اچکا کر بولی۔

کل ڈنر کیسا رہا تمہارا اور آفاق کا؟ جینا نے نئی بات کی۔

بہت اچھا۔زمزم نے گہری مسکراہٹ سے کہا۔

ماشااللہ ایک بات پوچھو؟ جینا نے کہا

ہاں ضرور۔زمزم نے اجازت دی

کیا تم کبھی نہیں بتاؤ ں گی اپنے جذبات آفاق کو؟ جینا نے سنجیدگی سے پوچھا

نہیں کیوں کی وہ میرا دوست ہے جینا اور میں اپنے دوست کو کھونا نہیں چاہتی۔زمزم نے دکھ بھری مسکراہٹ سے کہا

کیا پتا وہ بھی تم سے محبت کرتا ہو۔ جینا نے کہا۔

نہیں وہ میرے بارے میں ایسا نہیں سوچتا وہ حقیقت پسند مرد ہے پیار محبت سے دور رہنے والا۔ زمزم نے ہنس کر بتایا۔

ہاں پر تم ایک دفعہ اس معاملے پہ بات کر کے دیکھو ایک نہ ایک دن تو تم نے اور اس نے شادی کرنی ہی ہے نہ۔ جینا نے اپنی بات منوانی چاہی۔

ان باتوں چھوڑو یہ بتاؤ کہ آج تم آفس نہیں گئی؟ زمزم نے ٹاپک بدل کر پوچھا

ہاں بس ایسے ہی۔ جینا نے سستی سے بتایا۔

آپ آخر جینی کو لے کیوں نہیں آتے ایک سال سے آپ جانتے ہیں کہ جینی کا پتا لگ گیا اور ہے وہ محفوظ جگہ پہ ہے تو آپ مجھے یہ بتائیں کہ آپ نے اس کو اکیلا کیوں چھوڑا ہے اس کو لیکر آئے میرا دل تڑپتا ہے اس کو دیکھنے کے لیے اگر آپ کو نہیں آتی تو اس کی یاد تو نہ آئے پر مجھے اپنی بیٹی اب چاہیے نہیں تو میں خود پاکستان جاؤں گی۔ روما بیگم عرفان احمر سے غصے سے بولنے لگی۔ عرفان احمر کی بیحد جینا کی تلاش کی جانے پہ ان کو پتا لگ گیا تھا مگر وہ جینا کو لینے یا ملنے نہیں گئی وہ یہ سوچتے ہوئے کہ جینا جوان کے بنا نہیں رہ سکتی تھی ایک سال کیسے رہ گئی اور کیوں ایسی کیا بات جس کی وجہ سے اس کو

اپنے گھر اور ماں باپ کا خیال تک نہیں آیا وہ بس یہ جان کر مطمئن ہو گئی ے تھے کہ ان کی جینا سہی سلامت ہے اور انہوں نے روما بیگم کو سب بتا بھی دیا اور یہ کہہ دیا کہ وہ جینا کو تب تک نہیں لینے جائی گے جب تک جینا خود ان سے رابطہ نہیں کرتی ان کی بات پہ روما بیگم نے ہنگامہ تو بہت کیا پر وہ بعد میں خاموش ہو گئی کیوں کی عرفان احمر ان کی بات پہ دھیان نہیں دئے رہے تھے تو پر آج وہ پھر ان کے سامنے آکر جینا کے واپس لے آنے کا کہہ رہی تھی پر عرفان احمر آج بھی ان کی بات سننے کے موڈ میں نہ تھے۔

جہاں دو سال صبر کیا ہے وہاں کچھ اور کر لو وہ ہمارا وہ ہماری بیٹی ہے مجھ یہ جاننا ہے کہ کب تک اور کیوں وہ ہم سے دور رہ رہی ہے۔ عرفان احمر خود پہ پرفیوم چھڑک کر بولے۔

جینی کا تو دماغ خراب ہے ایک بار آ لینے دے اس کو پھر دیکھئی یے گا میں کیسے سدھارتی ہوں اس کو۔ روما بیگم ان کی بات سن کر بھڑک اٹھی۔

مجھے لگتا ہے جینی اب ضرور ہم سے رابطہ کرے گی اور کہے گی کہ ڈیڈ ایم سوری پلیز مجھے لینے آجائے میں اب اور آپ لوگوں کے بغیر نہیں رہ سکتی۔ عرفان احمر نے آرام سے ان کو آنے والے وقت کا بتایا۔

بزنس مین ہے آپ وہی رہے نجومی بننے کی ضرورت نہیں آپ کو۔روما بیگم ان کی بات سن کر طنزیہ بولی۔

گناہ ملے گا شوہر پہ طنز نہیں کرتے۔عرفان احمران کی جانب آکر بولے۔

آپ کو بھی گناہ ملے گا ایک ماں کو اس کی اولاد سے دور رکھا ہے۔روما بیگم روتے ہوئے کہتی کمرے سے نکل گئی عرفان احمران کو جاتا دیکھ کر ٹھنڈی سانس بھر کے رہ گئی ے۔

سر آپ نے بولا یا تھا؟اعجاز نے زمان سے پوچھا جو اپنے فلیٹ کی گیٹ کہ پاس تھا

ہمم میں نے ایک ایڈریس مسیج کیا ہے وہاں سے تم نے جینا کو پک کرنا ہے اور یہاں میرے پاس لانا ہے۔زمان دور خلا میں دیکھتا بولا۔

کب لیکر آنا ہے انہیں ؟اعجاز بنا اور کوئی ی سوال کیا بولا

سات بجے۔زمان نے بتایا۔

اوکے سر میں ابھی نکلتا ہوں انہیں لینے کے لیے کیوں کی ابھی چھ بج گئی ے ہیں۔اعجاز نے احترام سے کہا۔

پورے سات بجے مجھے وہ یہاں دیکھے۔زمان نے اپنے ایک ایک لفظ پہ زور دے کے

کہا۔

اوکے سر۔اعجاز کہتا باہر نکل گیا۔

تم آؤ ں گی جینا تم آج بھی مجھے چاہتی ہو اور تم کبھی میری بات پہ اختلاف نہیں کرو گی۔زمان شدت بھرے لہجے میں خود سے مخاطب ہوا۔

جینا باہر تمہیں کوئی ی لینے آیا ہے۔زمزم بیڈ پہ لیٹی جینا سے مخاطب ہوئی ی جو لیپ ٹاپ میں بزی تھی۔

مجھے کون۔جینا کہتے خاموش ہو گ ئی اس کو یاد آیا کہ زمان نے کہا تھا وہ سات بجے کسی کو بھیجے گا تا کہ وہ اس کو کے ساتھ آئے جینا نے گھڑی پہ وقت دیکھا جو چھ تیس بتا رہی تھی۔

کیا ہوا جانا نہیں تم نے کس کو کہا تھا ویسے کہ لینے آئے۔زمزم اس کو سوچو میں گم دیکھتے بولی اور بیڈ پہ بیٹھ گ ئی۔

مجھے کہیں نہیں جانا باہر جو کوئی ی بھی ہے تم جا کر اس کو کہہ دو۔جینا نے بے تاثر لہجے میں کہا۔

ارے باہر دیکھو تو سہی کیا پتا تم نے آج ملنا ہو کسی سے اور تم بھول گ ئی ہو۔زمزم نے

سمجھایا۔

زمزم میں نے کسی ہو کچھ نہیں کہا پلیز تم جا کر اس کو جو کوئی ی بھی کہہ دو سختی سے کہ دوبارہ نہ آئے۔ جینا نے چڑتے کہا۔

اوکے۔ زمزم اٹھ کر باہر چلی گ ئی۔

علی میں تمہیں کبھی معاف نہیں کروں گی۔ جینا نے سر پکڑتے دکھ بھرے لہجے میں کہا۔

کیا مطلب تمہارا کہ جینا کو آنا ہے اگر وہ نہیں آ رہی تو بس تم جاؤ اب۔ زمزم سامنے کھڑے اعجاز سے بولی جو کہہ رہا تھا وہ جینا کو لینے آیا ہے اور لیکر ہی جائے گا۔

دیکھے میم آپ میری بات سمجھ نہیں رہی۔ اعجاز نے کچھ کہنا چاہ۔

کیا مطلب کہ میں تمہاری بات سمجھ نہیں رہی میں کیا بیوقوف ہو تم جانتے نہیں میں ہوں کون ڈاکٹر زمزم مرتضیٰ ہوں میں اور ڈاکٹر بننا اتنا آسان نہیں ہوتا سمجھے تم۔ زمزم اس کی بات پہ تپ کہ بولی۔

جی میم میں جانتا ہوں ڈاکٹر بننا آسان نہیں ہوتا۔ اعجاز زمزم کی بات پہ گڑبڑا کر بولا

تمہیں کیا پتا تم کونسا ڈاکٹر ہو وہ تو مجھے پتا نہ جو میں نے دن رات ایک کر کے محنت سے پڑھی اپنی نیند قربان کی اور آج میں اللہ کی رضا سے اس مقام پہ ہوں اور تم کہہ رہے ہو

کہ میں سمجھ نہیں رہی۔زمزم نے ہاتھ ہلا کر ہلا کر فل لڑائی ی کے موڈ میں بولی۔

میم میری توبہ جو میں دوبارہ کجھ کہوں آپ سے بس آپ جینا میم کو بولے کہ وہ میرے ساتھ چلے۔اعجاز نے رسانیت سے کہا ورنہ دل تو چاہ رہا تھا کہ اپنے بال کھینچ لیں یہ کس مصیبت میں پڑ گیا تھا

کانوں کا مس ئی لا ہے کب سے کہہ رہی ہوں وہ نہیں آئے گی اب تم بھی جاؤ۔زمزم نے اپنا ایک ہاتھ کمر پہ اور دوسرا ہاتھ باہر کی طرف اشارہ کرتے کہا۔

کیا میں ان سے مل سکتا ہوں۔اعجاز گہری سانس بھر کی بولا۔

نہیں۔زمزم نے لٹھے مار انداز میں انکار کیا۔

اوکے۔اعجاز کہتا گاڑی میں بیٹھتا وہاں سے نکل گیا۔

جینا کیا کجھ چھپا رہی ہے یہ کون تھا اور کس نے اس کو جینا کو لینے بھیجا تھا اور جینا کیوں نہیں گ ئی۔زمزم گیٹ کے پار کھڑے ہو کر بڑبڑانے لگی۔

زمان کافی دیر سے بالکنی کہ پاس کھڑا جینا کا انتظار کر رہا تھا پر ابھی تک گیٹ کہ اندر کوئی ی گاڑی نہیں آئی ی تھی زمان چائے کا سپ لیتا وہی کھڑا تھا جب اس کو گاڑی اندر داخل ہوتی نظر آئی ی زمان کے چہرے مسکراہٹ ڈور گ ئی مگر جب اس نے گاڑی

سے بس اعجاز کو نکلتا دیکھا تو اس کی مسکراہٹ غائب ہو گئی وہ اپنی جگہ ساکت سا کھڑا رہ گیا۔

سر آپ نے جن کا بولا تھا وہ تو باہر ہی نہیں آئی ی بس پیغام پہچایا کہ وہ نہیں آئے گی۔اعجاز اس کے پیچھے کھڑا ہوتا بولا۔زمان نے اپنے ہاتھ میں پکڑا کپ زور سے دیوار پہ دے مارا کپ نیچے گرتے کرچی کرچی ہو گیا اور چائے کا نشان دیوار پہ چھاپ گیا اعجاز ڈر کہ کچھ قدم دور ہوا۔

سر آپ ٹھیک ہے۔اعجاز نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

آئی وٹ۔زمان دھاڑ کر بولا۔

پر سر

سنا نہیں میں نے کہا آئی وٹ۔اس کے کچھ بولنے سے پہلے ہی زمان چیخ کہ کہا تو وہ ناچار وہاں سے نکل گیا زمان کی آنکھیں لہوں ٹپکانے کی حد تک سرخ ہو چکی تھی۔

اس نے کمرے میں جاتے اپنے موبائل لیکر ایک مسیج جینا کو سینڈ کر دیا۔اور اپنی فرسٹریشن ختم کرنے کہ لیے واشروم میں شاور کے نیچے کھڑا ہو گیا اس کو آن کرنے کے بعد۔

جینا کوئی ی بات ہے جو تم چھپا رہی ہو مجھ سے ؟زمزم نے جینا سے سنجیدگی سے سوال کیا

نہیں۔جینا نے سپاٹ انداز میں کہا۔

پھر کون تھا وہ جس سے ملنے پہ تم نے انکار کر دیا اور اب اس قدر اپسیٹ ہوا گر تم ملنا چاہتی تھی تو انکار کیوں کیا۔زمزم نے اس کو اداس دیکھ کر پوچھا۔

میں اس وجہ سے اپیسیٹ نہیں بس ایسے ہی خاموش ہوں۔جینا نے کمزور لہجے میں کہا۔

مجھ سے تو جھوٹ مت بولو جینا میں جانتی ہوں تمہیں دو سال سے۔زمزم نے خفگی سے اس کی طرف دیکھا جینا نے گہری سانس لی اور آہستہ آہستہ سب بتا دیا زمزم شاک کی کیفیت میں اپنا ہاتھ منہ پہ رکھ گئی۔

اس کا مطلب اس کو اب تمہاری محبت کا احساس ہو گیا ہے تو تم اس کو ایسے نظر انداز کیوں کر رہی ہو جب کی تمہارے دل میں بھی اس کی محبت آج بھی زندہ ہے۔زمزم نے اس کی بات سن کہ کہا

پر اب مجھے اس کی ضرورت نہیں میں نے اس کی چاہ اپنے دل سے نکال دی ہے۔جینا نے نظریں چڑا کر کہا

خیر ایسی بات تو نہیں تم بس اپنی انا کو بلند رکھنا چاہتی ہو جو کچھ سال اس لڑکے نے کیا آج

تم اس کے ساتھ کر رہی ہو۔زمزم کو جینا نے آج بھی اس کا نام نہیں بتایا تھا کہ وہ کون ہے جس سے اس کو محبت ہے۔

تم چاہتی ہو کہ میں اس انسان کو قبول کر لوں جس نے مجھ پہ الزام لگایا۔جینا بے یقینی سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

الزام تو اس نے نہیں لگایا تھا جینا تم نے خود ہی کہا تھا کہ اس نے بس تمہارا یقین نہیں کیا اور وہ الفاظ نکالیں جو کبھی نہیں نکالنے چاہیے تھے۔زمزم نے سنجیدگی سے کہا

جو بھی پر میں کچھ نہیں بھولی۔جینا سپاٹ لہجے میں بولی۔

جینا محبت میں انا نہیں ہوتی اس کو سائیڈ پہ رکھ کر سوچو کیا تمہارا دل اس کی تمنا نہیں کرتا۔زمزم نے اس کا ہاتھ تھام کر پوچھا۔

دل تو ہے ہی فضول انسان کو خوب زلیل کرواتا ہے۔جینا طنزیہ بولی۔

مطلب تمہارا دل ابھی تک اس کہ لیے ٹھیرا ہوا ہے۔زرا ٹھیرا ہوا ہے۔زمزم نے مسکرا کر کہا۔

وہ میرا آخری عشق ہے جو پہلی دفعہ ہوا تھا مجھے۔جینا زخمی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے بولی۔

جینا تم نے پہلے بھی اپنی من مانی کی جو تمہارا دل چاہا تم نے کیا اور اب بھی وہی کر رہی ہو

کیا تمہیں نہیں لگتا کہ اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ تم اس کو معاف کرو اور اس کی طرف اپنے گھر کی طرف لوٹ جاؤ۔ زمزم نے آرام سے کہا۔

اللہ کیسے چاہ سکتا ہے۔ جینا کو اس کی بات سمجھ نہیں آئی ی۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

تو کرتا وہ ہے جو توں چاہتا ہے

پر ہوتا وہ ہے جو میں چاہتا ہوں۔

تو وہ کر جو میں چاہتا ہوں۔

پھر وہ ہو گا جو توں چاہتا ہے۔

زمزم نے خوبصورت مسکراہٹ سے اس کو بتایا۔

کیا پتا اللہ ایسا نہ چاہتا ہو۔ جینا کو یقین نہیں آیا۔

ہو بھی تو سکتا ہے جو اللہ اس کو تمہارے دل میں ڈال سکتا ہے وہ اللہ اس کو تمہاری قسمت میں نہیں بھیج سکتا وہ ہر چیز پہ قادر ہے وہ سب کچھ کر سکتا ہے جہاں ہم انسانوں کی سوچ بھی نہیں ہوتی اللہ دلوں کو بدلنا جانتا ہے اور تمہارا ایک چیز پہ ٹھیر جانا اور اس خیال کا نہ مٹنا بے وجہ تو نہیں ہے کچھ تو سوچا ہے اللہ نے کوئی ی تو مصلحت ہے اس کی!۔ زمزم آہستہ آہستہ بولتی گ ئی۔

میں اب سونا چاہتی ہوں۔ جینا نے عجیب لہجے میں کہا اور اٹھنے لگی۔

جینا وہ مت کرنا جس سے تمہیں پچھتانا پڑے۔ زمزم نے اس کو خبردار کرنا چاہا

زمزم تم نے پہلے مجھے کہا تھا کہ اللہ کی محبت کے لیے تم اپنی محبت قربان کر دو اور اب تم کہہ رہی ہو کہ اللہ چاہتا ہے کہ میں اس کی طرف لوٹ جاؤں میں ابھی بہت ڈسٹرب ہوں اکیلا رہنا چاہتی ہوں۔ جینا اپنی الجھن بتاتی وہاں سے نکل گئی۔ جب کی زمزم چاہ کر بھی یہ نہ کہہ پائی کہ اس نے تب بھی وہ کہا تھا جو اس لیے ٹھیک تھا اور اب بھی وہ کہا جو وہ خود چاہتی تھی اور اللہ نے بھی شاید اس کی دعائیں قبول کر لی تھی کیوں اللہ کبھی کسی کی دعا رد نہیں کرتا دیر ضرور کرتا ہے پر وہ اپنے بندوں سے غافل نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے دلوں کے حال سے بے خبر ہوتا ہے۔

جینا کمرے آ کر دروازہ بند کرتی وہی زمین پہ بیٹھ گئی اور اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی اس کا دل اس کے بس میں نہ تھا وہ بے بس ہو کر رہ گئی تھی خوب رو دینے کے بعد وہ اپنا چہرے سے آنسو صاف کرتی بیڈ پہ آ گئی تب اس کی نظر اپنی موبائل پہ پڑی اس نے اسکرین آن کی تو زمان کا میسج آیا تھا۔

مجھے لگا تھا جینا عرفان کبھی علی کی بات پہ اختلاف نہیں کرے گی اور نہ ہی اس کی کسی بات پہ انکار یا نظر انداز کرے گی پر تمہارا بہت شکریہ مجھے بتانے کے لیے کہ جینا

عرفان کچھ بھی کر سکتی ہے۔ان لفظوں میں وہ زمان کا قرب محسوس کر سکتی تھی مگر وہ بے حس بن گئی تھی جینا نے گہری سانس لی اور مسیج ٹائپ کرنے لگی جب کی ہاتھ مسلسل کانپ رہے تھے۔

زمان جو شاور لینے کے بعد موبائل ہاتھوں میں لیے اس کو گھور رہا تھا گھور رہا تھا جینا کی مسیج پہ جلدی سے اس نے مسیج اوپن کیا۔

میں نے تو کوئی ی شکوہ نہیں کیا تھا جب تم نے میرے اعتبار کو توڑا تھا اور اب تمہارا کوئی ی حق نہیں مجھ سے کوئی ی بھی امید وابستہ رکھنے کی۔ جینا کا مسیج پڑھتے زمان کے چہرے پہ تکلیف کے آثار نظر آنے لگے اس نے جینا کو کال کی جو اس نے اٹھالی تھی۔

امید ہے یہ آخری بات چیت ہو گی ہماری۔ جینا نے اپنے دل پہ قابو کر کے پتھریلے لہجے میں کہا۔

تمہیں یاد ہے ایک دفعہ تم نے کہا تھا مجھے تم میرا انتظار کروں گی میں جب چاہوں تمہارے پاس آسکتا ہوں۔ زمان نے پرانی ملاقاتیں یاد کرتا بولا۔

تمہیں یاد ہے میں نے کہا تھا کہ میری قدر کرنے میں دیر مت کرنا اس وقت نہیں کرنا جب مجھے کھو دو۔ جینا اس کی بات پہ تلخ لہجے میں بولی۔

اللہ معاف کر دیتا ہے جینا عرفان کیوں کی وہ اپنے بندوں سے پیار کرتا ہے تم بھی معاف

کر دو مجھ سے پیار کرتی ہو تو۔زمان کا لہجہ بھیگ گیا تھا کیا کچھ نہیں اس نے محسوس کیا تھا پچھتاوہ ندامت افسوس اور خواہش کہ گزرا وقت لوٹ آئے اور وہ جینا کی محبت کو قبول کر لیں پر گزرا وقت کب واپس آیا ہے۔

کرتی تھی اب نہیں کرتی۔جینا زمان کہ لہجے پہ تڑپ گ ئی تھی مگر بنا ظاہر کیے کہا۔

میں محبت کرنے لگا ہوں تم سے آئے لو یو الوٹ جینا عرفان۔زمان جذب کے عالم میں اظہار محبت کیا جب کی دوسری طرف سے یہ بات سننے کے کال کٹ کر دی گ ئی تھی زمان کتنی دیر تک موبائل کان پہ رکھ کہ بیٹھا رہا پھر اس نے موبائل کو دیکھ کر جینا کے پرانے کیے گ ئے مسیج پڑھنے لگا زمان مرد تھا مگر وہ اپنے آنسو پہ کنٹرول نہیں کر پایا تھا اس کی آنکھیں بھیگتی چلی گ ئی تھی اور آنسو موبائل پہ جہاں جینا کے مسیج تھے وہاں گرتے چلے گ ئے۔

تمہارے سوا نہیں کوئی ی دوسرا

ہائے ہم سے یہ بھی کہا گیا تھا۔

زمان کے اظہار پہ جینا ساکت سی رہ گ ئی تھی اس کا دل ڈوب کے ابھرا کتنا انتظار تھا اس کو اور کتنی چاہ تھی اس کو پہلے یہ تین میجک ورڈز زمان سے بولوانے کی پر زمان نے کہا بھی تو کب جب وہ اپنے راستے زمان سے علیحدہ کرنا چاہتی تھی جینا میں مزید سکت نہیں

تھی کچھ اور سننے کی اس نے کال کٹ کر دی اور ان لفظوں کے محسوس کرنے لگی جو زمان نے بولے اس کو اپنے کمرے میں ہر جگہ ایک لفظ گونجتا محسوس ہو رہا تھا کسی دھن کی طرح ہے۔

آئے لو یو الوٹ جینا عرفان۔

خوابوں میں دیکھا کتابوں میں دیکھا

سپنوں کی رنگین راتوں میں دیکھا

خوابوں میں دیکھا کتابوں میں دیکھا۔

آفاق گنگناتا اپنے آفس میں داخل ہوا اور اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا اور موبائل اٹھا کر ایک نمبر ڈائل کیا۔

ہیلو مسٹر زمان پھر کیا سوچا آپ نے ہمارے ساتھ پارٹنر شپ کرنے کے بارے میں۔ کال اٹھاتے ہی آفاق نے خوشگوار لہجے میں زمان سے پوچھا

ہماری کمپنی میں اگر تمہاری کمپنی مل جائے گا تو دونوں طرف کو ؟ کو ہی فائدہ ہو گا اس لیے مجھے تمہاری آفر قبول ہے۔ زمان سنجیدگی سے جواب دیا

تو کیا ہم آج میٹنگ رکھ لیں؟ آفاق خوشدلی سے بولا۔

آج تو ممکن نہیں۔زمان نے انکار کیا۔

اوو ٹھیک جیسے آپ چاہے پر مجھے پہلے اطلاع ضرور کیجئی یے گا جب میٹنگ رکھنی ہو تو۔آفاق رضامند ہو کر بولا۔

ایک بات کرنی تھی مجھے۔زمان نے آہستہ آواز میں کہا۔

جی کرے۔آفاق اپنی چی ئی ر پہ ٹیک لگا کر بولا۔

جینا کو کیسے جانتے ہو تم؟زمان نے ڈائی ریکٹ سوال کیا

اگر میں آپ سے پوچھو کہ آپ جینا کا اصل نام کیسے جانتے ہیں تو آپ کیا جواب دینگے؟آفاق بنا حیران ہوئے بولا

میں جینا کو اس وقت سے جانتا ہوں جب تمہیں یہ معلوم بھی نہیں ہو گا کہ جینا نامی بھی کوئی ی لڑکی ہے۔زمان سخت لہجے میں اس کو باور کروایہ۔

امپریسو۔آفاق اس کی بات پہ ہنس کر بولا۔

اب بتاؤ بھی۔زمان نے بیزاری سے پوچھا۔

کیا یہ باتیں کال پہ کرنا ٹھیک ہیں۔آفاق پر سوچ انداز میں بولا۔

توں کیا چاند پہ کرے۔زمان جلے کٹے انداز میں بولا۔

ہاہاہاہا سوفنی بٹ میرے ساتھ نہیں اگر کبھی جائے تو اپنی محبوبہ کو لیجائی یے گا۔آفاق

قہقہقہ لگا کر بولا۔

میں بہت سنجیدہ ہوں اس وقت۔زمان ضبط کرتا بولا

میں اتنا آرام سے بات کر رہا ہوں آپ سے اور آپ اتنا روڈلی بات کر رہے اٹس ناٹ ف ئی ر۔آفاق منہ بنا کہ بولا۔زمان اس کو اصل بات پہ نہ آتا دیکھ کر کال کاٹ دی آفاق زمان کی حرکت پہ ہنس دیا پھر ایک مسیج پہ سب کچھ لکھ کہ سینڈ کر دیا اس کے بعد بھی وہ کافی دیر تک ہنستا رہا اس کو زمان کا اس طرح جلنا اور جل کے بات کرنا سمجھ نہیں آرہا تھا۔

میں نے ایک فیصلا کیا ہے۔جینا زمزم سے بولی جو ہسپتال جانے کے لیے تیاری کر رہی تھی۔

کونسا؟زمزم نے پوچھا۔

میں اپنے ڈیڈ کو آج ای میل سینڈ کروں گی جس میں لکھوں گی کہ وہ آکر مجھے واپس لیجائے میں اب مزید ان سے دور نہیں رہ سکتی۔جینا نے سنجیدگی سے بتایا۔

اچھا سوچا ہے پر بہت دیر کر دی خیر تمہاری مرضی بٹ میں ایک بات کہنا چاہوں گی وہاں تم جاؤ بھی تو مجھے نہیں لگتا تم اپنی محبت کو بھول پاؤ گی اس کو موقع دو وہ نہ کرو جو

اس نے کیا۔زمزم نے کہا

وہ شعر سنا تم نے جینا نے سنجیدگی سے پوچھا۔

کونسا؟زمزم تعجب سے پوچھا اس کو حیرت ہوئی کہ اتنی سنجیدگی میں اس کو شاعری کہاں سے یاد آگئی۔

اس دنیا میں کسی کو مکمل جہاں نہیں ملتا۔

کسی کو زمین نہیں ملتی تو کسی کو آسمان نہیں ملتا

جینا نے اس کے پوچھنے پہ بتایا۔

واپس آکر بات کرتے ہیں تمہیں ڈراپ کروں آفس جانے کے لیے۔زمزم نے گھڑی پہ وقت دیکھ کر کہا۔

ہاں۔جینا نے اثبات میں سر ہلاتے کہا۔

گڈ مارننگ! جینا آفاق کے کیبن میں آتے بولی۔

اسلام علیکم! گڈ مارننگ۔مس جینا آپ کو نہیں لگتا کہ بوس کے آنے سے پہلے سیکیٹری کو آفس آنا ہوتا ہے۔آف آفاق نے سلام کا جواب دیتے شرارت سے پوچھا

مجھے تو نہیں لگتا۔جینا آرام سے پیپرز لیتی بولی۔

افف۔آفاق نے آہ بھری۔

آج تم مجھے ضرورت سے زیادہ خوش لگ رہے ہو۔جینا نے اس کی جانب دیکھ کر کہا جہاں ہمیشہ کی طرح مسکراہٹ تو تھی پر الگ چمک بھی تھی۔

ہاں وہ میری امی چاہتی ہیں کہ اب مجھے شادی کرنی چاہیے۔آفاق نے شرمانے کی ایکٹنگ کرتے کہا۔

تمہاری امی چاہتی ہیں نہ کونسا لڑکی نے تمہیں خود سے پرپوز کیا جو اتنا شرما کہ بتا رہے ہو۔جینا اس کے شرمانے پہ چوٹ کرتی بولی۔

امی نے کہا کہ میں ان کی بھانجی کشملا سے شادی کروں۔آفاق نے مزید معلومات دی۔

پھر تم نے کیا جواب دیا۔جینا کو زمزم کو خیال آیا تو پوچھ بیٹھی۔

کہہ دیا میں نہیں کر سکتا اس سے شادی۔آفاق نے مزے سے جواب دیا۔

کیوں۔جینا نے شکر کا سانس ادا کر کے پوچھا۔

میں کسی اور کو چاہتا ہوں۔آفاق نے بڑے آرام سے اس پہ دھماکہ کیا۔

کیا۔جینا شاک میں بولی۔

ہمم۔آفاق اپنی مسکراہٹ روک کر بولا

کون ہے وہ؟جینا نے تجسس سے پوچھا۔

یو نو ہر۔آفاق نے اس کی جانب دیکھ کر کہا۔

زمزم؟ جینا نے آنکھیں بڑی کرتے پوچھا۔

یس۔آفاق بچوں کی طرح سر ہلاتا بولا۔

اومائے گوڈ آفاق تم نے تو مجھے کبھی اس کی بات کی بھنک تک نہیں پڑنے دی ان دو سالوں میں۔جینا ابھی بھی حیرت میں تھی۔

کیوں کی میرا چہرہ ایکسپریشن ظاہر نہیں کرتا۔آفاق نے سکون سے جواب دیا۔

گڈ پر تم نے کبھی بتایا بھی نہیں۔جینا نے مسکرا کر پوچھا۔

کیوں کی محبت اور عبادت کی جاتی ہے بتائی نہیں جاتی۔آفاق اپنے کالر جھاڑتا فخریہ انداز میں بولا۔

تمہیں اس سے محبت ہے۔جینا نے غور سے دیکھ کر کہا

ہمیں ایک دوسرے سے محبت ہے۔آفاق گہری مسکراہٹ لیے بولا۔

اتنا یقین سے کیسے کہہ سکتے ہو۔جینا نے جاننا چاہا۔

کیوں کی جس طرح ڈاکٹر اپنے مریض کا مرض جان جاتا ہے اسی طرح محبت کرنے والا انسان دوسرے کی محبت سمجھ جاتا ہے چاہے اظہار نہ بھی ہو۔آفاق نے بتایا۔

ماشاللہ۔جینا نے مسکرا کر کہا۔

گھر میں کسی کو مس ئی لا نہیں زمزم کو بھی نہیں ہو گا اس کے گھر والوں کو بھی نہیں ویسے ہماری پہلی ایسی محبت کی کہانی ہو گی جہاں کوئی ی ویلن یا ظالم سماج نہیں ہو گا۔آفاق نے بڑے افسوس سے کہا

تمہیں تو شکر ادا کرنا چاہیے تمہیں تمہاری محبت اتنی آسانی سے مل رہی ہے۔جینا نے گھور کر کہا۔

ناپوچھ پریزادوں سے یہ ہجر کیسے جھیلا ہے۔آفاق چی ئی ر پہ اپنی پشت ٹکاتا گنگنانے لگا۔

ناشکرے انسان۔جینا اس کو کوئی ی جواب دیتے نہ دیکھا تو بڑبڑاتے اٹھ گ ئی جب کی آفاق مگن سا اپنی آنے والے زندگی کا سوچ رہا تھا۔

جینا شام کے وقت جیسے ہی آفس سے باہر نکلی زمان اس کے سامنے کھڑا ہو گیا جینا ایک پل کے لیے اس کی سرخ آنکھیں دیکھ کر ڈر گ ئی مگر سنبھل کہ بولی۔

یہ کیا بد تمیزی ہے مسٹر زمان؟

یہ بد تمیزی ہے تو وہ کیا تھا جو کل تم نے کیا۔زمان ا◆زمان اس کا بازوں اپنی سخت گرفت میں لیکر غرائے لہجے میں بولا۔

بازوں چھوڑو میرا زمان یہاں میں کام کرتی ہوں پلیز کوئی ی تماشا نہ بناؤ۔جینا آس پاس دیکھتی بولی۔

میری گاڑی میں بیٹھو مجھے تم سے بات کرنی ہے۔زمان اس کو اپنے ساتھ لیجانے کہ لیے قدم بڑھاتا بولا۔

مجھے نہیں سننی تمہاری کوئی ی بھی بات۔جینا اپنا بازوں اس سے چھڑواتی تیز آواز میں بولی۔

اگر تم سچ میں چاہتی کہ یہاں کوئی ی تماشا نہ ہو تو جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو۔زمان دھمکانے والے انداز میں بولا۔

چلو۔پھاڑ کھانے والے انداز میں کہا۔

گڈ گرل۔زمان اس کا گال سہلاتا مسکرا کر بولا۔

جلدی بات کرو۔جینا اس کی گاڑی میں بیٹھتی بولی۔

میں تم سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔زمان نے محبت سے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

راتیں رنگین بنانے والی ایک کال گرل سے کوئی ی شادی نہیں کرتا مسٹر زمان۔جینا نے بے دردی سے اس کے دل کو نوچ کر کہا۔

جینا۔زمان نے اس کے بالوں سے پکڑ کر دھاڑ کر بولا۔

چلاؤ مت زمان یہی وہ الفاظ ہے جو تم نے مجھ سے بولے تھے اگر تب تمہیں کوئی ی فرق نہیں پڑا تو آج کیوں اتنا تڑپ رہے ہو۔جینا اپنے درد کو نظر انداز کرتی سفاکیت

سے بولی زمان کی پکڑ اس کے بالوں میں اور مضبوط ہوئی ی تھی جس سے اس کی آنکھوں میں آنسو آنے لگے تھے زمان نے جیسے اس کی آنکھوں میں دیکھا تو اپنی گرفت اس کے بالوں میں ہٹاتا گہرے سانس بھرنے لگا۔

میں نے جو اس وقت کیا جو کہا میں شرمندہ پلیز تم مجھے معاف کر دو۔ زمان نے تکلیف سے کہا۔

معافی کیوں مانگ رہے ہو مت مانگو بس ٹائم دے دو می

جینا شٹ اپ جسٹ شٹ اپ۔ زمان اس کی آدھی بات کا مطلب سمجھتا اپنا ہاتھ زور سے ڈیش بورڈ پہ مارتا چیخ کہ بولا۔

درد ہو رہا ہے مجھے بھی تکلیف ہوئی ی تھی جب تم نے میرا یقین نہیں بلکہ اپنے کزن کی جھوٹی بات پہ یقین کیا دل پھٹتا محسوس ہوا تھا جب تم نے حسن اور میرے درمیان غلیظ لفظوں کا استعمال کیا تھا میری تکلیف کا اندازہ تم نہیں لگا سکتے زمان۔ جینا نے اپنے آنسو پہ کنٹرول کرتے کہا۔

میں بہت محبت کرتا ہوں تم سے۔ زمان اس کا چہرہ تھام کر بولا۔

میں بھی کرتی ہوں اور بہت محبت کرتی ہوں تم سے آج سے نہیں بلکہ چھ سال آٹھ مہینے اور پندرہ دن پہلے میرے لیے تو محبت لفظ کا مطلب علی تھا پر اب میں تمہاری بات

مان کر تمہارے پاس نہیں لوٹوں گی میں آگے بھرنا چاہتی ہوں اپنے گھر والوں کے پاس جانا چاہتا ہوں اور میں اب آمریکا واپس جاؤں گی مزید اس پیار محبت کے چکر میں نہیں آؤں گی۔ جینا اس کے ہاتھ اپنے چہرے سے ہٹا کر گاڑی کا دروازہ کھولتی بولی۔

میں سب کچھ ٹھیک کر دوں گا میں تمہیں ہر وہ خوشی دوں گا جو تم ڈیزرو کرتی پر پلیز جینا عرفان الگ ہونے کی بات نہ کرو۔ زمان اس کا ہاتھ تھامتا جنونیت سے بولا۔

الگ تب ہوتے جب کبھی ساتھ ہوتے اپنے ساتھ ہونے کا احساس تک تم نے مجھے نہیں کروایا زمان یہ جو آج تم کہہ رہے ہو نہ اگر کچھ سال پہلے کہتے نہ تو شاید میں یہ سن کر اگلا سانس نہ لے پاتی خوشی سے مجھے مر جانا تھا پر اب میں نے اپنے اندر کے احساسات کو مار دیا ہے۔ جینا کہتے ہی گاڑی سے نکل گئی جب کی زمان کا وجود سن ہو گیا تھا اس کو اب حسن کی باتیں ٹھیک لگ رہی تھی کاش وہ اس کی بات سن لیتا زمان اپنا چہرہ ہاتھوں میں چھپا کر زور سے جینا نام لیکر رونے لگا

میں کسی کے آگے سر نہ جھکانے والا۔

اس سے پیار پیار کی بھیک مانگتا رہا۔

زمان کو تو وہ بہت ہمت سے کہہ آئی ی تھی کہ وہ اپنے احساسات مار چکی ہے پر اس کی

محبت وہ تو پہلے دن کی طرح آج بھی تازہ ہے یا اس سے زیادہ ہو چکی ہے وہ تھکے طریقے سے آکر لائی ونج میں بیٹھ گئی آنکھوں سے آنسوؤ کی برسات جاری تھی آج اس نے اس کو تکلیف دی جس کے تصور میں بھی وہ تکلیف نہ دینے کا سوچتی تھی زمزم ہسپتال سے آئی ی تو جینا کو ایسے بیٹھا دیکھا تو فورن اس کے پاس لپکی۔

جینا کیا ہوا تمہیں ایسے کیوں رؤ رہی ہو؟ زمزم اس کے چہرے سے بال ہٹاتی فکر مند ہو کر پوچھنے لگی۔

میں نے اس کو تکلیف دی زمزم میں نے ایسے لفظ بولے جس سے اس کا دل چھلنی ہو گیا ہو گا میں کتنی بری ہو اس نے اپنا ہاتھ ڈیش بورڈ پہ اتنا زور سے مارا کتنا درد ہوا ہو گا نہ اس کو اور میں تو دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا اس کے ہاتھ کو۔ جینا پاگلوں کی طرح روتے بولی۔

جینا ایک منٹ آرام سے بتاؤ کیا بات ہے کون کس سے تم نے بات کی۔ زمزم نے اس کو ریلیکس کرتے کہا جینا نے آہستہ آہستہ کرتے اس کو آج اپنی اور زمان کے بیچ ہوئی ی ساری باتیں بتانے لگی زمزم نے افسوس سے اس کی جانب دیکھا جو خود اپنے پاؤں پہ کلہاڑی مار آئی ی تھی پہلے اس کو پانے کے لیے روتی تھی اور اب جب قدر اس کو وہ دے رہی تھی تو وہ تب بھی رو رہی تھی۔

مطلب تمہاری محبت ختم ہو گئی۔ زمزم طنزیہ بولی۔

محبت ختم نہیں ہوئی ی بس صبر آ گیا ہے۔ جینا نے اپنا گال صاف کرتے کہا۔

اگر صبر کر لیا ہے تو رونا کیسا صبر کرنے والے تو اللہ کا شکر ادا کرتے ہیں روتے نہیں۔ زمزم نے اس کا چہرہ دیکھ کر کہا جو آنسوؤ سے تر تھا۔

میں نہ اپنے مزاج کی لڑکی ہوں زمزم شوخ مزاجی پہ آؤں نہ تو غیروں کو بھی اپنا بنالوں اور اگر ضد پہ آجاؤں تو من پسند شخص بھی ٹھکرا دوں اور میں نے علی کو ٹھکرا دیا پہلے اس نے مجھے ٹھکرایا آج میں نے۔ جینا عجیب لہجے میں زمزم سے بولی اور پہلی دفعہ اس نے زمزم کے سامنے زمان کا نام لیا تھا۔

جہاں محبت ہوتی ہے وہاں انا یا ضد نہیں ہوتی اور نہ ہی بدلا لیا جاتا ہے وہاں ہر ایک بات نظر انداز کی جاتی ہے اپنے رشتے کو مضبوط کرنے کے لیے مگر تم وہ بدنصیب نکلی جس نے خود اپنے ہاتھوں اپنی محبت کو چھوڑ دیا۔ زمزم تاسف سے بولتی وہاں سے اٹھ گئی جینا اس کو جاتا دیکھا اور اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی اور عرفان احمر کو ای گانا سن رہی تھی اس کا بے سکون دل زمان کو انکار کرنے کے بعد اور بے سکون ہو گیا تھا پر وہ اپنے قدم پیچھے نہیں ہٹانا چاہتی تھی اس کو واپس اپنے گھر جانا تھا اس کو عرفان احمر کا جواب موصول ہو چکا تھا جس میں انہوں نے اپنی اور روما بیگم کی ناراضگی کا بتایا تھا اور کچھ دن بعد وہ پاکستان آئیں گے یہ بھی بتایا جس پہ اب بس اس کو ان کے آنے اور ملنے کا

انتظار تھا۔

مجھے تمہارا ہی انتظار تھا۔زمان حسن سے ملتا بولا جو آج ہی لاہور آیا تھا۔

ہاں میں تو دو دن پہلے ہی آرہا تھا جب تمہاری کال آئی ی تھی پر کسی کام کی وجہ سے نہ آسکا۔حسن اس سے گلے ملتا بولا۔

شکریہ حسن۔زمان اس کو اندر لیکر آیا اور کہا۔

فضول مت بولو۔حسن نے اس کو گھورا جو شکریہ ادا کر رہا تھا زمان بس مصنوعی مسکرایا۔

زمان تمہاری آنکھیں اتنی لال کیوں ہے تم روئے ہو کیا؟حسن حیرانکن لہجے میں بولا۔

تم نے ہی تو کہا تھا ایک دفعہ کہ یہ دنیا مکافات عمل ہے رولایا ہے تو رونا بھی پڑے گا بس میں بھی اپنی ناقدری پہ رویا بہت ہوں میں اتنا عام بھی نہیں تھا جو جینا عرفان نے مجھے ٹھکرایا۔زمان نیچے کارپیٹ میں نظر جماتا بولا۔

عام تو کوئی ی نہیں ہوتا زمان جینی بھی عام نہیں تھی پر تم نے بھی اس کو ٹھکرادیا تھا ورنہ وہ سراپا محبت تھی ٹھکرائے جانے کے قابل نہ تھی میں ایک دفعہ اس سے بات ضروری کروں گا۔حسن نے سنجیدگی سے کہا

تم اس سے میرے بارے میں بات مت کرنا میں کچھ دن پہلے بہت اپسیٹ تھا اس لیے

جذبات آکر میں نے تم سے کہا کہ جینا سے بات کرو محبت میں سفارشات نہیں ہوتیں یہ تو دلوں کی بات ہے اگر وہ مجھے نہیں معاف کرتی تو اس کی مرضی۔زمان سپاٹ انداز میں کہا۔

معاف تب کرتی نہ جب وہ تم سے خفا یا ناراض ہوتی وہ بس کچھ وقت چاہتی ہے اور کچھ نہیں۔حسن نے اس کو حوصلہ دیا۔

کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے نہ کہ انسان کو اتنی شکایاتیں ہوتی ہیں کہ شکایت کرنے کا بھی دل نہیں کرتا شاید جینا کو بھی بہت مجھ سے بہت شکایات ہیں۔زمان گہری سانس بھرتا بولا۔

تو تم اس سے کہو نہ کہ خاموش نہ رہے تم سے بات کرے جو اس کے دل میں ہے اکثر خاموشی بھی رشتے خراب کر دیتی ہے۔حسن نے کہا

رشتہ تھا کب ہمارے درمیان۔زمان قرب سے بولا حسن بس اس کو دیکھتا رہ گیا۔

کیا کر رہے ہو؟زمزم اپنے ہسپتال کہ کیبن میں تھی جب اس نے آفاق کو مسیج کرنے کا سوچا۔

آفس میں ہوں۔جواب فورن سے آیا۔زمزم نے پھر کال کر دی۔

اسلام علیکم: کیسے ہو آفاق۔زمزم نے پوچھا۔

نہ پوچھو تو اچھا ہے۔آفاق ہاتھ میں پین گھماتا بولا۔

کیوں؟زمزم نے پوچھا۔

مجھے اگر ذرا برابر بھی اندازہ ہوتا نہ کہ میرے پرپوز کرنے پہ تم ایسا کچھ کہنے یا کرنے والی ہو تو میں مر جایا پر پرپوز نہ کرتا۔آفاق نے اس کے پوچھنے پہ بتایا

توب ؟ توبہ ہے آفاق تم ابھی تک اس پہ اٹکے ہو۔زمزم نے اپنے سر پہ ہاتھ مار کر کہا۔

کیا کروں وہ لمحہ بھولے نہیں بھولتا۔آفاق نے ہنس کر کہا

ہاں میں تو تمہارا فیس دیکھ رہی تھی کتنا لال ہو گیا تھا۔زمزم نے ہنس کر کہا

بس اب کیا کرتا میں تم یہ بتاؤ آنٹی کب آ رہی ہیں پاکستان؟آفاق نے اس کی ماں کے بارے میں پوچھا۔

امی تو بس ایک دو ہفتے تک آ جائے گی میں نے اپنا اور تمہارا بتایا بھی۔زمزم نے مسکرا کر کہا۔

سہی کیا اور جینا آج آفس کیوں نہیں اس کا نمبر بھی بند تھا طبیعت تو ٹھیک ہے نہ اس کی۔آفاق نے فکر مندی سے پوچھا۔

ہاں اب وہ جوب نہیں کریگی اس نے اپنی فیملی کو بولا یا ہے وہ واپس اپنے گھر جائے گی۔زمزم نے گہری سانس لیکر بتایا۔

اوو مجھے تو نہیں بتایا اس نے۔آفاق نے کہا

مجھے بھی نہ بتاتی اگر میں فورس نہ کرتی بتانے کہ لیے تو۔زمزم نے کہا۔

اچھا کب آئی یگے اس کے گھر والے؟آفاق کچھ سوچ کہ بولا۔

پتا نہیں وہ تو کہہ رہی تھی کہ دن کنفرم نہیں بس جلدی آجائی گے۔زمزم نے اپنی معلومات مطابق کہا۔

اوکے پھر میں اپنی ن ئی سکیٹری ڈھونڈو۔آفاق نے کہا

میل ہو فیمیل نہیں۔زمزم نے خبردار کیا۔

لڑکی رکھوں گا ان کو زیادہ ضرورت ہوتی ہے نوکری کی۔آفاق ہنسی ضبط کرتا بولا۔

میں نے جان سے مار دینا ہے تمہیں اگر لڑکی رکھی تو اور تمہیں اتنی ہی ہمدردی ہے تو اپنے آفس میں کوئی ی اور جوب دینا مگر اپنی سکیٹری کی نہیں۔زمزم نے اس وارن کرنے والے انداز میں کہا۔

اوکے دیکھ لیگے۔آفاق نے اس کی بات ہوا میں اُڑائی ی۔

جینا لائی ونج میں بیٹھی تھی جب باہر کے دروازے پہ بیل بجی اس نے چونکہ کہ موبائل پہ وقت دیکھا کہ زمزم کے آنے میں ابھی بہت ٹائم تھا اور اس کے پاس کیز بھی تھی جس سے وہ اندر آجاتی تھی نجانے کون ہوگا سوچتی وہ دروازے کہ پاس آئی ی اور اس کو کھولا۔ سامنے اپنے ماں باپ کو دیکھ کر اس کو یقین نہیں آیا

اب دو سال بعد بھی بس دیکھنے تک محدود رکھو گی ہمیں؟ روما بیگم نے نم لہجے میں کہا۔

مما۔ جینا ہوش میں آتی ان سے لپٹ گ ئی۔ روما بیگم نے اس کو زور سے گلے لگایا اور وہ بھی رونے لگی جب کی عرفان احمر نے ایسے ہی اس کے سر پہ ہاتھ پھیرا۔

ڈیڈ سے بھی ملو اب۔ ان کو ایک دوسرے الگ نہ ہوتا دیکھ کر انہوں نے اپنی موجودگی کا احساس کروایا۔

جینا بنا کچھ کہے عرفان احمر کے گلے لگ گ ئی اور روتے ہوئے کہا۔

ایم سوری ڈیڈ پلیز مجھے معاف کر دیجئی یے گا۔

نو میرا بچہ ہم نہیں تم سے ناراض ہمیں پتا تھا آپ یہاں ہو ہمیں بس آپ کے پیغام کا انتظار تھا۔ عرفان احمر نے محبت سے اس کا ماتھا چوم کر کہا ان کی بات سن کر جینا نے حیرت سے اپنا چہرہ اٹھا کر ان کو دیکھا پھر روما بیگم کو جو روتے ہوئے سر اثبات میں ہلا گ ئی۔

آپ کو کیسے ؟ جینا سے سر جھکا کر بس اتنا کہا۔

ہماری اکلوتی اولاد ہو تم کیا ہمیں یہ خبر ملنے ک ? کے بعد کہ ہماری بیٹی کھو گ ئی ہے ہم تمہیں تلاش کرنے میں کوئی ی کثر چھوڑتے نہیں نہ۔ عرفان احمر نے آخر میں اس سے تصدیق چاہی جس پہ جینا نے فورن سے کہا۔

بلکل نہیں چھوڑتے۔

ہاں پھر بھی ایک سال لگ گیا تھا اور تب سے تمہارا اماں کا ظلم برداشت کر رہا ہوں۔ آخر میں وہ شرارت سے گویا ہوئے۔

اوو مما آپ بھی حد کرتی ہیں۔ جینا نے ناراض لہجے میں کہا۔

پہلے اپنے باپ سے یہ تو پوچھو کہ کونسے ظلم کہ پہاڑ توڑے ہیں میں نے۔ روما بیگم عرفان احمر کو گھورتے ہوئے بولی۔

ڈیڈ نے کہا آپ ظلم کرتی ہیں تو بس کرتی ہیں دوبارہ کیا پوچھنا۔ جینا نے عرفان احمر کے بازوں پہ سر ٹکا کر کہا جس پہ عرفان احمر ہنس پڑے۔

اندر لیجاؤں گی کہ نہیں۔ روما بیگم تاسف سے ان دونوں کو گھورتے کہا۔

او سوری مما میں بھول گ ئی آئے اندر چلے۔ جینا اپنے سر پہ ہاتھ مار کہ بولی اور ان کو لائی ونج میں لے آئی ی۔

جینی میں تمہارے سارے ڈاکیومنٹس لے آیا ہوں اور میں اور تمہاری ماں یہاں زیادہ ٹائم نہیں رہ سکتے اس لیے ہفتے کہ اندر ہی ہم نے واپس آمریکا واپس جانا ہے۔ عرفان احمر نے اس کو اپنے پاس بیٹھاتے کہا ان کی بات پہ جینا کہ چہرے پہ ایک سایہ لہرایا پہ وہ سنبھل کہ بولی۔

اوکے ڈیڈ جیسا آپ کہے اور ویسے بھی میں نے بہت اپنی کی اب جو آپ کہیگے وہ کروں گی۔

جینی تم ٹرپ آئی ی تھی نہ پھر ایسا کیا ہوا جو تم نے اپنے ماں باپ کو ہی بھول گ ئی۔ روما بیگم نے تیز لہجے میں بولی۔

وہ مم

کوئی ی بات نہیں اگر تم نہیں بتانا چاہتی تو ہمیں اپنی بیٹی پہ یقین ہے وہ کچھ غلط نہیں کر سکتی اور میں نے وہاں شاہ فیملی سے بھی وجہ نہیں پوچھی تھی اب تم سے بھی نہیں پوچھے گے اگر تم یہ راز رکھنا چاہتی ہو تو راز ہی رہے گا۔ عرفان احمر اس کا فق چہرہ دیکھ کر اپنے ساتھ لگا کر نرمی سے بولے ان کی بات پہ جینا پھر سے رونے لگی روما بیگم گہری سانس بھر کہ رہ گ ئی تبھی زمزم بھی وہاں آگ ئی اور اس کو ایک پل نہ لگا یہ جاننے پہ کہ یہ کون ہو گے۔

اسلام علیکم: زمزم نے سلام کیا۔

وعلیکم اسلام آپ؟ روما بیگم نے سلام کہ جواب کہ بعد انگریزی میں پوچھا ان کے پوچھنے پہ جینا نے اس کا تعارف کروایا جس پہ عرفان احمر اور روما بیگم دونوں نے اس کا شکریہ ادا کیا جس پہ زمزم نے بس مسکرا دی۔

جینا تم اپنے ماں باپ سے کہو نہ کہ وہ جب تک یہاں پاکستان میں ہیں تو یہی پہ رہے۔ زمزم جینا کہ کمرے میں آتی بولی جو اپنے کپڑوں کی پیکنگ کر رہی تھی۔

میں نے کہا تھا پر ڈیڈ نے کہا کہ ٹھیک نہیں لگتا اور انہوں نے ہوٹل میں بوکنگ کروالی ہے۔ جینا نے بتایا

تو کینسل بھی ہو سکتی ہے اور ویسے بھی یہاں ان کو کیا مس ئی لا ہو گا کوئی ی بھی نہیں کچھ دن میں امی آ رہی ہے تب تک ہی رہ لیں میں اکیلی رہ جاؤں گی یار پلیز۔ زمزم نے منت بھرے لہجے میں کہا عرفان احمر ایک دن ہی وہاں رہ کر دوسرے دن دن کہا تھا کہ وہ ہوٹل میں رہینگے جس کی وجہ سے زمزم جینا کو منا رہی تھی۔

اچھا میں کوشش کرتی ہوں۔ جینا نے اس کا اُترا منہ دیکھ کر کہا۔

اوو جینا تھینک یو۔ زمزم چہک کر بولتی اس کے گلے لگ گ ئی جینا مسکرا دی۔

حسن کل ہمیں واپس کراچی جانا ہے ابا جان نے کہا کہ اتنا ٹائم لاہور میں کیا کر رہے ہو جب کام ہو گیا تو۔زمان سنجیدگی سے حسن سے بولا۔

ٹھیک پر جینی سے بات کرو گے؟حسن نے دکھ سے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا جس نے اپنا خیال رکھنا چھوڑ دیا تھا اور چپ ہی رہتا ہوں۔

ایک دفعہ ملوں گا کیا پتا دوبارہ دیکھنے کا موقع نہ ملے۔زمان زخمی مسکراہٹ چہرے پہ سجائے بولا۔

زمان میرا دل کٹ رہا ہے تم ایسے دیکھ کر۔حسن نے افسردہ ہو کر کہا۔

اپنی حالت زمیدار خود ہوں اور محبت کو جب کوئی ی ٹھکراتا ہے تو پھر محبت ان کو ٹھکرا دیتی ہے۔زمان طنزیہ ہنسی ہنس کہ بولا۔

جینی کہ پاس کب جاؤ گے؟حسن بات بدل کہ بولا۔

کل رات کی فلائی ٹ ہے صبح کے ٹائم مل آؤں گا۔زمان نے بتایا۔

اچھا پر ایک شرط ہے۔عرفان احمر نیم رضامندی دیتے بولا جینا سے جو گھنٹے سے ان کو

اپنی بات منوا رہی تھی۔

قبول ہے آپ کی شرط۔ جینا نے بنا ان کی شرط جانے کہہ دیا۔

پہلے سن تو لوں۔ عرفان احمر اس کی جلد بازی پہ ہنس کہ بولے۔

اچھا سنائے۔ جینا نے پوچھا

یہ بتاؤ وہ کون ہے وہ جس کی وجہ سے تمہارے چہرے اور آنکھوں کا رنگ پھیکا ہو گیا ہے؟ عرفان احمر نے سنجیدگی سے پوچھا۔

ڈیڈ۔ جینا شاکڈ سی بولی اس کے وہم گمان میں بھی نہ تھا کہ وہ ایسی بات بھی کر سکتے ہیں۔

جینی باپ ہوں میں تمہارا کوئی ی جھوٹ مطلب بولنا اور نہ ہی سچ چھپانے کی کوشش کرنا۔ عرفان احمر پھر سے سنجیدگی سے کہا

علی۔ جینا نے سر جھکا کہ کہا جیسے نجانے کونسا گناہ بتا رہی ہو اپنا۔

ہم شادی کرنا چاہتی ہو اس سے؟ عرفان احمر نے اس کا چہرہ دیکھ کر کہا۔

چاہتی تھی پر اب نہیں۔ جینا نے سنجیدگی سے جواب دیا جس پہ عرفان احمر نے تعجب سے اس کی طرف دیکھا۔

جینا کمرے میں آئی ی تو اس کو موبائل بج رہا تھا نمبر دیکھا تو اداسی سے مسکرادی اور کال رسیو کی۔

ایک درخواست ہے تم سے؟ اس نے جیسے ہی کال اٹھائی ی زمان کی آواز گونجی۔

کہو۔ جینا بیڈ پہ بیٹھتی بولی۔

ملنا چاہتا ہوں تم سے انکار مت کرنا آخری دفعہ ملاقات اور بات ہو گی۔ زمان نے بنا تاثر کہ کہا اس کی بات سن کہ جینا کا دل چیخ اٹھا کہ آخری دفعہ تو نہ کہو۔

کیوں۔ جینا نے آہستہ آواز میں پوچھا۔

کراچی جاؤں گا رات کو سوچا تم سے مل آؤں پھر ملنا ہو یا نہ ہو۔ زمان مصنوعی ہنس کہ بولا۔

کہاں آنا ہے؟ جینا نے پوچھا۔

بتاتا ہوں پر ایک دفعہ علی کہو بے چین دل کو شاید کچھ قرار آجائے۔ زمان اپنی آنکھوں سے نمی صاف کرتا بولا جینا کا دل کٹ کہ رہ گیا زمان ک؟ زمان کو ایسے بات کرتا دیکھ کر۔

علی: جینا نے دھڑکتے دل کہ ساتھ کہا زمان نے اپنی آنکھیں بند کر کے کھولی۔

میں آرہا ہوں تمہیں لینے تیار رہنا۔ زمان نے گہری سانس بھر کہ کہا۔

ہمم۔ جینا نے کہہ کر کال کاٹ دی اور عرفان احمر کہ پاس گ ئی۔

کیا ہوا جینی۔ عرفان احمر اس کو اداس دیکھ کہ بولے۔

آپ میری شادی کروادے علی زمان شاہ کہ ساتھ۔ جینا نے آنسو آنکھوں میں لیکر ان سے کہا۔

کوئی ی پہلے کہہ گیا تھا کہ اس کو نہیں کرنی شادی۔ عرفان احمر اس کو دیکھ کے بولے میں تو ہوں ہی بیوقوف آپ زبردستی راضی بھی تو کر سکتے تھے نہ۔ جینا نے روتے ہوئے ان پہ الزام لگا کہ کہا

پوری ماں پہ گ ئی ہو اور مجھے لگتا تھا کہ میری بیٹی مجھ پہ گ ئی ہے۔ عرفان احمر آہستہ سے اس کے ماتھے پہ چپت لگا کہ بولے جینا ان کی بات پہ ہنس دی۔

آئے لو یو ڈیڈ آپ نے ہمیشہ مجھے سپورٹ کیا ہے۔ جینا ان کے گلے لگ کے بولی۔

آئے لو یو ٹو میری جان میری بیٹی اگر باپ بیٹی کی سپورٹ نہیں کرے گا تو کون کرے گا۔ عرفان احمر نے مسکرا کر کہا۔

اچھا میں جاتی ہوں علی آئے گا اس کو کوئی ی بات کرنی ہے مجھ سے۔ جینا باہر جاتے بولی۔

اوکے اور اس سے یہ کہنا کہ اپنے باپ سے کہے کہ مجھ سے بات کرے۔ اس کو جاتا دیکھ

کر انہوں نے کہا۔

سہی ہے۔ جینا کہتی نکل گ ئی باہر آئی ی تو زمان گاڑی سے ٹکائے کھڑا تھا جینا کو ایک پل کو یقین نہ آیا کہ یہ علی ہے جو ہمیشہ خود کو اچھے سے رکھتا تھا اس نے حیرت سے اس کی طرف دیکھا جو بلیک گول گلے والی شرٹ اور بلیک ہی پینٹ میں تھا اس کی بی ئی رڈ اور بال بڑے ہو گ ئی ے تھے جن کو سنوارنے کی زحمت نہیں کی گ ئی تھی سرخ آنکھیں جو چغلی کر رہی تھی کہ ناسونے کی وجہ سے ایسی ہیں جینا کو خود پہ بے ساختہ غصہ آیا تھا وہ چل کہ زمان کہ سامنے کھڑی ہوئی ی جو اس کو مسکراتی نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

کیا بات کرنی تھی تم نے؟ جینا نے نظریں پھیر کر پوچھا

تم مجھے معاف کر دینا میں جانتا ہوں معافی کہ قابل نہیں اب میں تمہاری زندگی میں کبھی نہیں آؤں گا میری ذات سے جتنی تمہیں اذیت پہنچی ہے میں اس کا اندازہ شاید نہ لگا پاؤں۔ زمان اس کو دیکھتا بولتا جا رہا تھا جب کی جینا جو سمجھ رہی تھی وہ کہے گا کہ اپنے فیصلے سے پیچھے ہٹ جاؤ اور مجھ سے شادی کرو نگر اس کو اپنے جانے کا بتاتا دیکھ کر اس نے ہلکہ سا تھپڑ اس کے چہرے پہ مارا زمان حیرت سے اس کو دیکھا۔

اندازہ نہیں لگا سکتے میری تکلیف کا پر اس کا کفارہ تو ادا کر سکتے ہو نہ۔ جینا غصے سے کہا۔

ہاں تم مجھے جو سزا دو گی مجھے قبول ہو گی۔زمان نے فورن سے کہا۔

سزا اور کفارے میں کیا فرق ہے علی۔جینا نے طنزیہ پوچھا اس کے علی کہنے پہ زمان کہ چہرے آسودہ سی مسکراہٹ نے بسیرا کر لیا۔

کیا تم مسز علی بنوں گی۔زمان اس کا ہاتھ تھامتا امید سے اس سے پوچھا۔

تم تو آخری دفعہ ملنے اور بات کرنے آئے تھے تو وہ کرو۔جینا نے بنا اس کو دیکھے کو دیکھے ناراضگی سے کہا۔

ہاں کیوں کی مجھے لگا تم مجھے دیکھنا پسند نہیں کروں گی۔زمان مایوس ہو کہ بولا۔

پھر شادی کا کیوں کہا۔جینا اپنا دوسرا ہاتھ اس کے ہاتھوں میں لیکر بولی۔

میں عبایا پہن لوں گا پر تم شادی کر لو۔زمان ہنس کہ بولا۔

میں ناراض ہوں تم سے الگ ہونے کی بات کر رہی ہوں اور تم ہنس رہے ہو۔جینا نے دکھی ہو کہ پوچھا۔

میں جس جینا عرفان کو جانتا ہوں وہ علی کے بغیر نہیں رہ سکتی۔زمان یقین سے بولا

اتنا یقین۔جینا اس کی آنکھوں میں دیکھ کہ بولی۔

ہاں جس محبت پہ پہلے اعتبار نہیں تھا اب اس کے علاوہ کسی پہ نہیں۔زمان اس کے چہرے پہ پھونک مارتا بولا تو وہ مسکرا دی۔

پھر کراچی ساتھ چلتے ہیں شادی بھی جلدی کر لیتے ہیں۔جینا اپنا ہاتھ اس سے چھڑواتی بولی زمان شاک سے اس کو دیکھا۔

کیا مطلب تم راضی ہو گئی۔زمان شاکڈ سے بولا۔

تم کیا چاہتے تھے کہ میں ہمیشہ ناراض رہتی۔جینا کمر پہ ہاتھ ٹکاتی لڑنے والے انداز میں بولی۔

بلکل بھی نہیں۔زمان گڑبڑا کر جلدی سے کہا۔

پھر انکل شاہ کو بولو میرے ڈیڈ سے بات کرے۔جینا نے کہا اندر کی طرف بھاگ گئی زمان اس کو جاتا دیکھتا رہا پھر شکر ادا کرنے والی نظروں سے آسمان کی جانب دیکھا۔

آج زمان اور جینا کا نکاح تھا زمان نے کراچی جاتے ہی امان شاہ سے اپنی شادی کی بات کی کہ وہ اب جینا کے فادر سے بات کرے قدسیہ بیگم تو اس کو بس دیکھتی رہ گئی اور دل ہی دل میں خوش بھی تھی مگر امان شاہ کچھ پل زمان کو سنجیدگی سے دیکھتے رہے کہ ان کو کیوں نہ بتایا جینا کہ ملنے کا پھر انہوں نے عرفان احمر زمان اور جینا کے بارے میں بات کی جس وہ مان گئی ے اور روما بیگم نے اعتراض کیا تھا کہ وہ دوسرے ملک اپنی

بیٹی دینے کہ حق میں نہ تھی پر عرفان احمر نے ان کو سمجھا دیا تھا کہ یہ قسمت کی باتیں ہوتی ہیں اللہ جہاں چاہے اس کا نصیب لکھے جس سے وہ چپ رہی ان کے نکاح کی رسم لان بھی کی گئی تھی کیوں وہ بہت بڑا تھا اپنے قریبی رشتہدار ہی تھے اور مرد عورت کا پردہ نہیں کیا گیا تھا سب فیملی کہ ساتھ انوائیٹڈ تھے اور اپنے خاندان والے تھے آفاق اور زمزم بھی آئے ہوئے تھے ان کی شادی کی تاریخ رکھ لی گئی تھی لان میں مہمانوں کہ لیے کرسیاں ٹیبل کا انتظام کیا گیا تھا اور سامنے ایک اسٹیج بنایا گیا تھا جہاں زمان اور جینا

چمکتے چہرے کہ ساتھ بیٹھے تھے مریم بیگم بار بار ان کی بلائیے لے رہی تھی جو ایک ساتھ بہت پیارے لگ رہے تھے زمان نے گولڈن کلر کی شیروانی زیب تن کی تھی اور جینا بھی گولڈن کلر کے لہنگے میں بہت خوبصورت لگ رہی تھی ان کے ساتھ حسن آفاق زمزم اور گل بھی تھی جب کہ فلک آذان کو گھمائے پھر رہی تھی۔ کچھ دیر بعد امام صاحب امان شاہ اور عرفان احمر کے ساتھ اسٹیج پہ ان کی طرف آئے اور نکاح کے کلمات پڑھنے لگے۔

کیا آپ جینا عرفان ولد کیا آپ جینا عرفان ولد عرفان احمر""زمان علی ولد علی امان شاہ کو پانچ لاکھ روپے حق مہر سکہ رائج الوقت اپنے نکاح میں قبول ہے۔۔

قبول ہے۔

جینا نے آنکھیں بند کر کے دھڑکتے دل کے ساتھ قبول ہے کہا۔

کیا آپ۔۔۔۔

قبول ہے

قبول ہے

جینا نے ان کے دوبارہ اور تیسرے دفعے پوچھنے پہ قبول ہے کہہ دیا اس کے بعد انہوں نے نکاح نام اس کے قریب کیا جس پہ جینا نے کانپتے ہاتھوں ساتھ سائن کر دی ئے۔

پھر امام صاحب نے زمان سے پوچھا جس پہ زمان پورے بتیس دانتوں کی نمائش کرتا قبول ہے کہہ گیا اس کے سائن کرنے بعد سب لوگ دعائیں مانگنے لگے۔

زمان اپنے دانت کچھ اندر کرو ایسا نہ ہو کہ بڑے ابا جان کو غصہ آجائے اور تم ساری زندگی دانتوں سے محروم ہو جاؤ دعا مانگنے کے بعد جب سب اسٹیج سے اتر کہ نیچے گ ئے تو حسن اس کے کان کہ پاس بولا۔

اگر اچھی بات نہیں کر سکتے تو اپنا منہ بند رکھو۔ زمان مسکرا کر امان شاہ پہ ایک نظر ڈالتا بولا۔

میں تو تمہارے بھلے کی بات کر رہا تھا۔ حسن کندھے اچکا کر بولا۔

زمان تمہاری شادی ہے ایک گانا تو بنتا ہے ہے۔ آفاق نے زمان کو کہا

مجھے گانا نہیں آتا۔ زمان نے مسکرا کر انکار کرنا چاہا۔

اتنا جھوٹ تو نہ بولو۔ آفاق نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

سچ

اس دن آفس کوئی ی بول رہا تھا تم جان ہو میری تجھے معلوم نہیں ہے۔ زمان کچھ کہنے والا تھا جب آفاق نے شرارت سے کہا جس پہ حسن نے جاندار قہقہہ لگایا اور جینا نے گھور کہ آفاق کو دیکھا۔

مجھے نہیں زمان کو ایسے دیکھو تا کہ گانا گائے تمہارے لیے۔ آفاق جینا کو دیکھتا بولا۔

اچھا میں جاتا ہوں پھر مائی ک کہ قریب زمان نے آخر بحث سے بچنے کی خاطر کہا۔

اوکے آل دا بیسٹ۔ حسن نے ہنس کہ کہا وہ جیسے ہی سامنے گانا گانے کہ لیے کھڑا ہوا سب کی نظریں اس پہ مرکوز ہو گئ جینا بھی اس کو دیکھنے لگی۔ زمان سب کو نظر انداز کرتا جینا کو دیکھا جو اس کو مسکراتے چہرے کہ ساتھ دیکھ رہی تھی زمان نے مسکرا کر اس کو دیکھا اور گانا شروع کیا۔

Tum sa koi pyaara koi masom nh

Hai kia cheez ho tum ye khod tumhay

,Molaoom mai nh hai

زمان نے جینا کہ چہرے پہ نظریں ٹکادی تھی جینا کو آج پہلی دفعہ زمان سے شرم محسوس ہوئی ی تھی۔

lakho hai magar tumsa

yaha kon hasee hai

tum jaaan ho meri tujhay

maloom nh hai

حسن داد دیتی نظروں سے زمان کو دیکھ رہا تھا جو آس پاس لوگوں کو بھلائے جینا کو دیکھ رہا تھا اس نے نظر امان شاہ پہ ڈالی جو عرفان احمر کے ساتھ کھڑے تھے اور زمان کو سنجیدگی سے گاتا دیکھ رہے تھے۔

Tumsa koi pyaara koi masoom

nh hai kia kia cheez ho tum ye khod

tumhay maloom nh hai

lakho hai magar tum say yaha kon hasee

hai tum jaan ho meri

.tujhay maloom nh hair

~~~~~~~~_____~~~~~~~~~~_____

_____~~~~~~~~~_____~~~~~~~~

Soh phool khilay jab ye khila

roop sunehra soh chaand banay

jab ye bana chaand sa chahra

زمان مائی ک پکڑتا قدم قدم چلتا جینا کے پاس آنے لگا اور اپنا ایک ہاتھ اس کی طرف بڑھایا جینا اس کے ہاتھ کو دیکھا پھر جھجھک کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دی ❓ کے ہاتھ میں دیا زمان کے چہرے پہ گہری مسکراہٹ آگ ئی اس کو شرماتا دیکھ کر زمان اس کو اپنے سامنے کھڑا کیا اور ہاتھ چھوڑ کر اپنا وہ ہاتھ اس کی کمر پہ رکھا اور ہلکے ہلکے ڈانس کے اسٹیپ لیکر گانے لگا۔

Soh phool khilay jab ye khila

roop sunehra Soh chaand banay
~~~~~~~~

jab ye bana chaand sa chahra

Itna bhi koi pyaar ki raahu mai

na gum ho bas hosh hai itna

meray pass mai tum ho

meray pass mai tum ho

meray pass mai tum ho

زمان جینا کو جھٹکا دے کر خود کہ قریب کر کے آخری لائن بولی جینا سرخ چہرہ لیے اس کو گھور کے رہ گئی زمان جینا کہ ایسے دیکھنے پہ اپنی آنکھ ونک کی زمان گانا گا کر جیسے ہی چپ ہوا تو سب نے تالیا بجا کر اس کو داد دی قدسیہ بیگم مسکراتی اپنے بیٹے کو دیکھ رہی تھی جب کی امان شاہ بڑبڑانے لگے۔

مجنوں کی اولاد۔

مجنوں کی نہیں آپ کی اولاد ہے۔قدسیہ بیگم جوان کے پاس تھی بول پڑی۔

جینا زمان سے الگ ہوتی واپس اپنی جگہ پہ بیٹھ گئی زمان بھی پھر حسن اور آفاق کے ساتھ کھڑا ہو گیا۔۔

زمان سب مہمانوں کے جانے کے بعد اپنے کمرے میں آیا تو جینا کھڑکی کہ پاس کھڑی تھی ڈوپٹہ اس نے اتار کہ بیڈ پہ رکھا تھا زمان نے ٹھنڈی آہ بھر کہ جینا کو دیکھا اور اس کے ساتھ کھڑا ہو کہ بولا۔

مجھے یہی امید تھی کہ تم مشرقی لڑکیوں کی طرح میرا انتظار نہیں کروں گی بیڈ پہ سر جھکا کہ بیٹھ کے۔

اور میں تمہیں ناامید کیسے کر سکتی تھی۔ جینا نے ہنس کہ مزے سے کہا۔

اب سمجھ آیا کہ جو ہوتا ہے بھلے کے لیے ہی ہوتا ہے۔ زمان اس کو گہری نظروں سے دیکھتا بولا۔

مطلب۔ جینا کو نا سمجھی سے دیکھتی بولی۔

مطلب یہ کے اگر میں تم سے پہلے اظہار کرتا تو تم خوشی کے مارے مر جاتی۔ زمان اس کو دونوں ہاتھ تھامتا اپنے سامنے کھڑا کیے بولا جینا نے زمان آنکھیں سکوڑ کہ دیکھا جو اپنی ہنسی ضبط کر رہا تھا۔

اس میں بھلائی کیا ہے وہ بتاؤ۔ جینا نے پوچھا۔

اگر تب تو مر جاتی تو میں اس وقت کسی اور سے ہوتا اس وقت۔ زمان نے کہتے ہی زوردار قہقہہ لگایا جینا منہ کھولے اس کو دیکھنے لگی جو شادی کی پہلی اس سے کیا کہہ رہا

تھا۔

علی دوبارہ اپنے خیال میں کسی لڑکی کا نہ سوچنا۔ جینا نے اس کے بازوں پہ تھپڑ رسید کر کے کہا۔

ہاہاہا۔ نہیں سوچو پر تب کیا کروں گی جب میرے ساتھ ستر حورے ہو گی۔ زمان نے ہنس کہ مزے سے اس کو چھیڑا۔

حورے ہر کسی کو نہیں ملتی جن کے اعمال اچھے ہو ان کو ہی ملتی ہے اس لیے ابھی سے خوش نہ ہو۔ جینا نے آنکھیں گھما کہ کہا۔

پھر تو میرے اعمال بہت اچھے ہیں۔ زمان اس کو اپنے قریب کر کے بولا۔

ہمم اچھے ہیں۔ جینا نے اس کی نقل اتاری اور ناراضگی سے چہرہ دوسری طرف کیا۔

ہاں نہ اچھے ہیں تبھی تو اللہ نے دنیا میں ہی مجھے حور دے دی۔ زمان اس کے کان کہ پاس سرگوشی میں بولا۔ جینا کے چہرے پہ مسکرادی اور اس کے سینے پہ سر رکھ دیا زمان بھی اس کے گرد اپنا حصار قائم کرتا پر سکون ہو کر آنکھیں ❓ پر سکون ہو کر آنکھیں بند کی۔

زمان تم نے میرے لیے اتنا اچھا گانا گایا میں بھی تمہارے لیے کچھ کہنا چاہتی ہوں۔ جینا اس کے سینے سے لگی بولی۔

ہمم کہو۔زمان نے بھی ویسے ہی جواب دیا۔

میرا سوچنا تیری ذات تک

میری گفتگو تیری بات تک!!!

نہ ملو جو کبھی مجھے

میرا ڈھونڈنا تجھے پار تک!!!!

کبھی فرصتیں جو ملے تو آ

میری زندگی کے حصار تک!!!

میں نے جانا کہ میں تو کچھ بھی نہیں

تیرے پہلے سے تیرے بعد تک!!!!!

جینا نے آنکھیں بند کر کے جذب کے عالم میں شعر کہا زمان جو آنکھیں بند کیے اس کو محسوس کر رہا تھا اس کے خاموش ہونے کے بعد اس کے گرد اپنے حصار کی پکڑ مضبوط کر لی۔

ختم شدہ

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین